

نور الموعان

چھوٹے سہو دہ ۱۴۰۱ سال

نعتوں کا انتخاب

نعتیں پریمی

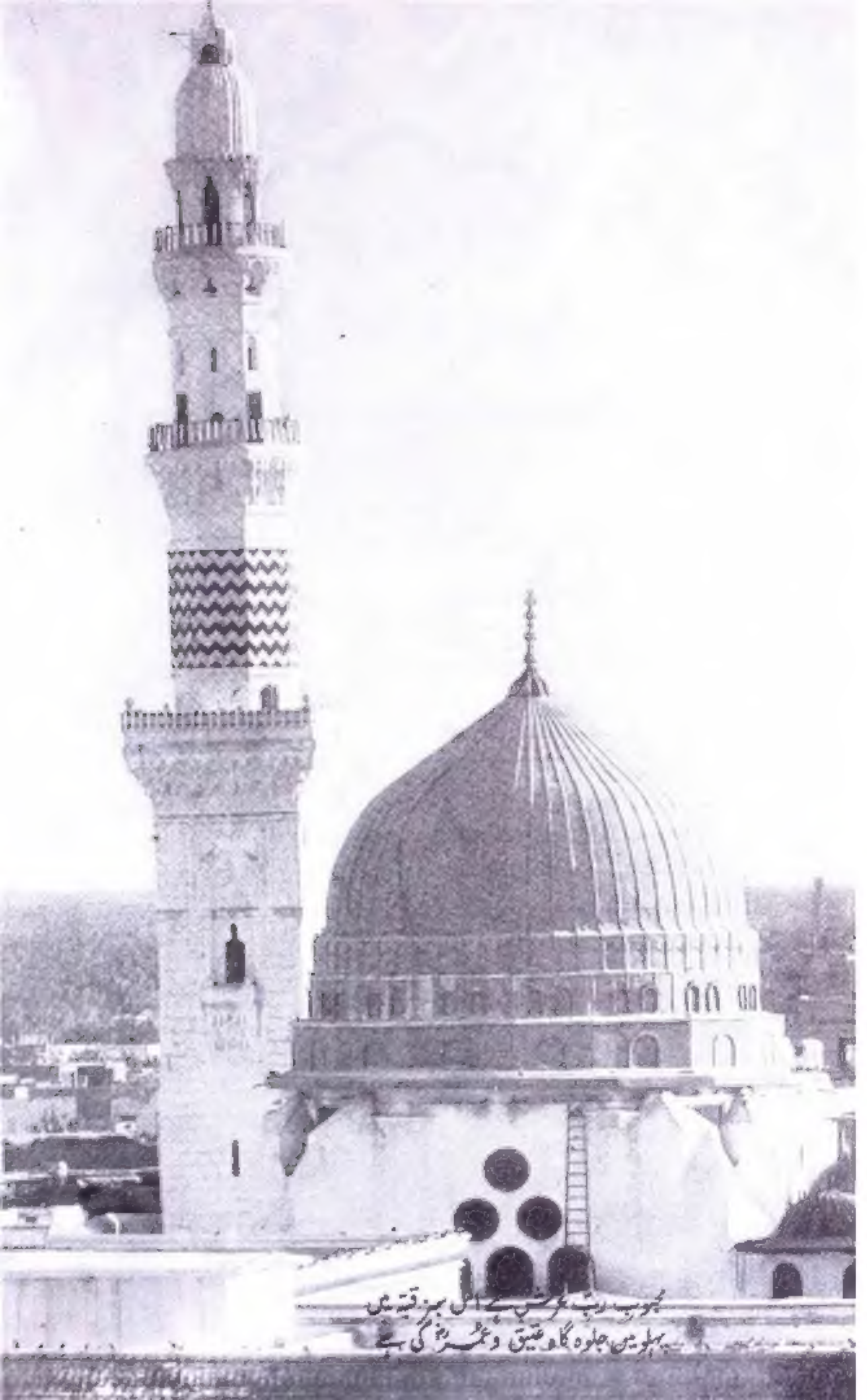
نعتیہ ارمغان

چودہ سو سالہ
نعتوں کا انتخاب

نقش ثانی بہ ترتیب نو

شفیق بلوی

مرکز علوم اسلامیہ - گارڈن کراچی



محبوب و پندگراں کے اہل ہنر قیام میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عسکر کی ہے



مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

وَمَا قَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

شفیق بریلوی

مولینا سید عبد القدوس ہاشمی

نعت رسول کریمؐ بزبان حضرت سلیمان علیہ السلام

سرسید احمد خاں

نعت رسول کریمؐ بآیات قرآن حکیم

مولینا سید حسن مثنیٰ ندوی

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہی

مداح پیمبرؐ کی زبان کھلتی ہے

۴۹	حضرت حنان بن ثابتؓ	۳۵	حضرت ابوطالبؓ
۵۰	حضرت عمرؓ (جن)	۳۶	حضرت حمزہؓ
۵۴	امام زین العابدینؓ	۳۷	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ
۵۵	امام ابوحنیفہؓ	۳۸	حضرت فاطمہ الزہراءؓ
۵۷	فردوسی طوسیؓ	۳۹	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۵۸	سنائی غزنویؓ	۴۰	حضرت ابوسفیانؓ
۵۹	عمر خیامؓ	۴۱	حضرت عمر فاروقؓ
۶۰	غوث اعظمؓ	۴۲	حضرت عباسؓ
۶۱	خاقانیؓ	۴۳	حضرت عثمان غنیؓ
۶۲	نظامی گنجویؓ	۴۴	حضرت علی مرتضیٰؓ
۶۳	خواجہ بخت یار ککلیؓ	۴۵	حضرت کعب بن زہیرؓ
۶۴	خواجہ معین الدین چشتیؓ	۴۶	حضرت عائشہ صدیقہؓ

۹۰	عبداللہ قطب شاہؒ	۶۵	خطار نیشاپوریؒ
۹۱	ولی گجراتی	۶۶	ابن العربیؒ
۹۲	وحدت و گل سرہندیؒ	۶۷	حضرت شمس تبریزیؒ
۹۳	قاضی محمود بحری	۶۸	مولینا رومیؒ
۹۵	بیدل عظیم آبادی	۶۹	سعدی شیرازیؒ
۹۶	فراقی بیجاپوری	۷۰	بو صیریؒ
۹۷	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۷۲	مولینا شہاب الدینؒ
۹۸	سراج اورنگ آبادی	۷۳	بو علی شاہ قلندرؒ
۹۹	مظہر جان جاناںؒ	۷۴	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
۱۰۰	میرزا سودا	۷۵	حضرت امیر خسروؒ
۱۰۱	خواجہ میر دردؒ	۷۶	عراقی ہمدانیؒ
۱۰۲	شاہ ابدال پھلواڑیؒ	۷۷	حافظ شیرازیؒ
۱۰۳	آزاد بلگرامی	۷۸	ابن خلدونؒ
۱۰۴	میر حسن دہلوی	۸۰	بندہ نواز گیسو درازؒ
۱۰۵	آگاہ دیلوری	۸۱	مولینا جامیؒ
۱۰۶	میر تقی میر	۸۲	شہنشاہ ہمایوں
۱۰۸	جرات دہلوی	۸۳	مولینا عرفیؒ
۱۰۹	انشاء لکھنوی	۸۴	فیضی
۱۱۰	شاہ رفیع الدین دہلویؒ	۸۵	خواجہ باقی باللہؒ
۱۱۱	شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	۸۶	محمد قلی قطب شاہ
۱۱۲	مصطفی امروہوی	۸۷	نظیری نیشاپوری
۱۱۳	رافق رام پوری	۸۸	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
۱۱۴	مولینا محمد اسماعیل شہیدؒ	۸۹	فتدی

۱۳۹	تسلیم	۱۱۵	نظیر اکبر آبادی
۱۴۰	نساخ عظیم آبادی	۱۱۶	شاه نیاز بریلویؒ
۱۴۱	مولینا امداد اللہ تھانویؒ	۱۱۷	رنگین دہلوی
۱۴۲	مذاق میاں بدایونی	۱۱۸	ناسخ لکھنوی
۱۴۳	آبی، سرسید احمد خاں	۱۱۹	شہیدی بریلوی
۱۴۴	بیان دیزدانی میرٹھی	۱۲۰	شاه غمگین دہلویؒ
۱۴۶	میر مینائی لکھنوی	۱۲۱	مومن خاں مومن دہلوی
۱۴۷	داغ دہلوی	۱۲۲	قاآنی شیرازی
۱۴۸	محسن کاکوروی	۱۲۳	ذوق دہلوی
۱۴۹	غنی غازی پوری	۱۲۴	کافی مراد آبادی
۱۵۰	شہزادہ انجم	۱۲۵	مولینا فضل حق خیر آبادیؒ
۱۵۱	مولینا حسن بریلویؒ	۱۲۷	ظفر بہادر شاہ
۱۵۲	آصف جاہ	۱۲۸	بندہ شاہ چشتیؒ
۱۵۳	ولینا احمد حسن نیازیؒ	۱۲۹	غالب
۱۵۵	علامہ شبلی نعمانیؒ	۱۳۰	شبیفہ
۱۵۶	حالی پانی پتیؒ	۱۳۱	حافظ پیلو بھتی
۱۵۸	وفا رام پوری	۱۳۲	انیس لکھنوی
۱۵۹	آسی غازی پوری	۱۳۳	دبیر لکھنوی
۱۶۰	مولینا اسماعیل میرٹھی	۱۳۴	نصر پھلواریؒ
۱۶۱	قبیصہ دارثی	۱۳۵	شہید امیٹھویؒ
۱۶۲	مولینا احمد رضا بریلویؒ	۱۳۶	مستق میرٹھی
۱۶۳	شاد عظیم آبادی	۱۳۷	مولینا قاسم نانوتویؒ
۱۶۵	گرامی، ۱۱۵، صریؒ	۱۳۸	لطف بریلوی

۱۹۱	جلیل مانگ پوری	۱۶۶	تمنا زجہاں گنگوہیؒ
۱۹۲	اختر شیرانی	۱۶۷	مولینا عزیز صفی پوریؒ
۱۹۳	حسرت موہانی	۱۶۸	احمد بہاری
۱۹۴	آرزو لکھنوی	۱۶۹	اکبر میرٹھی
۱۹۵	سیماب اکبر آبادی	۱۷۰	مولینا جوہر رام پوری
۱۹۶	سیف ٹونکی	۱۷۱	فیروز الدین طغرائی
۱۹۷	صفی لکھنوی	۱۷۲	انور عظیم آبادی
۱۹۸	شافی الہ آبادی	۱۷۳	ریاض خیر آبادی
۱۹۹	سید سلیمان ندویؒ	۱۷۴	عزیز لکھنوی
۲۰۰	دھشت کلکتوی	۱۷۵	اصغر گوندوی
۲۰۱	مناظر احسن گیلانیؒ	۱۷۶	علامہ اقبال سیال کوٹی
۲۰۲	ظفر علی خاںؒ	۱۷۷	آسی لکھنوی
۲۰۳	کوثر سندیلوی	۱۷۸	احسن ماہروی
۲۰۴	اختر حیدر آبادی	۱۷۹	آغا شاعر قزل باش
۲۰۵	نشر	۱۸۰	کیف ٹونکی
۲۰۶	آزادؒ	۱۸۱	اکبر الہ آبادی
۲۰۷	سالک	۱۸۲	خلق
۲۰۸	دل شاہ جہان پوری	۱۸۳	شفیق عماد پوری
۲۰۹	خاکِ چشتی	۱۸۴	بیدم شاہ وارثی
۲۱۰	نعیم مراد آبادی	۱۸۵	خالد بنگالی
۲۱۱	جگر مراد آبادی	۱۸۶	سائل دہلوی
۲۱۲	نوح ناروی	۱۸۸	بسمل جے پوری
۲۱۳	امجد حیدر آبادی	۱۸۹	سہیل اعظم گڑھی

۲۴۰	شرقی	۲۱۵	بادی مچھلی شہری
۲۴۱	بہزاد لکھنوی	۲۱۶	اصطفیٰ لکھنوی
۲۴۲	دور ہاشمی کان پوری	۲۱۷	ادیب سہارنپوری
۲۴۳	شورش کاشمیری	۲۱۸	حمید عظیم آبادی
۲۴۵	سلیم	۲۱۹	ظریف جبل پوری
۲۴۶	عزیز	۲۲۰	حامد حسن قادری
۲۴۷	جعفری	۲۲۱	ذائق مخدوم پوری
۲۴۸	کیا مراکت ہے مری مدح نگاری کیا چیز	۲۲۲	معروف امیتھوی
۲۴۹	جب خدا خود ہی شناخو ہے رسولِ مہربانی	۲۲۳	طاہر سیف الدین
۲۵۱	جوش ملیح آبادی	۲۲۴	حمید صدیقی لکھنوی
۲۵۲	دانش کاندھلوی	۲۲۵	عثمان علی خاں
۲۵۵	حفیظ جالندھری	۲۲۸	سراج لکھنوی
۲۵۶	ماہر القادری	۲۲۹	راز بریلوی
۲۵۷	نسیم امروہوی	۲۳۰	مشکیل بدایونی
۲۵۹	رئیس امروہوی	۲۳۱	ضیاء القادری بدایونی
۲۶۰	اقبال عظیم	۲۳۲	ضیاء جعفری
۲۶۱	شور علیگ	۲۳۳	روش صدیقی
۲۶۳	سید آل رضا	۲۳۴	تمنا عماردی
۲۶۵	سید ہاشم رضا	۲۳۵	ظفر
۲۶۷	شاعر لکھنوی	۲۳۶	یوسف ظفر
۲۶۸	فضل	۲۳۷	حفیظ ہوشیار پوری
۲۶۹	قاسمی	۲۳۸	راجہ محمد امیر احمد خاں
۲۷۱	حق	۲۳۹	گوہر قائم گنجوی

۳۰۱	شاہد حیدر آبادی	۲۷۲	انور صابری
۳۰۲	خاطر غزنوی	۲۷۳	تبسم
۳۰۳	طاہر فاروقی	۲۷۴	فتانظامی
۳۰۴	محسن احسان	۲۷۵	ساغر نظامی
۳۰۵	حافظ لدھیانوی	۲۷۶	رعنا اکبر آبادی
۳۰۶	ساقی جاوید	۲۷۷	نشور واحدی
۳۰۷	یکتہ امروہوی	۲۷۸	تابش دہلوی
۳۰۸	راغب مراد آبادی	۲۷۹	محشر بدایونی
۳۰۹	اعظم چشتی	۲۸۰	منور بدایونی
۳۱۰	اعجاز رحمانی	۲۸۱	فگار بدایونی
۳۱۱	عابد نظامی	۲۸۲	نعیم صدیقی
۳۱۲	جلیل تدوائی	۲۸۳	صبا مستقراوی
۳۱۳	فرحت شاہ جہان پوری	۲۸۶	شفیق کوٹی
۳۱۴	قریر مٹھی	۲۸۷	کوثر نیازی
۳۱۵	خلیل	۲۸۸	ذہین تاجی
۳۱۶	خالد	۲۸۹	مفتی محمد شفیع
۳۱۸	فطرت	۲۹۰	عبرت صدیقی بریلوی
۳۱۹	حشری	۲۹۱	صبا اختر بریلوی
۳۲۰	امید ڈبائیوی	۲۹۳	فقیر مارہروی
۳۲۱	سلیم احمد	۲۹۴	تائب
۳۲۲	جمال سویدا	۲۹۵	نیر واسطی
۳۲۳	ضمیر جعفری	۲۹۶	تسکین قریشی
۳۲۴	شام	۲۹۷	اقبال صفی پوری
۳۲۶	قاضی نذر الاسلام	۲۹۸	ثاقب زیروی
۳۲۷	خورشید آرا بیگم	۲۹۹	رحمن کیانی

۳۵۷	رحمان بابا	۳۲۸	اداجعفری بدایونی
۳۵۸	حمزہ شنواری	۳۲۹	سیدہ عروج مظہر
۳۵۹	منظر فریادی	۳۳۱	وحیدہ نسیم
۳۶۰	سائیں پشاوری	۳۳۲	مسرت نوری
۳۶۱	شاہ عبدالمطیف بھٹائی	۳۳۳	در شہوار زنگس
۳۶۴	محمد سلیم جان مجددی	۳۳۴	روحی علی اصغر
۳۶۵	عبدالرحیم ارشد	۳۳۵	شمیم جالندھری
۳۶۶	انجم بالائی	۳۳۶	تبسم فاروقی
۳۶۷	طالب المولیٰ	۳۳۷	تہنیت النساء
۳۶۸	عبدالعلیم جوش	۳۳۸	اختر حیدر آبادی
کچھ عشق پیسہ میں نہیں شرط مسماں		علاقائی	
ہیں کوثری ہندو بھی طلب کار محمد		ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں	
۳۷۱	کبیر داس بنارسی	گوئی رہا ہے سرور عالم کون و مکان میں نام تیرا	
۳۷۲	گورو نانک	۳۴۱	سید بلھے شاہ
۳۷۳	رد در جہان آبادی	۳۴۲	سید وارث شاہ
۳۷۴	نمکشن پرشاد	۳۴۵	مولوی غلام رسول
۳۷۵	دلورام کوثری	۳۴۷	میاں محمد بخش جہلمی
۳۷۶	کیفی دہلوی	۳۴۸	مولوی دلپذیر بھیروی
۳۷۷	ہری چند اختر	۳۴۹	کشتہ امرتسری
۳۷۸	تنوک چند محروم	۳۵۰	پیر فضل حسین
۳۷۹	عرش ماسیانی	۳۵۱	مولینا عرشی امرتسری
۳۸۰	فراق گورکھپوری	۳۵۲	ڈاکٹر فقیر محمد
۳۸۱	سحر	۳۵۳	خواجہ غلام فرید
۳۸۲	آزاد	۳۵۴	پیر مہر علی شاہ
۳۸۳	بھگلوان	۳۵۶	خوش حال خاں خٹک



* مسجد نبوی اور سبز گنبد کا ایک دلکش نظارہ *

محکم دلائل و براہین سے مزین

بہ مصطفیٰ برساں خوش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اونه رسیدی تمام بولہبی ست

سید المرسلین، رحمت ربوبین، خاتم النبیین، حمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جن سے محبت کا نام نیک ہے۔ اور جن کی سیرت و خصلت کا ہی نام سداً ہے، جن کی مدحت خود خدا نے بزرگ و برتر فرماتا ہے، جن کی تعریف و توصیف کے ترانے فرشتے گاتے ہیں، جس انسان کا مل، خلق مجسم کے دربار میں ایک گدائے بے نوا کو یہ ارمغان پیش کرنے کی سزا دت نصیب ہوئی، اور یہ فخر اور یہ سعادت یک بار نہیں دوبار نصیب ہوئی، اور جس کی قبولیت کے بارے میں کیا عرض کروں، ایک جانب شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم کہ پہلی اشاعت جو زیغ راول شریف ۱۳۹۵ھ ہجری میں پیش کی گئی وہ چند ہی ماہ میں ختم ہو گئی، دوسری جانب تحسین و توصیف کی صدائیں نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام سے آئیں و ربات یہاں تک پہنچی کہ میرے ایک

بزرگ دوست نے اللہ کے گھر سے آواز دی کہ ”آپ کی یہ کوشش کا آمد،
جو ارمغانِ نعت کی تشکیں و تدوین میں صرف ہوئی، مقبول بارگاہِ ایزدی ہو
چکی ہے، آپ کو بشارت ہو“

اس منزل میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ میں کس قابل ہوں، ایک حقیر
پر تقصیر سنان، لیکن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نگاہِ نعت جس پر
ہو جائے وہ سب کچھ ہو جاتا ہے اور

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

ور بھی بہت سے صبیحوں سے مجھے اپنی اس دینی مساعی کو حُسن قبول
سے نوازے جانے کے غیبی اشارے ملتے رہے۔ بد آج خود میرا حال و حال اور
میری زندگی کے تمام گوشے ن غیبی اشاروں سے عبارت نظر آتے ہیں۔

بعض حضرات نے اس مجموعہ میں یہ تو دیکھا کہ کیا نہیں ہے، لیکن یہ نہیں
دیکھا کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میرے خیال
میں اس قسم کے مجموعوں کے کامل اور مکمل ہونے کا تصور ہی صحیح نہیں ہے، بھد
کون ہے جو نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مکمل مجموعہ ترتیب دے
سکتا ہو، فردِ واحد تو کج دنیا کے مختلف ادارے بھی اس کام کریں تو بھی
نعتوں کا بہت بڑا حصہ چھوٹ جائے گا اور یقیناً چھوٹ جائے گا یہاں مجھے
اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے کہ اپنی اس کاوش اور پیشکش کے مکمل
ہونے کے علاوہ اغلاط سے بالکل پاک ہونے یا اپنے انتخاب کو بہترین اور
معیاری قرار دینے کا مجھے پہلے بھی دعویٰ نہ تھا ورنہ بھی یہ احساس اور یہ
اعتراف قائم ہے، یہ انتخاب میرے مذاق، میرے جذبات اور میرے
احساسات کا آئینہ دار ہے، بارگاہِ رسالت میں نعتوں کا یہ معطر گلستا

جو میں نے پیش کیا ہے اس میں میری پسند ورمیہ سے اس کی دھڑکنیں شامل ہیں۔

ختمی مثبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک
کی پیروی اور فخر موجودات کی ذات و صفات سے عقیدت و محبت کے بغیر
انسان کا نقص خود کے قدوس و اسد سے ہے معنی ہے، جیسے خدا رحمانی و
خدم بارگاہ مصطفوی حضرت مسیح بن مکی رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ
”جسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

اپنے میں باپ ورنہ اپنے سے بھی زیادہ ہو، اس کا دعویٰ

یہاں قابل قبول نہیں۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا ہی نام دین
سے سچی لگاؤ و اسد سے سچی محبت ہے، چنانچہ یہ لگدستہ سخت جو میری
زندگی کا اصل ہے، و رصوۃ و سرم کہ یہ دونوں عقیدت کے طور پر خوب
کہیں، سردار نبی کے حضور میں نے ایک ناپختہ جہالت سے پیش کیا ہے
اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یمن میں تازگی پیدا ہو، و رہادی برحق سے
محبت و تعلق جذبات کی صداقت و خصوص کی شدت سے نمایاں ہوں۔ ان
کا ذکر، ان کی مدح، ان کی یاد، یہ بھی ایک بڑی عبادت و رسودت ہے
ان پر لاکھوں درود و سلام۔

یوں تو نقش اوق کو بھی اہل دین و رطل نظر نے ہاتھوں نہ نیب ورنہ
عاشقان رسولؐ اس کو پڑھ کر جوش عقیدت میں تڑپ گئے، لیکن نقش ثانی
میں مزید کوشش و کاوش کے بعد جن مشاہیر کی ختوں کا اضافہ کیا گیا ہے
امید ہے کہ ان سے روح میں مزید تازگی و بیداری پیدا ہوگی، یہاں یہ نکتہ بھی
ذہن میں رہے کہ فلاح کائنات کے محبوب کی مدح و نعت کا لکھنا ہی نہیں

بلکہ پڑھنا، جمع کرنا اور نشر و اشاعت کرنا بھی وجہ نجات بن سکتا ہے، بات
 صرف ذاتِ قدس سے خلوص کی ہے، سچی لگن کی، شیفٹگی و محبت کی، مجھ
 جیسے پیچیدان نے بھی جب اُن کو آواز دی ہے، جب بھی اُن کے کرم کا
 طالب ہوا ہوں، تڑپ کر پکارا ہے تو بخدا مجھے جواب ملا ہے، میری مراد پوری
 ہوئی ہے، میری مشکلیں آسان ہوئی ہیں، اور کیا کیا ملا ہے، وہ ناقابلِ بیان
 ہے، یہ خُدا کے بزرگ و برتر کا فضل و کرم اور شکر و احسان، ورنہ سچ یہ
 ہے کہ

ایں رہِ نعت کجا و من بی رہ کجا
 ہاں، مگر لطفِ ثنا پیش نہد گامے چند

والستہ دامن رسولؐ

شفیق البریلوی

ربیع الاول شریف ۱۳۹۶ھ
 ۱۹۷۶ء

۱/۸۶۰ فیڈیل، بی ایریا، کراچی

فون ۶۸۲۴۴۹



نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْكَ يَا مُحَمَّدُ الْمَكِّيَّ الْمَدِينِيَّ الرَّسُوْلَ الْكَرِيْمَ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

مولینا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی

ن - ع - ت . عربی زبان کا ایک ، ذہب ہے . 'ت' میں 'س' کے معنی ہیں ۔ " اچھی ورق بل تعریف صفت کا کسی شخص میں پائی جاتی ہے ۔ " صفت کا بیان کرنا کہتے ہیں نَعَتْ رَجُلٌ یعنی 'س' آدمی میں خدمت و مہربانی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں ۔ 'س' حرج بہ کوئی شخص اپنے ہم پیشموں میں سب سے بلند مرتبہ و درجہ سب سے بہتر صوری و معنوی صفت کا حامل ہو تو عربی میں کہہ گئے هُوَ نَعْنَهُ . وہ تو بہتر میں بہترین ہے ۔

قرآن مجید میں 'س' مادہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے ۔ 'ا' و 'یث' میں ، 'تین جگہ یہ لفظ آیا ہے و ہر جگہ خوبوں کے بیان کے لئے آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و خوبیوں کی روشنی میں یہ روایتیں موجود ہیں ۔ علامہ محمد عبدالحق نے اپنی مشہور کتاب مجمع البحرین میں روایت حدیث میں بھی 'س' وجہ سے ، 'د' ن - ع - ت کا ذکر کیا ہے ۔

عربی زبان میں تعریف و توصیف کے لئے 'و' بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں مثلاً حمد ، ثناء ، مدح وغیرہ وغیرہ ۔ اگرچہ 'ن' سب کے محسوسات میں ہمیشہ پوری

پابندی نہیں کی گئی۔ مگر ہر قلم حشرات نے الحمد للہ جملہ جملہ کی تعریف کے لئے اور لفظ نعت کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ لفظ مدح کو عام تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثنا کی طرح استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس طرح عربی، فارسی، اردو و ترکی زبان میں "نعت" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برحق و شامد مہوتی ہے اس کی اتباع مسلمانوں کی دوسری زبانوں مثلاً سوسلی، وگنڈی، انڈونیشی، و سیغوری اور ملايو وغیرہ میں بھی کی گئی۔ اور اب تمام زبانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تعریف کے لئے لفظ "نعت" ہی مستعمل ہے۔

نعت رسول، نظم و نثر دونوں اقسام ادب میں لکھی جاتی رہی ہے۔ مگر عام طور پر نعت کا لفظ نظم و نثر کے لئے زیادہ استعمال ہوا ہے جو مدح رسول کے لئے لکھی گئی ہیں۔ شعرا نے جب بارگاہ رسالت میں قصیدہ مدح کہہ کر عقیدت کے پھول پیش کئے تو متخرین شعرا نے بادشاہوں، میروں اور بزرگوں کی شان میں کہے ہوئے قصیدہ مدح سے مدح رسول کو ممتاز رکھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ انھیں نعت کا لقب دیا اگرچہ اب نے ہر زمانہ میں ورہر مقام پر اس کی پوری پابندی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرنے کو لفظ مدح و مدح سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اب بھی بعض شعراء مدح رسول اور مدح رسول کہتے ہیں۔ لیکن لفظ نعت تقریباً مختص ہو گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لئے۔ ورنہ غنی شیرازی متوفی بمقام لاہور ۱۰۹۹ھ نے تو اپنے مشہور و معروف قصیدہ میں نعت و مدح کے دونوں لفظوں کو ایک ہی مصرعہ میں استعمال کر کے اس فرق کو غریب و ضحیح کر دیا ہے، کہتے ہیں ۵

غرفی مشتاب بن رہ نعت نہ صحرا آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

بُشدار، کہ نوان بیک آہنگ سرودن نعت شہ کو نہیں دیکھنے کے و تر

نعت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس میں عقیدت کے رکھوں
نغمہ و نثر دونوں ہی میں پیش کئے گئے ہیں۔ خود عہد نبوت میں جنس معنی بہ کے نسبت
میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً حضرت جعفر تیبر کا دربارِ خاشی میں شہ نثر میں نعت
کا ایک نمونہ ہے۔ رد و زبان میں علامہ شبلی نعمانی کی مشہور و معروف نثر خوب و قدسی در
عدم سید سیمین ندوی کے خطبات مدرسہ سب نثری نعت کے بہترین نمونے ہیں
لیکن دنیائے شعروشاعری میں نعت ایک خاص صنفِ شاعری کا نام ہے جس میں شاعر
حضور نور علیہ صدقہ و سلام کے حضور میں اپنی عقیدت پیش کرتا ہے۔

یہ صنفِ شاعری عربی زبان میں و در عہد نبوت ہی میں پیدا ہوئی تھی، و در عہد
سی عہد میں سے پیدا ہو جانے سے تھا۔ شاعری نام ہی ہے عقلی جذبات معنی کے
نہر کا، تو کلام موزون و مقفی کی نسلیں موزون و غموں و رسی بہ کرم و خصوص
تو ثبت و ردی و اسنی ذات قدسی صفات نعت رسالت باب فی اللہ علیہ وسلم سے
نظمی اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ در کلمات زبان پر آئے و در جب آئے نویوں نہ شعور سخن بن
کر آئے۔ اس سے تقریباً ان تمام معنی بہ کرم نے جو شو کہتے تھے حنیہ شور کہ ہیں کسی نے
بہت کم در کسی نے بہت زیادہ انتی کہ مومنین بنی بنی است صدیقہ رضی اللہ عنہا
اور حضرت بنی بنی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب بھی بعض نعتیہ شور و روتوں
میں مل جاتے ہیں۔ گرچہ ان مقدس نو تین کی شہرت بحیثیت شاعر کے نہیں ہے مگر
در یہ بات دور از قیاس نہیں کہ انھوں نے کبھی دو چار شعر سرور و عدم کی نعت میں
کہے ہوں۔ مثلاً حضرت مومنین بنی بنی است صدیقہ کے یہ دو شعر بہت مشہور ہیں۔

لَنْ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ فِي نَفْسٍ
وَأَشْمَسِي خَيْرٌ مِنْ نَفْسٍ شَامٍ
فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرِ
وَأَشْمَسِي كَالْبَحْرِ بَعْدَ نَعْسٍ

یا حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا وفات رسول پر یہ کہنا کہ

صُبَّتْ عَلَى مَصَائِبٍ لَوْ أَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْآيَامِ صُرَتْ لَيَالٍ

عقل و درایت ان کی نسبت کو بیدار قیاس نہیں قرار دیتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ اور صحابی ت ث نے بھی بہت سے اشعار نعت رسول میں کہے ہوں جو ہم تک نہیں پہنچے۔

صحیہ کرام میں سیکڑوں ہی ایسے بزرگ تھے جو شعر کہتے تھے۔ ان میں سے بعض کی شہرت بحیثیت شاعر کے ہے اور بعض وہ تھے جو کبھی کبھی شعر کہا کرتے تھے۔ عقل اس مر کو بعید از قیاس نہیں قرار دیتی کہ ان میں سے اکثر نے کسی نہ کسی وقت نعتیہ شعر بھی کہے ہوں۔ بہ حال ہمیں حسب ذیل ۲۲ صحیہ کے نعتیہ اشعار تو روایتوں میں مل ہی جاتے ہیں۔ اور گروپوری طرح تلاش و تفحص سے کام لیا جائے تو ممکن ہے کہ ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جائے۔

جن پائیس صحابہ کے نعتیہ اشعار مل جاتے ہیں، ان کے اسماء گرامی و رہبر ایک کا ایک ایک شعر تبرکاً لکھا جاتا ہے۔

① حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دربار نبوت کے مشہور و معروف شاعر ہیں، خود حضور نے ان کو حکم دے کر بھی قصیدے پڑھوائے ہیں۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔

ان کا دیوان چھپ گیا ہے اور عام طور پر مل جاتا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے ۵

يَا رُكْنُ مَعْتَمِدٍ وَعِصْمَةُ رَأْيٍ
وَمَلَاذٌ مُنْتَجِعٍ وَجَارٌ مُجَاوِہِ

② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

یہ عرب کے مشہور و عظیم المرتبہ شاعر تھے۔ اسی طرح بہت شجاع اور شاندار

مجدد اسلام بھی تھے۔ انھوں نے سلسلہ تبری غزوہ موتہ میں مجاہدین اسلام کی کمان

کرتے ہوئے جاہ شہادت نوش فرمایا۔ ان کا ایک شعر ہے :

وَقَبِّلَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْكُو كِتَابَهُ
إِذْ سَقَى مَعْرُوفٌ مِنْ تَجْرِيدِ جَعِ

حضرت سید بن یاس مکنانی رضی اللہ عنہ

ایک جلیل غدر صحابی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ ان کا ایک شعر ہے :

فَمَا حَمَمْتُ مِنْ رَاغِبَةٍ فَوْقَ رَحِيمِهِ
سَرَّوْا وَفِي دَمْدَمٍ مِنْ مُحَمَّدٍ

⑤ حضرت مالک بن النضر رضی اللہ عنہ : عرب کے مشہور شاعروں میں سے تھے۔

یہ ایک جلیل صحابی تھے اور درپردہ راست میں مقبویت کا مقام رکھتے تھے۔ ان کا ایک شعر ہے :

دَكَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي فَحْمِهِ دَجِي
وَأَتَخَنُّ بِعَلَى رَحِيحَاتِ وَصْدَرِ

⑥ حضرت ابو غزوہ جمی رضی اللہ عنہ : ان کا ایک شعر ہے :

مَنْ قَتَبَ عَنِّي رَسُولَ مُحَمَّدٍ
بَدَأَتْ حَقٌّ وَنَسَبَتْ حَمِيدًا

⑦ حضرت مالک بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ : ان کا ایک شعر ہے :

مَا كُنْتُ بِرَأِيَّتٍ وَلَا بِمَعْتَبٍ مَنِيهِ
فِي نَفْسٍ كَتَبَتْ بِسُورِ مُحَمَّدٍ

⑧ حضرت عمر بن سہیل رباعی رضی اللہ عنہ : ان کا ایک شعر ہے :

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ بَرٍّ وَحَمِيدٍ
جَوُّبُ غِيَا فِي سَمَاءٍ بَعْدَ سَمَاءٍ

⑨ حضرت اصید بن سلمہ سلمی رضی اللہ عنہ

عرب کے نامور شاعروں میں گنے جاتے تھے، لغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اشعار کہے ہیں، ان کے دو شعر ہیں :

لَا لَذِي سَمَاتٍ سَمَاءٌ بِفُؤَادِهِ
حَتَّى عَوَى فِي مَنَابِهِ فَتَوَحَّدَ

بَعَثَ لَذِي مَا مِثْلُهُ فِي مَا مَضَى
نَدَّ غَوْرَ رَحْمَتِهِ بِإِيَّائِي مُحَمَّدًا

۱۰) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم محترم۔
ان کا ایک شعر ہے

مِنْ قَبِيلِهَا صَبَتْ فِي خَدَّيْ وَفِي مَسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخَصَفُ لَوْرُقُ

۱۱) حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ - مقبول پر کاہ نبوت اور ایک مجاہد صحابی ہیں۔ نعت میں بہت سے اشعار کہے ہیں ان کا ایک شعر ہے

يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ اَنْتَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ كُلِّ هُدَى السَّبِيلِ هَذَا

۱۲) حضرت بوسفیان بن اسی رث رضی اللہ عنہ - رسول اللہ کے چچ زاد بھائی تھے ان کے چند اشعار نعت رسول میں ملتے ہیں۔ ایک شعر ہے

لَعَمْرُكَ رَأَيْتُ يَوْمَ أَحْمَلُ رَايَةً لَتَغِيْبَ خَيْلَ اللَّاتِ خَيْلُ مُحَمَّدٍ

۱۳) حضرت اعشى بکر بن وائل رضی اللہ عنہ - عرب کے نامی گرمی شاعر تھے، انھوں نے ایک بہت ہی چھ نعتیہ قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع ہے

اَلَمْ نَعْتَمِضْ عَيْنًا لَيْلَةً اَرْمَدًا وَبِثْ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَرَّدًا

۱۴) حضرت الاعشى المذنی رضی اللہ عنہ - انھوں نے مختلف اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فنی صاب کر کے نعتیہ اشعار میں اپنی عقیدت پیش کی ہے۔ ان کا ایک شعر ہے

يَا هَالِكَ مَنٍّ وَدَيَّانَ لَعَرَبٍ اِنِّي لَقَيْتُ ذُرْبَةً مِّنْ لِّذَرْبٍ

۱۵) حضرت کلیب بن اسید عظمی رضی اللہ عنہ، ایک نامور صحابی اور بہادر مجاہد تھے۔ اگرچہ بحیثیت شاعر ان کی شہرت نہیں ہے۔ مگر انھوں نے بہت سے اشعار نعت رسول میں کہے تھے۔ ایک شعر ہے

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا مُخْبِرُهُ وَبَشَرْنَا بِوَالْتَوْرَةِ وَالرُّسُلِ

۱۶) حضرت نابغه الجعدی رضی اللہ عنہ - ایک نامور شاعر اور نامور صحابی تھے۔ ان کا

یک شاعر ہے

نَبِيْتُ رَسُولِ اللَّهِ دَجْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنُ كَبٍّ كَانَتْ حَذْرَةَ نَبِيٍّ

۸ حضرت قیس بن دگر شجعی رضی اللہ عنہ بڑے نامور شاعر اور فطیح بین شاعرات

ن کا نعت رسول میں یک شاعر ہے

فَمَنْ قَبِيحٌ عَنِّي قُرَيْشٌ رَسُلُهُ فَهَلْ بَعْدَ ثَمَرٍ فِي مَجْدِهِمْ مُنْكَرُهُ

۹ حضرت فضالہ عیشی رضی اللہ عنہ۔ ن کا یک نعتیہ قصیدہ ہے جس کا یک شاعر یہ ہے

لَوْ مَا رَأَيْتَ مُحَمَّدًا وَجَنُودَهُ بِفَتْحٍ يَوْمَ لَكَسَّرَ الرِّجْلُ

۱۰ حضرت ہاذن بن غنویہ رضی اللہ عنہ میں کہ رشتہ دارے یک مہی بی ہیں قبیلہ

بنی طے و ن کی شاعری پر ناز تھی۔ انھوں نے یک نعتیہ غزل میں اپنے وفادار مرید

توں کے کاثرے چھ اندر میں ذکر کیا ہے۔ یک شاعر ہے

رَبِّيْتُ رَسُولُ اللَّهِ خَبْتُ مَهْبُتِي تَجُوزُ نَبِيٍّ فِي مَنِّ غَدَارٍ وَفَرْحِ

۱۱ حضرت عبد اللہ بن زبیری رضی اللہ عنہ انھوں نے نعت رسول میں یک غزل بھی

بجائی جس کا مطلع ہے

مَنْعَ الرِّقَادِ بِلَا بِلٍ وَهَمُومٍ وَابْنُ مُعْتَلَجٍ لَوٍّ وَكُهَيْمٍ

۱۲ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ یہ بڑے چھ شاعر اور بڑے چھ مجاہد تھے۔

غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ اپنے اپنے غزوات میں بھی

شریک بہادری تھے، اس غزوہ پر ن کی یک نعت ہے اور اس میں بڑے چھ نعتیہ

شعار انھوں نے کہے ہیں یہ نیمر بن خنیس کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں

قَضَيْنَ مِنْ رَهْمَةٍ كُلَّ رَيْبٍ وَخَيْبٍ ثُمَّ جَمَعْنَا شَيْوَى

۱۳ حضرت کعب بن زبیری رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے وقت کے بڑے نازی گرمی شاعر تھے

اور بہت ہی نامور شاعر کے فرزند بھی تھے۔ انھوں نے زمانہ غز میں رسول اللہ صلی

سند عبد و سلم کی شدید مئی ختیں ک تھیں اور جو یہ شور بھی کہے تھے۔ ۹۰ ہجری کے
 اوائل میں تو بہ کر کے اور اسلام قبول کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ اب ان کا سینہ
 نوریمان سے سورا اور حب رسول سے مملو ہو چکا تھا۔ انھوں نے جب بارگاہ رسالت
 میں حاضر دی تو اس موقع پر اپنا وہ مشہور و معروف قصیدہ بھی پیش کیا جس کے ابتدائی
 تین شعاریہ ہیں۔

بَانَتْ سَعْدُ فَقَبِي لِيَوْمَ مَسْبُوتٍ هَتَيْتُمْ شَرَهَ سَعْدٍ يَفْدَ مَكْنُونٍ
 وَمَا سَعْدُ غَدَاةَ بَيْنٍ اِذْ رَحُوا اَلَا اَعَزَّ غَضِيضٌ بَصْرٍ مَكْنُونٍ
 اَنْ يَّرْسُوْنَ سَعْدٌ بِنَتْنِ اِيَّاهِ فَهَتَدُ قَتْنٌ سِيُوفٍ مَثَرِ مَسْنُونٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کو سن کر حضرت کعب کو اپنی چادر
 جو آپ اس وقت ڈالت ہوئے تھے، عافہ مادی تھی اس سے یہ قصیدہ دونوں سے
 مشہور ہے۔ ایک تو قصیدہ بُردہ یعنی چادر والا قصیدہ، دوسرے اپنے ابتدائی الفاظ سے
 "قصیدہ بانت سعد"۔ چونکہ حضرت کعب بھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، اس سے اس قصیدہ
 کو سنی دور کی شاعری نہیں بلکہ عرب کی جاہلی شاعری کا نمونہ سمجھنا چاہئے مگر یہ قصیدہ فصاحت
 الفاظ، زور بین ورفنی خوبوں کی وجہ سے عربی شاعری میں پنا ایک مقام رکھتا ہے۔ اس کی
 بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں اور بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں۔ اردو میں
 بھی اس کے متعدد ترجمے کئے گئے اور کئی شرحیں لکھی گئی ہیں، اور بار بار چھپتی رہتی ہیں۔

۴۲
 ۱۶۳ھ میں حضرت کعب کا انتقال ہو گیا اور ان کے فرزند نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی عطف کی ہوئی یہ چادر فروخت کر دی۔ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
 اپنی ذاتی رقم چوبیس ہزار درہم میں اس چادر کو خرید کر دمشق میں محفوظ کر دیا تھا۔ ۱۳۲ھ میں
 مقدس چادر اولین عباسی خلیفہ کے ہاتھ آئی۔ پھر یہ بنی عباس کے خزانے میں محفوظ رہی،
 لیکن مامون الرشید کے عہد (۱۹۸-۲۱۸ھ) میں کسی وقت ضایع ہو گئی۔

۲۲) حضرت عمرو بن مکتوم غازی رضی اللہ عنہ، یہ وہی صحابی ہیں جو صحیح حدیث کے تقریباً ایک سو کے بعد رسوں، منہ نعلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کفار قریش کی عداوت اور ان کے مفاد کے خلاف فریادے کر فرمایا تھے ان کے دو شعر یہ ہیں۔

وَإِذْ عُرِضَ عَذَابُ اللَّهِ بِكُفْرٍ هَدَدًا فَنَقَّبَهُ لِقَائُ اللَّهِ قَدِ تَجَرَّدَ
يَا رَبِّ رَفِئَ ذَنْبِي فَتَدَحَّجْ حَتَّى حَتَّى يَنْتَ وَبَيْتِهِ رَأْسُكَ

عبداللہ بن مسعود کے بعد دین اسلام کی شہادت کے ساتھ عربی زبان بھی پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اندس سے متان تک پہنچ گئی، اور درپٹ سے میریون تک جا پہنچی عربی میں شعر کہنے والے بہ جگہ پیدا ہوئے اور بہ جگہ نعتیہ قصید بھی لکھے گئے۔ عہد تابعین و زمانہ بعد میں تو عربی زبان میں نئے نعتیہ شعر کہے گئے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اُس وقت سے اب تک بہ ملک کے مسلمان شعر و پنی پنی زبانوں میں بھی اور عربی زبان میں بھی نعتیہ قصائد کہہ رہے ہیں عربی بولنے والے ملک ہی نہیں بلکہ ان ملک میں بھی بہاں عربی نہیں بول جاتی وہاں بہاں نعتیہ شعر کہے جاتے ہیں کہیں، راجپور، دہلی، بکھر، گھنوا اور عظیم آباد میں بھی علماء نے عربی میں نعتیہ قصید کہے ہیں اور بہت لکھے ہیں۔ حضرت رسوں منہ نعلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ورن کی رفعت شان کا بیان کرنا شاعری کا معاون کام ہے اور خود شاعر کے لئے سعادت کا وسیلہ۔

چشم اقوام یہ نثارہ بد تک لکھے رفعت شان رفعت ملک ذکر لکھے

عربی زبان میں جن بزرگوں نے نعت گوئی میں خاص طور پر شہرت و متیہ حاصل کی ان میں شیخ محمد بن حمد راجپوری رموی متوفی ۱۰۵۵ھ، جمال الدین بکین مصری متوفی ۱۱۵۶ھ، شیخ ابو محمد عبداللہ شتر غیبی مغربی متوفی ۱۱۵۵ھ، وزید عبدالرحمن بن سعید وزیر افاضل اندلسی متوفی ۱۱۵۵ھ، جمال الدین بن نباتہ متوفی ۱۱۵۸ھ اور سب سے زیادہ شیخ لمدح عبدہ و صیری مصری صاحب تصنیف بردہ، تھیں بڑی

ثبوت و مقبولیت حاصل ہے۔ مدد بومیری کی وفات ۶۹۷ھ یا ۶۹۶ھ میں ہوئی ہے۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ قصائد لکھے ہیں۔ لیکن ان کا جو قصیدہ قصیدۃ البردہ کہلاتا ہے وہ عام طور سے نبیؐ کے ذکر و رسولؐ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ مدد بومیری پر فوج کا حملہ ہوا اور یہ بزرگ پیروں سے معذور ہو کر چپے پھرنے سے مجبور ہو گئے ۶۹۷ھ میں جب کہ ان کی معذوری پر کئی سال گزر چکے تھے۔ انھوں نے یہ قصیدہ لکھا اور اس کا نام لکوکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ رکھا۔ اس کا مطلع ہے۔

مَنْ نَذَرَ جَبْرًا بِدِي سَلَمٍ مَرَجَتْ دَمْعًا جَرَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٍ

بین کیا جاتا ہے کہ بومیری نے اس کے بعد ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بومیری کو اپنی چادر مبارک ڈھائی، صبح کو بومیری نے اس کی برکت سے اپنے پیروں کو چپے پھرنے کے قابل پایا اور انھیں مرض سے شفا حاصل ہوئی۔ اسی وجہ سے اس قصیدہ کو قصیدۃ بردہ یعنی چادر بردہ قصیدہ کہتے ہیں۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں ہر جگہ مقبول ہے۔ اس کی مختلف اوقات میں بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، ترکی و اردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے و شرحیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔

اس قصیدۃ بردہ کے پنج پر بہت سے شاعروں نے نعتیہ قصیدے کہے ہیں یہاں تک کہ ان کی تعداد سو سے بھی متجاوز ہے۔ موجودہ صدی کے سب سے بڑے عربی شاعر امیر شعراء احمد شوقی المتوفی ۱۳۵۲ھ نے بھی ایک نعتیہ قصیدہ اسی بحرواقیہ میں کہا ہے جو "علیٰ پنج البردہ" کے نام سے بار بار چھپتا ہے اور مختلف درسگاہوں کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔

ن مشہور نعتوں کے علاوہ ایمانی شعراء نے نعتِ رسولؐ کو بطور ایک فن کے بڑی

ترقی دی۔ ہمسایوں شاعروں نے بڑے اچھے اچھے نعتیہ قصیدہ ۲ بنی زبان کا عکس کیا۔ اسی طرح نحمد کے شاعروں کے یہاں بھی بہت ہی اچھے نعتیہ قصیدہ اور مستحکم نعتیں ہیں۔ ان میں نذر بیات کی دعوتیں، خانہ کا شعور، وریسی رونی پائی جاتی ہے۔ نثر و کر کے ان کو ختم کئے بغیر چھوڑ دینا ایک مرتب ذوق آدمی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔

عربی زبان کے بعد فارسی میں وریسی کے بعد نثری زبان میں نعت و نثر دونوں ہو درپہ تو اردو، ندوینیسی وریسی زبانوں میں بھی شاعروں نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ حبشی زبان کو نعت و نثر کا تلف فارسی سے جیسے ہی حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن فارسی سے قدیم کسی نعتیہ قصیدہ کا نمونہ حبشی زبان میں غالباً موجود نہیں ہے۔ نعتیہ شعور جو حبشی زبان میں پائے جاتے ہیں ان میں قدیم ترین ساتویں صدی ہجری کے ایک مسلمان شاعر ہیں عبید ک چند شعور ہیں جو قدیم حبشی زبان میں ہیں اور ریشیریہ کی قدیم شاعری کے نذر میں ہیں۔ ان میں ۲ بنی بحر استعمال کی گئی ہے۔

فارسی زبان میں شعور و شاعری کی بنا پر "نعت شہ کونین" سے پہلے جگہ "مدت کے وند" سے ہوئی ہے۔ مؤثر انجم میں قیس رزی کا بیان ہے کہ فارسی میں سب سے پہلے قصیدہ مامون ارشید کی مدت میں عبید ک موزی نے کہا اس قصیدہ کے دو تین شعر تذکروں اور تاریخ ادب فارسی میں نقل ہوئے آ رہے ہیں۔ اس میں نعتیہ شعور کے تذکرے

کے کہے کس برین منوں پیش از من چین شعورے نہ گفت

مر زبان فارسی را بست تا این نوع بین

لیک زن گفت من بین مدت ترا من گفت

گید ز مدح و ثنائے حضرت تو زیب و زین

یہ ناکیا جاتا ہے کہ ۱۹۳ء ہجری میں جب مامون ارشد مرو میں آیا تھا تو عباس مروزی نے یہ قصیدہ پیش کیا تھا اس کے بعد سے حنظلہ بادغیسی متوفی ۲۲۵ھ فیروز مشرقی متوفی ۲۱۳ھ، ابوشکور بنی متوفی بعد ۳۳۶ھ، ابوالحسن شہید بلخی متوفی ۳۲۵ھ وغیرہ بہت سے فارسی شعرا نے "مدح" کے وجہ میں نام پیدا کیا۔ لیکن ان کے کلام میں نعت کوئی کے نمونے نظر نہیں آتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ لوگ بادشاہوں کی مدح و ثناء میں تھے منہمک تھے کہ دوسری طرف متوجہ نہ ہو سکے اور اپنا سارا زور کلام پیشہ رانہ شاعری پر صرف کرتے رہے۔

لیکن ابتدائی دور کے بعد ہی رسوں سے صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا جو جذبہ فارسی کے مسلمان شعراء میں موجود تھا وہ رنگ لیا اور فارسی زبان میں ایک سے ایک اور بہتر سے بہتر نعتیہ قصائد لکھے گئے۔ ابوالفرج رونی، وحد الدین انوری، مصحح الدین سوری، جلال الدین رومی، نور الدین عبد الرحمن جوی، عرفی شیرازی اور حکیم قاضی نے فارسی زبان کو بہترین نعتیہ اشعار و قصائد عطا کئے، اور بہ کثرت نعتیہ نظمیں لکھیں۔

ترکی زبان کے قدیم ترین شاعر و ادیب محمود کاشغری متوفی ۴۶۸ھ سے لے کر موجودہ صدی کے نامور ترکی شاعر نامق کمال تک تقریباً ہر صاحب کمال نے بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کئے۔ بعض نے بڑے بڑے نعتیہ قصائد لکھے اور بعض نے چند اشعار، لیکن شاید ہی کوئی بڑا ترک شاعر ہو جس نے نعتیہ شعر نہ کہے ہو۔ ردو شاعری کے ڈانڈے فارسی شاعری سے ملتے ہیں۔ پہلے تو کچھ چھوٹی بڑی مثنویاں مذہبی احکام میں اور متصوفانہ رنگ کی لکھی گئیں، اور اس کے بعد ہی لوگ غزل گوئی پر آ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ پورے معاشرے پر زوال حکومت کی وجہ سے یاس و ناامیدی کا سایہ تھا، سیٹے ردو غزل میں مجروح حرمان کے مضامین کی بہتات رہی۔ کچھ لوگوں نے اس سے ننگ ردو بید کرنے کی کوشش بھی کی تو یونانی فلسفہ اور ویدانت کے بھنور میں جا پھنسے۔

س یاس و اندوہ نے اُس عقیدت و وابستگی سے مل کر جو بہ مسلمان و مسرت
 نام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جصل شعروں کو مثنوی گوئی پر کا دیا۔ اس میں ردو
 شعروں نے کہا کیا ان کے کچھ ہونے مثنوی عربی، فارسی و ترکی کے مثنویوں سے
 بھی بازی ہے گئے۔ ردو کے مثنویوں سے بہتر مثنوی شاید ہی کہیں درمل سکیں۔ مثنوی و
 زہیر کے ردو مثنوی یرن کے سب سے بڑے مثنوی گوشہ و فخر کا مثنوی مثنوی ۵۹۶ کے
 مثنویوں سے بھی بہتر و زیادہ تر گئے ہیں۔

ردو شعراء میں سے دو بڑے شعراء کے نام نعت گوئی میں ڈکے ساتھ پیش
 کئے جا سکتے ہیں۔ ایک میر تمینا بی بی جن کے نعتیہ شعور بہ کثرت محمد خاتم النبیین میں موجود ہیں
 اور دوسرا مہم حسن کا کوری جن کی کلیات ساری کی ساری نعت ہی نعت ہے۔ قصیدہ
 مثنویوں، غزل، قطعات، رباعیات اور ترجیع بند، تو کچھ ہے "نعت شہ کونین" کے
 نور سے منور و رشاع کی عقیدت و محبت کا نمونہ ہے۔ حسن کا کوری نے اپنے مشہور
 لامیہ قصیدہ نعت میں محفل ذکر رسول کو ہندوستان پیروں سے جہاں ہے وردو کا
 گنگا و جہنا میں آمد بہار کا وہ نقشہ پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے پر باب کی غایت سی طاری
 ہو جاتی ہے، اس قصیدہ کے بتدنی شعر ہیں۔

سمت کاشی سے چر جانب ہاتھ بادل برق کے کاندھے پر تہ ہے صبر گنگا جل
 خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہا بن سے بھی کہ چپے آتے ہیں تیسرے ڈبو ابر بادوں

برسات کی کان رت کا نقشہ کیس عجیب پیش کیا ہے۔

شب دیویر اندھیرے میں ہے بدن کے نہر یلی محفل میں ہے ڈاسے ہونے منہ پر آنجل
 شاید کفر ہے منہ پر سے اٹھائے گھونگھٹ چشمہ کافر میں لگائے ہونے کا منہ کا جل
 سی طرح مثنوی صبح سعادت کی بتدراس طرح کرتے ہیں کہ عربی زبان کی تقریباً
 ساری ہی مشہور تفاسیر کے نام بھی علوہ صنعت براعت ستہدوں کے آگے ہیں۔ کہتے ہیں۔

بعض وی صبح کا مبین ہے کشف کتاب آسماں ہے

مسن کا وروی نے ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد جن
رد و شعراء نے نعت گوئی میں بڑا نام پایا۔ ان میں سب سے اونچی مقام خواجہ
اصف حسین خاں کا ہے۔ ان کے کلام کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج تک ایسی
مقبولیت حاصل ہے کہ اردو کے کسی و نعتیہ کلام کو حاصل نہیں۔ اور کیوں نہ حاصل
ہوتی ان کا کلام اسی کا مستحق ہے۔ کہتے ہیں

ود نبیوں میں رحمت نقب پائے والا مہرین غیبوں کی بر رنے ور

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ود پنے پر مے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی

یتیموں کا والی غلاموں کا مولی

سی طرح مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اکبر وارثی میرٹھی اور غلام مام شہید کی لکھی ہوئی فتوں
کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ جدید شعراء میں سے علامہ اقبال، مولانا خضر علی خاں، ماہر نقادری،
تمیز صدیقی، حفیظ جالندھری، بہزاد مکنوی اور ان کے علاوہ بہت سے شعراء نے بڑے چھ نعتیہ اشعار کہے ہیں۔
نعتیہ شعراء کے مجموعے بھی لوگوں نے تالیف کئے۔ عربی میں نعتیہ اشعار کا
سب سے وسیع مجموعہ شیخ یوسف النہبانی کا المجموعۃ النہبانیہ ہے جو چار جلدوں میں ۱۳۳۲ء
میں بیروت سے شایع ہوا تھا۔ اس میں عہدِ صی سے چودھویں صدی ہجری کی ابتداء تک
کے عربی نعتیہ اشعار و قصاید کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب قوافی پر ہے۔ اس
کے علاوہ کوئی بڑا مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ سنہ ۱۳۲۵ء میں ترکی میں ایک مختصر مجموعہ شیخ
ابراہیم صدیقی نے بھی ترکی نعتیہ اشعار کا مرتب کیا تھا جو ۱۳۲۵ء میں استانبول (ترکی) میں
چھپا تھا۔ میں نے یہ مجموعہ نہیں دیکھا ہے۔

میرے دوست جناب شفیق بریلوی، مدیر رسالہ خاتونِ پاکستان، بڑے محنتی،

نفس اور صاحب ذوق انسان ہیں، انہیں ایک چپے مسلمان کی عنایت اور رسولؐ سے محبت ہے، انھوں نے بڑی عقیدت کے ساتھ یہ تہ مبارکہ پر رسد و فائز پاکستان کے متعدد رسولؐ نمبر ریح الاول کے مبینوں میں شائع کئے ہیں اور میں بڑے ہذا ذوق انداز میں گلشنِ نعت کے رنگین پھولوں سے سجا رہا ہوں، ان کے یہ خاص نمبر بل نظر میں بہت کامیاب اور مقبول ہوئے۔ اب شفیق صاحب نعتیہ اشعار کے ان بکھرے ہوئے پھولوں کو سیتہ کے ساتھ ایک گلدستہ بنا کر ان رفیقانِ نعت کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ یہ چودہ سوس کے نعتیہ کلام کا ایک کتاب ہے، اور ہماری زبان میں نعتوں کا شاید سب سے بڑا اور وسیع مجموعہ ہے۔ اتنی متنوع نعتیں کتب تک کسی ایک جگہ جن نہیں گئیں۔ اس گلدستہ میں عرب و عجم کے ہتھکنڈے پھول سیتہ سے یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ شفیق صاحب نے اس میں ہر شاخ کا سدا و فائز بھی لکھ دیا ہے جس سے اس کا عمدہ تعین ہو جاتا ہے اور فنِ نعت گوئی کے تدریجی ارتقا کو سمجھنے کیسے بھی یہ ایک بڑی قیمتی کتاب بن گئی ہے۔ امید ہے کہ بن علم و نقد سے باگھوں ہاتھ میں آئے اور اس سے کما حقہ فائدہ حاصل کریں گے۔

مجھ سے جناب شفیق بریلوی نے اس سب سے بڑا مجموعہ پر مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی تو میں نے اسے اپنی سعادت سمجھ کر قبول کر لیا۔ اور یہ چند سطور لکھ دیں کہ حضرت حسن بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نعتیہ شاعر کے ساتھ اس عاصی و پرمعاصی کی تحریک شائع ہونا، دنیا و آخرت میں اس کے سے زبردست سعادت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدحوں میں نہ سہی، مدحوں کے مدحوں میں بھی شمار کرنا چاہوں تو بڑی بات ہے۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ تو فیز گل شور بس ست

نعتِ رسولِ کریمؐ بزبانِ حضرتِ سلیمان علیہ السلام

تشبیہاتِ سلیمان (غزلِ اغزرت)

بابِ پنجم آیت ۱۰-۱۶

”میرا دوست نورنی گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے،
 اس کا سر میرے کا سا چمک رہا ہے، اس کی زلفیں مسلسل مثل
 کوئے کے کان ہیں، اس کی آنکھیں ہیں جیسے پانی کے کنڈوں پر
 کبوتر، دودھ میں دھلی ہوئی نگینہ کی مانند جڑی ہیں، اس کے
 رخسارے ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی ہو
 اور چکلے پر خوشبو رگڑی ہوئی ہو، اس کے ہونٹ پھول کی پنچڑی
 جن سے خوشبو پکیتی ہے، اس کے ہاتھ ہیں سونے کے جڑے ہوئے
 اور جوابر سے جڑے ہوئے، اس کا پیٹ جیسے ہاتھی دانت
 کی تختی جوابر سے پی ہوئی، اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر
 کے ستون سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے، اس کا چہرہ مانند
 مہتاب کے، چوان مانند صنوبر کے، اس کا گد نہایت شیریں
 اور وہ بالکل محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے، یہ ہے میرا پیرا
 اور میر محبوب، اسے بیٹیوں، بیروشلہ کی“

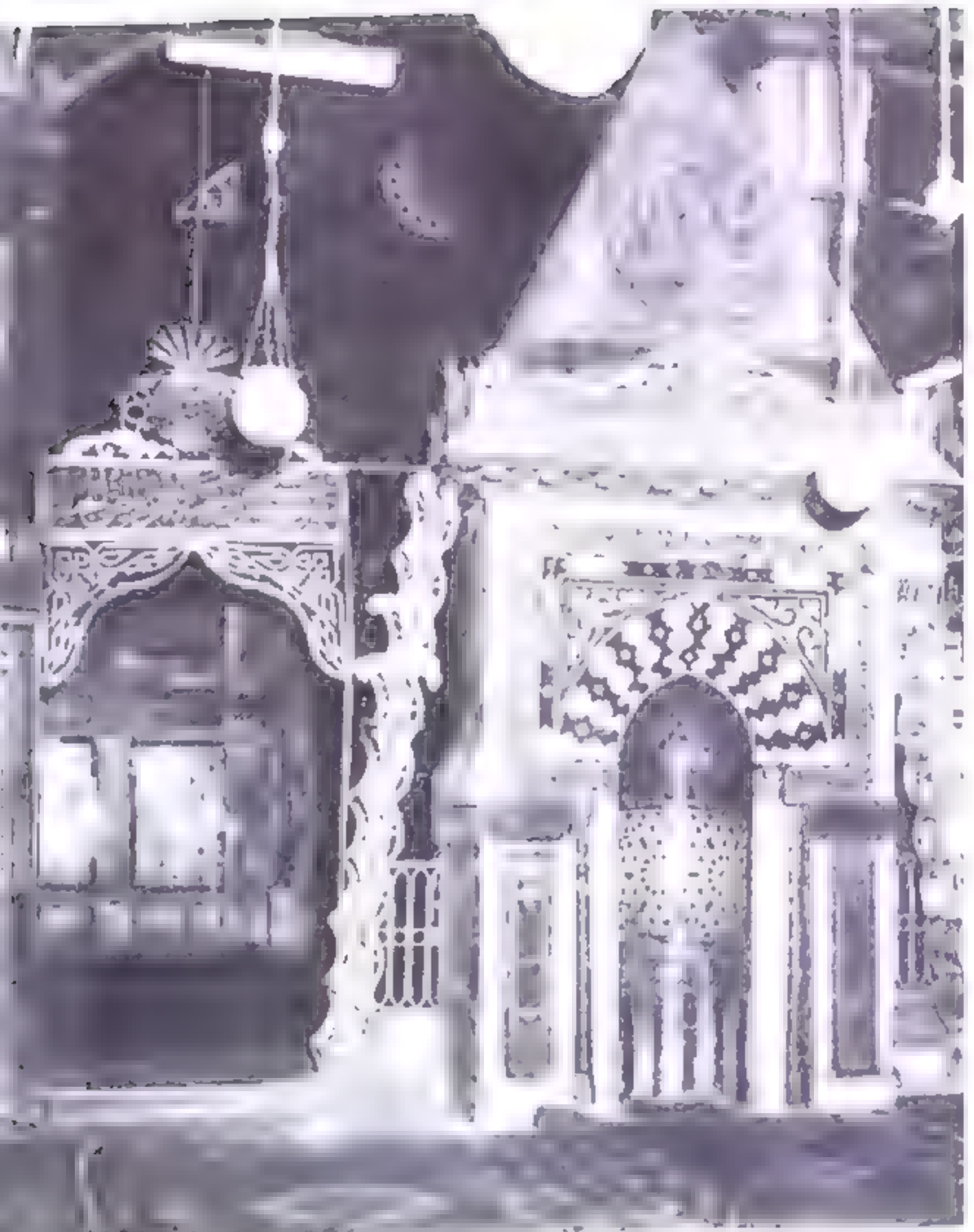
— مقالات مر سید، مر سید احمد خاں —

نعت رسول کریم بیات شران حکیم

۳۳	وہ مصطفیٰ ہیں۔	إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ دَمًا وَمُؤَدًّا وَلَٰئِكَ نَرْهَبُهُمْ
۳۴	مجھے ہیں	وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجْتَبَىٰ مِنْ تَرْسِهِ مَنْ يَتَّبَعُ
۳۵	احمد ہیں	وَمُبَشِّرًا بِرُسُوبِ يَتَّبَعُونَ بَعْدِي نَحْمَدُ حَمْدًا
۳۶	حمد ہیں	نَحْمَدُ رُسُوبًا لِلَّهِ
۳۷	یس ہیں	يَسَّوْهُ وَنُقَرِّبُ حَكِيمًا ذَاتَ سَمْعٍ نَحْمَدُ سَمْعًا
۳۸	سہ ہیں	صَهْ هَ مَا كُنَّا عَيْتَ نَحْمَدُ نَحْمَدُ سَمْعًا
۳۹	کس سے ہیں	يَا أَيُّهَا سَمْعًا
۴۰	چاہتے ہیں	يَا أَيُّهَا لَمَدًا
۴۱	بنیاتی ہیں	لَا يَنْبَغِي يَسْمَعُونَ رُسُوبًا سَمْعًا
۴۲	دعی اور تہ ہیں	وَدَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِرَذْنِهِ
۴۳	ہادی و منذر ہیں	إِنَّمَا كُنْتُ مُنْذِرًا وَلَكِنْ قَوْمٌ هَادٍ
۴۴	روشن چراغ ہیں	وَسِرَاجٌ مُنِيرٌ
۴۵	شہید ہیں	إِنَّ رُسُوبًا نَدَاهُ وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا
۴۶	بشیر و نذیر ہیں	وَمَا كُنْتُ لَكُمْ كَافًا رَسْمًا بِرَشِيدٍ وَنَذِيرًا
۴۷	مزی نفوس انداز ہیں	وَيُزَكِّيهِمْ
۴۸	معدت و حکمت ہیں	وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
۴۹	نور ہیں	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
۵۰	تاریکیوں سے نکالتے ہیں	لِتُخْرِجَ لَكَ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ
۵۱	غلط بندھنوں سے نجات دہنے والے ہیں	وَيُضَعُّ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَرَغْلًا لَيْسَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں

مذاقِ پیمبر کی زبان گھلتی ہے



مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي فِي وَصْفِهِ مِنْ رِثَا فِي الْحَبَّةِ (ايشد)
 ہرے گھر در میرے منبر کے درمیان جنت کے کی ریت سے یہ ہے ایکہ کی رنگ

حضرت ابو سب بن عبد مقلب

متوفی بیسویں قبر زنجیر

وَاللّٰهُ لَنْ يَّصِلُوْا رَيْكَ بِجَمْعِهِمْ
خدا کر قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ جہنم کے پہنچیں گے
حَتّٰی وَتَدْرِيْ شَرَّابٍ دَفِيْنٍ
جب تک تجھے دوسری رکعت میں ایک سو گراں نہ پہنچے

فَاَصْدَعْ بِمَرْكَ وَاَعْلَيْكَ غَضَاضَةً
تو اپنا کام کئے جا تجھ پر کسی قسم کی تسکین نہیں ہے
وَابْشِرْ وَقَرِّبْ ذٰلِكَ مِنْكَ عُيُوْنُ
اور خوش رہ، دور سے کام کے ساتھ یہی سمجھیں گے

وَدَعَوْتَنِيْ وَزَعَمْتَ اَنَّكَ ذٰلِحِحِيْ
تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا نیکو ہے
وَلَقَدْ اَكْمَتَ وَكُنْتَ تَمَّ اَمِيْنٌ
تو نے سچ کہا، دیر تو تو ایک سات در میں رہ چکا ہے

وَعَوَضْتَ دِيْنًا لِّمَحَلَّةِ اِنَّهٗ
اور تو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً
مِنْ خَيْرِ دِيْنٍ اَبْرِيَّةٍ دِيْنٌ
دنیائے دین کے دین میں بہترین دین ہے

لَوْ لَا الْمَلَامَةُ اَوْ جَذَارُ مَسْبِيَةٍ

اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا

لَوْ جَدْتَنِيْ سَمَحًا بِذٰلِكَ مُبِيْنًا

تو میں دین کو قبول کر لینے میں تو عین مجھے برو فرما دیتا

حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم
شہید دہشہ

حَمِدْتُ اللَّهَ حِينَ فَوَّادِي	اِلَى الْاِسْلَامِ وَالَّذِينَ الْمُنِيفِ
میں نے خدا کا شکر کیا جب اُس نے میرے در کو	سلام اور بلند مرتبہ دین کے توفیق بخشی
لِلدِّينِ جَاءَ مِنْ رَّتِّ عَزِيزِ	خَبِيرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيفِ
اُس دین کی جو عظمت و عزت دے پڑے دگر و گویا ہے	جو ہندوں کے تمام حسابات باخبر و رن پر ہر مہربان ہے
اِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُهُ عَلَيَّ	تَحْدَرُ مَعَ ذِي اللَّبِّ الْحَصِيفِ
جب اُس کے پیغاموں کی تدوین میرے سامنے کرتا ہے	تو ہر صاحب عقل و صاحب لرے کے سنوڑ ہو جاتے ہیں
رَسَائِلُ جَاءَ حَمْدُ مِنْ هَذَا هَا	بِاَيَاتِ مُبَيِّنَةٍ نُحْرُوفِ
وہ پیغامات جن کی ہدیتوں کو حمد سے کر آئے	واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں
وَاحْمَدُ مُصْطَفًى فِينَا مَطْعَاً	فَلَا تَفْشُوهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيفِ
وہ احمد ہم میں برزیدہ ہیں جن کی اہانت کی جاتی ہے	لہذا تم اُن کے سامنے نہ ٹھنکے نہ بھڑکنا

فَلَا وَاللَّهِ نُسِيْمُهُ لِقَوْمِ
تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے
وَلَمَّا نَقَضَ فِيهِمْ بِالسُّيُوفِ
جن کے بائیں میں ہم نے ابھی توڑیں گے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

حضرت عبد سمد بن روحؒ

شہید سیسہؒ
۶۶۳ھ

رُوحی نَفِدَ عُرْمَنٌ خُذِفَتْ شَهِدَتُ بِكَتَفِ خَيْرٍ مَوْلُودٍ مِّنْ بُشَرٍ
یہی جان ن پرفہ جن کے خدق شہد ہیں کہ وہ ہی نوت سب میں فدا ترین ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُهُ كُلَّ عِبَادِكُمْ عَمَّ نَبْرَتُهُ ضَوْءُ شَمْسٍ وَ قَمَرٍ
ن کے فضائل بڑا امتیاز سب بندوں کے لئے ہیں جس عمت سورت ورجہ ساری حقوق کے لئے ہیں

لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ يَأْتِ مُبَيِّنَةً
اگر نہ عدالت پر نہ تصدیق ثبت رہے وہ شایان توفیق
كَأَنَّتْ بِدِينِهِ تَكْفِي عَنِ خَيْرٍ
تو خود ان کے دینی شخصیت ان کے عدالت کافی تھی



حضرت فاطمہ الزہراءؑ

المتوفى ٢١١ھ

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدُ
جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگولی

صَبَّتْ عَلَى مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا
حضور کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر

أَغْبَرَ أَفْقُ السَّمَاءِ وَكُوْرَتْ
آسمان کی پہنائیاں غبار کو دھو گئیں وریٹ پیٹ دیں

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَيْبَةً
وزمین نبی کریمؐ کے بعد مبتدئے درد ہے

فَلْيُبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا
اب آئسوبہائے مشرق بھی اور مغرب بھی اُن کی جدائی پر

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صَلَوَةٌ

اے آخری رسولؐ آپ بركت و سعادت کی جوئے فیض ہیں

صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود سلام بھیجی ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ

المتوفی پیلہ

يَا عَيْنُ فَا بُكِي وَلَا تَسَامِي
تو سے آنکھ خوب رو، بے آنسو نہ تمیں
وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ
قسم ہے سرور و مہر رونے کے حق

عَلَى خَيْرِ خِندَفٍ عِنْدَ تَبَلَا
خندف کے بہترین فرزند پر تنویر، جو غم و
وَأَمْسَى يُغَيِّبُ فِي الْمَلْحَدِ
دکے غم میں سرشار و سر تیر میں چھپ گیا

فَصَلَّى الْمَلِيكَ وَلِيَّ الْعِيبِ
ملک ملک بادشاہ عالم، بندوں کا دوست
وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى أَحْمَدٍ
اور پروردگار، حمد مجتبیٰ پر سدا و رحمت بھیجے

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ حَبِيبٍ
ب کیسی زندگی جو حبیب سے بچھڑ گیا
وَنَرَيْنَا نَعَا شَرِّ فِي نَشْهَدِ
اور وہ نہ رہا جو زنت رہ یک عالم تھ

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كَلَّتْ

کاش موت آتی تو ہم سب کو یک ساتھ آتی

فَلَمَّا جَمِيعًا مَعَ نُهْتَدِي

آخر ہم سب میں زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

حضرت ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب
المتوفی سنہ ۶۳۱ھ

- أَرَقْتُ وَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُولُ
میری نیند رگنی در رت سی ہوئی جیسے اب ختم نہ ہوگ
- وَلَيْلُ أَخِي لَمْصِيبَةٍ فِيهِ طُولُ
وہ رت جو مصیبت کی ہو وہ در زہی ہوتی ہے
- فَقَدَرْنَا الْوَحْيَ وَالتَّزْوِيلَ فِينَا
وحی و تنزیل کا جو سہجہ سے درمیان چاہی تھو کہ جو
- يُرْوَحُ بِهِ وَيَعْدُو جَبْرَيْلُ
جبریل کبھی رت کو آتے جاتے تھے کبھی دن کو
- نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا
حضور وہ نبی تھے جو ہمارے شک کو شہادت دے کرتے تھے
- بِمَا يُوحَى إِلَيْهِ وَمَا يَقُولُ
کبھی سوحی کے ذریعے جو آتے تھے اور کبھی اپنی باتوں سے
- وَيَهْدِيَتْ فَلَا مُخْشَى ضَلَالًا
وہ ہمیں سہ راستہ دکھاتے تھے کہ بچ کسی گمراہی کا ڈر
- عَلَيْنَا وَالرَّسُولُ لَكَ دَلِيلُ
ہمارے دل میں نہ ہوتا تھا، خود رسولؐ ہی رہنما تھے
- يَكُونُ فَلَا يَخُونُ وَلَا يَحُولُ
وہ سب خیر میں نہ کوئی خدای ہوتی تھی نہ ہیر پھیر
- يُخَبِّرُنَ بِظَهْرِ غَيْبٍ عَمَّا
وہ ہمیں غیب کی خبریں بھی سناتے تھے کہ کیا ہوگا
- فَلَمْ نَرِ مِثْلَكَ فِي النَّاسِ حَيًّا
نہ زندوں میں ہم نے ان کے جیسا کوئی انسان دیکھا
- وَلَيْسَ لَكَ مِنَ الْمَوْتِ عَدِيلُ
اور نہ مرنے والوں میں کوئی ان کی نظیر ہے

كَفَّ عَنْهُمْ رَنَ جَزَعَتِ فَدَاكَ عَذْرَا
کے فتنہ گردوں نے جہ تک سے چھوڑنے کی بات کی

وَرَنَ مَا تَجَزَعْتِ فَنُفُو سَبِيرِ
میں گرتی، میں نے نہ چھوڑے تو اس رستہ پر ہیں

فَعُوذِي بِالْعَزَائِقِ فَرَنَ فِيهِ
وُجُوهٍ وَ سَقَمَتِ كَأَسَدٍ رَسَمِ
وہ مجھ سے دعا کرے کہ میں اس میں
وہ چہرے اور سقمت کا سہارہ ہے تو میں

ثَوَابُ شَيْءٍ وَ انْفَضُّ جَزِيلِ
مذکر عرف کے ہر شے اور ہے نذر انفس

وَقَوِي فِي أَيْتٍ وَلَا تَمَلِي
وَرَبِّهِ بَابُكَ تَعْنِي خُوبُ كَحُوبِ
وہ قوی فی ایت و لا تملی
وہ اپنے باب کی تعریف میں خوب ہے کحوب کی

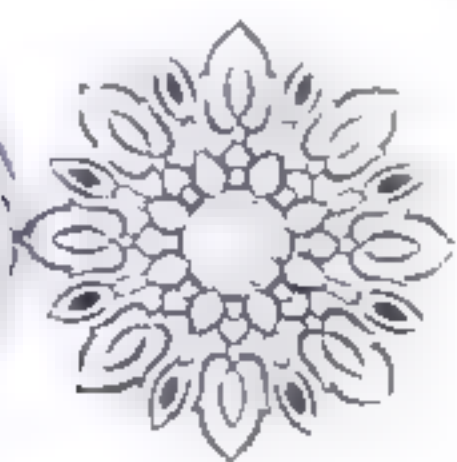
وَهَلْ يَجْزِي بِفِعْرِ بَيْتِ قَيْنِ
تو ہے یہ سب جوہر مکین کا، اس بات پر تو بدستور

فَقَبْرُ أَبِيكَ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرِ
يَهْدِي بَابُكَ قَبْرُ قَبْرٍ كَسَرِ
یہ ہے ہر باب کی قبر بھی تو مقبور کی سروریت

وَفِيهِ سَيِّدُ لَدُنْ رَسُولِ
کیونکہ میں میں رسول کے چہرہ کا رسول کا رہا ہے

صَلَاةُ اللَّهِ مِنْ رَبِّ مَرْحِمٍ
رحمت والے پاک پروردگار کی رحمتیں ہوں

عَلَيْهِ لَا تَحُولُ وَلَا تَزُولُ
مضروب یہی رحمتیں جو نہ تمہیں نہ کبھی ختم ہوں



حضرت عمر فاروقؓ

شہید سیّد
۴۶۴ھ

الْمَرْتَرَانِ اللَّهُ ظَهَرَ دِينُهُ
کی نہیں بھگتے کہ سنے پنے ہیں کو غائب کر دین
عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذَلِكَ حَدِيدٌ
ہر دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھر ہو

وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب
تَدَاعَوْا إِلَى أَمْرِ مِنَ الْغَيِّ فَسَدَ
نہ ہوئے گمراہی کے خیال فساد یعنی قتل پر کم نہ ہو

غَدَاةَ أَجَالِ الْخَيْلِ فِي عَرَصَتِهَا
در پیر وہ صبح جب گھوڑے کے میدان میں جو نہیں رہے گئے
مُسُومَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدِ
حن کی بائیں چھوٹ ہوئی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان

فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَمَ نَصْرُهُ

پس رسول اللہ کو لڑکے نصرت نے غلبہ بخشا

وَأَمْسَى عَدَاةٌ مِنْ قَتِيلٍ وَشَارِدٍ

ورن کے دشمن مقتول ہوئے و شریک کھاکے بھاگے



حضرت عباس بن عبد مطلب
امتوفی ۳۲ھ

مِنْ قَبْلِهَا طُبْتُ فِي بَطْنِ وَفِي

آپ سے پہلے میں نے اپنے گھر میں ہی رہ کر رہے تھے اور

ثُمَّ هَبَطْتُ بِذَكَوْرٍ لَا بَشَرٍ

پھر آپ بستی میں رہے، مگر نہ تو آپ بھی نہ تھے

بَلْ نُصْفَةُ تَرْكِبُ شَفِينٍ وَقَدْ

بلکہ وہ آپ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ فِي رَحِمِهِ

منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف

وَرَدْتُ رَاغِخِلٍ مُسْتَمٍّ

آپ آتے تھے خیل میں رہے، چھپے چھپے

حَتَّى حَتَوَى بَيْتَكَ الْمُهَيَّمِ مِنْ

تاکہ آپ کامی فہم وہ صاحب شوکت گھر اذہواج

وَأَنْتَ سَمٌّ وَرِلْدَتُكَ شَرِيفٌ لَا

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین

فَسَوَدَ حَيْثُ يُخْصَفُ نَوْرُ

میں سے نور میں تھے جس میں نور سے ہر نور چھپا

نَتَّ وَلَا مُضْغَةً وَلَا عَقَبَ

نہ گوتہ پوست نہ ہون بھٹی

بَحْمَ نَسْرٍ وَأَهْلُهُ مُغْرَقٌ

آپ ہر بن میں ہوئی وہ بھی غرق، وہاں رہا

رَدَّ مُضَى عَاكِمٍ بَدَّ صَبَقَ

بجھ گیا، ایک دم رکتا مٹا ہوا کا صوبہ ہو

فِي رُءُوسِ نَتَّ كَدَفٍ يُخْزِقُ

آپ ان کے صلب میں تھے وہ وہاں سے

خِندَفٍ عَيْءٌ تَحْتَهَا نَصَقُ

خندف جیسی رفیع مرتبت کوں تھے ہر گار میں نہیں رہا

رُضٌ وَضَاعَتْ بِمَوْنِكَ رَافِقُ

ور روشن ہوئے کافی، آپ کے دور سے

فَنَحْنُ فِي ذِيكَ نَضِيبٌ وَفِي نَتَّ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور سی نور میں

سُورِ وَسُبُلِ سَرَّادٍ مُخْرِقُ

ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکل رہے ہیں

حضرت عثمان غنی رضی

الشہید سیّد

۳۵ھ
۶۵۶ء

فَبِ عَيْنِي أَبْكِي وَلَا تَسْأَلْنِي

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تنہا

وَحُوقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا



حُسنِ علی مرتضیٰؑ

تہذیبِ نبویہؐ

بِثَوْبَةٍ سَيُحْيِي هَذِي تَوِي

کے ممبروں میں سے ایک سے ایک کو زندہ کر دے گا

مَنْ بَعْدَ تَكْفِينِ نَبِيِّ وَدَفْنِهِ

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد اس کے دفن کے بعد

بِذَلِكَ عَرِيدٌ كَمَا حَبِيبٌ مِنْ رَوِي

جس تک یہ خود بخود نہیں رہتا جیسے ایک عزیز

زَرَانَا رَسُولُ اللَّهِ فَيَنْتَفِلِ تَوِي

رسول اللہ کی موت کی مصیبت پر زلزلوں اور

لَا تَعْقِلُ حَزْرُ حَرِيرٍ مِنْ رَوِي

یہ سنو! اور غصہ نہ کرو اس کی وجہ سے

وَكَانَ لَنَا كَالْحَصْنِ مِنْ دُونِ هَبِي

ہمیں مددگار کے برابر تھا جیسے ایک قلعہ

صَبَحًا مَكَرًا فَيَنْتَفِلِ تَوِي

صبح کی دشمنی سے بھی بچتا ہے جیسے چھوٹا بچہ

وَكُنْتُ بِمَرَاهِ نَرِي لَتُورُوا هَذِي

ہم جب نہ کو دیکھتے تو نہ پاؤں وہ ہریت کو دیکھتے

نَهَرٍ فَقَدَرُ زَدْتُ عَلَى ضَمَّةٍ رَجِي

دن بھر کے رنج سے زیادہ تیرے ایک سو

لَقَدْ غَشِيْنَا ضَمَّةً بَعْدَ مَوْتِهِ

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھائی جس میں

وَيَخِيرُ مَبِيبَ ضَمَّةٍ ثَرِبٍ وَاشْرِي

بہتر ہے وہ پتھر کے گڑبڑ سے بچنے کے لیے

فِي خَيْرٍ مِنْ ضَمَّةِ الْجَوْعِ وَالْحَشَا

انسان بھڑک کر پہنچتا ہے شہیدوں کے چھپنے میں

كَانَ مَوْرُثًا مِنْ بَعْدِكَ ضَمِنْتَ
گو یہ مودر انسانی آپ کے موت کے بعد یک شتی میں

سَفِينَةٍ مُوجِ حَيْنٍ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا
پڑیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فَضَقَ قَضَاءُ رُحْرِضٍ عَنْهُمْ بِرَحْمَةٍ
زمین پر سختی کا وجود سنگ ہوئی رسول کے

لِفَقْدِ رَسُولِ اللَّهِ إِذْ قِيلَ قَدْ مَضَى
کے وفات کی وجہ سے جب یہ ہائیکہ رسول کی رزیت

فَقَدْ نَزَلَتْ بِالسُّمُومِ مِصْبِيَّةُ
مسدودوں پر ایک سی مصیبت۔ رہا ہوئی ہے

كَصَدْعٍ اصْفَارًا بِصَدْعٍ فِي اصْفَا
جیسے پیش میں شکایت کے پیش کے شگاف کا صدف کہیں مری

فَلَنْ يَسْتَقِيلَ النَّاسُ بِتِلْكَ مُصِيبَةٍ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے

وَلَنْ يَجْبِرَ لِعَظْمٍ لَذِي مِنْهُمْ وَهَى
اور وہ کہ نوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی طرف نہیں رہے

وَفِي كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلَاةِ يَهْتَجِدُ

اور ہر نماز کے وقت میں ایک نیا ایمان پیدا کرتے ہیں

بِرَّكَاتٍ وَمِنْهُمْ نَوْبٌ بِشَمْسِهِ كَلَّمَادَعَا

جب کہ وہ ہر ن کا نام لے کر پکارتے ہیں۔



حضرت کعب بن زہیر المتوفی ۳۲ھ

فَقَدْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ مُعَذِّرًا
وَأَعَفُوهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مُقْبِلًا
میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا
اور موعوفی درگزر تو نہ کر کے رسول کے نزدیک بندہ پہنچا

لَقَدْ أَقُومُ مَقَامًا لَوْ يَقُومُ بِهِ
رَأَى وَكَمَعُهُ مَا سَوِيَ مَعَ الْفِيلِ
میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی
کھڑا ہوتا تو ہاتھی و درختوں کے درمیان میں یہودیوں کی طرح

لَقَدْ يَرْعُدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَكَ
مِنْ الرَّسُولِ بِرِذْنِ اللَّهِ تَنْوِيلُ
تو یقیناً کانچے لگتا مگر اللہ کے حکم سے
رسول اللہ کی طرف سے جو دوسری دسترس اللہ رب العزت کی

حَتَّى وَضَعْتُ يَمِينِي لَا أَنْ رَعْنِي
فِي كَفِّ ذِي نَقَاتٍ قَيْنُهُ الْفِيلِ
یہاں تک کہ میں نے چار دہان ہاتھ غیر کسی منہ سے نہ لگائے
اس ہاتھ میں سے دیا جو کئے کی نرالی سے لگتا تھا اور یہاں تو فیل کی

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْوُولُ
بیشک رسول اللہ وہ سیف میں ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
مہنڈ کی طرح جو اللہ کے مسوول ہیں
وہ اللہ کی تموروں میں سے ایک کھنٹی بوڑھی تمور ہیں۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ عَاشَتْ صَدَقَةً
الْمُتَوَفَى سَعْدٌ

مَتَى يَبْدُ فِي الدَّجَى نَبْهَمِ جَنِينِ
اندر پیری رات میں دُج کی بے پناہی نظر آتی ہے
يَلُحُّ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقَّدِ
تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ كَانَ وَمَنْ قَدْ يَكُونُ كَاخِمْ
امید مجتبیٰ کے جیسے کون تھا وہ کون ہوا
نَظْمٌ لِحَقِّ أَوْ نِكَالٍ لِمُلْحِمِ
حق کا خاکہ مقرر کرنے والا اور ملحد کو مہر پائے بنا دینے والا



حضرت حسان بن ثابتؓ

متوفی سیسہ

غَرَّ عَلَيْهِ سُبُوءَةٌ خَاسِمٌ

یہ وہ ہیں جن پر مہم نبوت چمک رہی ہے

وَضَمَّ إِلَالَهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَىٰ اسْمِهِ

اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجَنَّهُ

اللہ نے ان کا نام ان کے عزیز کے نام سے شریک کیا ہے

نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ بَاسٍ وَفَتْرَةٌ

یہ نبی جو ہمارے پاس یک خوف و بطول قوم کے بعد آیا ہے

فَأَمْسَى بِرَاجٍ مُّسْتَبِيرًا وَهَادِيًا

بنی آئے اور روشنی والے چرخ اور رہنما ہو گئے

وَنَذَرْنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً

اور غموں نے لگ سے ڈر دیا، جنت کی بشارت دی

وَأَنْتَ إِلَهُ الْخَلْقِ رَبِّي وَذِيْقِي

تو ہے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب و رزاق ہے

تَعَالَيْتَ رَبُّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا

سے سارے نساؤں کے پڑرگارتوں کے قول سے بلند

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَةُ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ

تو ہی پیدا کرنے والا، نعمت دینے والا، اور جو امر مقرر ہے

فَإِيَّاكَ تَسْتَهْدِي وَرَأَيْتَ نَعْبُدُ

ہم تجھی سے ہدایت چاہتے و ریتی ہی پرستش کرتے ہیں

مِنْ اللَّهِ مُشْرُودٌ يُوحَىٰ وَيُشْهِدُ

تو کہ صرف سے یہ شہادت ہے جو چاہے وہ دیکھو تو ہے

إِذْ قَرَفَ فِي الْخَمْسِ الْمَوْذِنِ شَهِدُ

جب کہ چھوٹی وقت موزن شہد آئے

فَذُو عَرْشِ مُحَمَّدٍ وَهَذَا الْحَمْدُ

صاحب عرش محمدؐ ہے اور یہ حمد ہیں

مِنْ رَسُولٍ وَأَوْثَانٍ فِي رِضْ ثَعْبَدُ

وہ رسول ہے جو زمین میں بت ہو گیا ہے حق

يَلُوحُ كَمَا رَأَى لَصَقِيلٍ سَهْدُ

وہ سحر ہے جیسے صیقیل ہوں ہندی تو رہے

وَعِثْمَانُ رُسُلًا مِّنْ اللَّهِ مُحَمَّدُ

اور ہمیں اسد کی تعلیم دی، محمدؐ کے سرکار ہیں

بِذَلِكَ مَا عَمَرْتُ فِي لَكَ بِسْ أَشْهُدُ

جب تک میں لوگوں میں زندہ رہوں گا اس کی شہادت دیتا ہوں گا

سِوَاكَ إِلَهًا أَنْتَ نَعْلِي وَأَعْجُذُ

اعلیٰ درجہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنا میں

حضرت عمرؓ (جن)

قصیدہ جنیہ یک عجیب و غریب قصیدہ ہے جو قوم جنات کے ایک بزرگ حضرت عمرؓ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صبیہ کرامؓ میں سے تھے ان کا رکھا ہوا ہے، غازی پور زمینہ کے موئین سید حمد علیؒ نے سفر ترک کے موقع پر یہ قصیدہ قسطنطنیہ (استنبول) کے شاہی کتب خانہ میں دیکھا، چونکہ پہلے بھی وہ اس کی شہرت سن چکے تھے لہذا انھوں نے اس قصیدہ کی نقل حاصل کر لی اور ہندستان پہنچ کر سنہ ۱۳۲۵ھ میں اس کو چھپوایا۔ ۱۳۲۶ھ میں نواب واجد علی خاں رئیس یاست بوڑھانسی ضلع بلند شہر کے کتب خانہ سے اس قصیدہ کا مطبوعہ نسخہ خواجہ حسن نظامیؒ نے حاصل کر کے دوبارہ شائع کیا۔ یہ نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ یہ قصیدہ عربی قصائد میں بلا شک ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ خاص قسم کے ہیں اور اکثر الفاظ متحد حروف سے رقم کئے گئے ہیں، جس عجیب و غریب طریقہ سے یک ہی صورت اور قریب قریب ایک ہی قسم کے اعراب و حرکات و حروف جمع کئے گئے ہیں یہ بات لسانی قصائد میں بہت کم ملتی ہے، بل عم کے لئے یہ نثار پرداز کا کمال ہے لیکن علم الاعداد اور علم الحروف جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں کچھ رموز بھی ضرور مخفی ہیں، یہ قصیدہ کافی طویل ہے ذیل میں اس نادر قصیدہ کے چند شعار تحفہ پیش کئے جاتے ہیں۔ (ش۔ ب)



فَتَعَدَّ وَدَعَّ ذَكْرًا لَّهُمْ بَلْ كَيْفَ وَأَنْتَ بِهِمْ نَصَبٌ

ہٹا اور ان اوٹنیوں اور اوٹنی والوں کا ذکر چھوڑو۔ اے دل تجھے کیا ہو گیا تو کیوں ان کے مارے دکھی ہے۔

وَارْحُلْ قُلُوصًا يَقْدِرُ عَلَىٰ زَوْقٍ فَتَزَاحَ بِهِ الْكُرْبُ

تو اپنی اونٹنیوں کو کوٹ کے لئے ہانک تاکہ وہ اُس دھیر دھنور کے قدموں میں جا پھنسیں
وہ جس کے ذریعہ سب گدھ درد مٹ جاتے ہیں۔

فَيَخْقِرُ رَيْبَ جَمَاعَتِهِمْ تَحْذِي بِهِمْ فَسُحُ نَجَبُ

تمام مخلوق کے ڈگ گرد گرد جس کی طرف چنے جاتے ہیں اور یہی اونٹنیوں کو
عذتی پڑھتے ہوئے لے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والے درمستحب ہیں۔

لُزْزُ لُغْزُ نَشْرُ نَضْرُ جَمْرُ حَضْرُ ضَمْرُ شَرْبُ

وہ اونٹنیوں جن کا سینہ گوشت سے بھرا ہو ہے چوبے کے بلوں کے مانند پچیدہ
رستہ کو وہ باس نی طے کر رہی ہیں غریب و رقی ہیں جوش و فقاہتیں گویا سینہ کے
بل چلی جا رہی ہیں بہت جلد جلد قدم کھٹاتی ہیں مجسم رفتار ہیں۔ وہ اُس پہاڑ
کی مانند ہیں جو گرد و غبار سے صاف ہوتا رہتا رہتا کی مانند بارو فانی ہیں۔

شُخْ رُخْ مَخْ دُخْ فُخْ شَمْخْ جُخْ هَلْبُ

قد آور ہیں مضبوط ہیں قوت سے بھری ہوئی ہیں۔ سیاہ و رکھوری ہیں۔
خشمناک ہیں۔ بندہ قد ہیں۔ سیلاب رواں ہیں۔ بڑے بڑے بارواں ہیں۔

هَشْشُ خَشْشُ عَشْشُ فَشْشُ خَدَشْ عَمَشْ بَشْشُ عَشْبُ

ہشاش ہشاش ہیں نکیل اور خورجیوں والی ہیں۔ جلد باز ہیں۔ دودھ دہی
ہوئی ہیں چھنے میں زمین کے اندر خراش پیدا کرنے والی ہیں کسی مہارے کی
محتاج نہیں ہیں۔ رنگ رنگ ہیں۔ سر پاناز ہیں۔

بُعْعُ كُنْعُ وَقْعُ صُمْعُ قُطْعُ كُمْعُ طُمْعُ أُلْبُ

بہار کے ، مند سامان سے بھری ہوئی چلی جا رہی ہیں ستارے کی طرح غروب ہوتی
ہوئی نظر آرہی ہیں جنگ آزمودہ ہیں چھوٹے کان والی ہیں۔ جلد جلد مسافت
طے کرنے والی ہیں۔ سفر کی بہت ہی شائق ہیں۔ ہمہ تن رفتار ہیں۔

فَأَنبَحْ بِنَبِيِّ إِلَهٍ الْخَلْقِ أَنْتَ بِفَضَائِلِهِ الْكُتُبِ

ٹھہر ٹھہراے مسافر! ٹھہر قافلہ کے دستوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خداوند عالم
کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

لِنَبِيِّ هُدًى وَتَسْيِجٍ تُقَى فَبِذَاكَ تَدِينُ لَهُ الْعَرَبُ

وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامہ وجود سر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے۔
جبھی تو سارا عرب اُس کے دین کا جان نثار اور اُس کے نام کا فدا کار ہے۔

بِمُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ وَذِي الْخَيْرَاتِ مَنَازِلُهُ السُّرْحُبُ

وہ محمدؐ جو خدا کی طرف سے مبعوث ہے تمام خوبیوں کا مالک ہے جس کے مراتب
و مدارج نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

وَالْحَوْضُ لَهُ الرُّكْنُ مَعًا وَالْبَيْتُ وَمَكَّةُ وَالْحُجُبُ

حوض کوثر بھی اُس کا ہے مگر رکن و مقام کعبہ اور اُس کے پردے ان سب کا
وہی مالک ہے۔

نَصْرًا هَزَمَ الْأَحْزَابُ لَهُ فَتَمَامُ صَنَائِعِهِ الرُّغْبُ

اُسی کی مدد کے لئے تمام قوموں کے جتھے سپرد دیئے گئے۔ اُس محبوب کے سارے کام پیارے ہیں۔

فَهَدَيْتَ فَأَنْتَ جَلَوْتَ عَمَّا وَأَضَاءَ بِذَاكَ لَنَا السَّبَبُ

اے میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! تو نے ہدایت کر کے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں سیسے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے دروازے کھل گئے۔

وَالَيْكَ مُحَمَّدُ إِنِّبَعَثْتُ جُؤُنٌ بِخَشْيَتِهَا تُبْبُوا

اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیری ہی خدمت میں اونٹنیوں مع اپنی ٹیل اور خورجیوں کے بادل بھیجی ہوئی ہیں۔

وَالَيْكَ رَحَلْتُ مَغَاقَ أُولَى كُتِبَ وَمَعَاشِرَ قَدْ دَهَبُوا

اے میرے آقا! میں بھی حاضر دربار ہوا ہوں اے مولانا! تو تم مژشتہ کتب و ہدایت والوں کا مترج ہے۔

لِتَجُودَ عَلَيَّ فَتُعْطِيَنِي بِشَاءٍ لَيْسَ لَهَا ثَلَبُ

اے میرے دانا! میں حاضر خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے بے عیب شریعت عطا کر دے۔

فَإِنَّ هَذَاكَ وَأَنْتَ هَدَيْتَ فَذَلَّ لِمَتِكَ لِنُصْبِ

خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے۔ تیرے دین کے آگے تمام بُت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

فَصَلَوَةُ إِلَهِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ وَجَادَ فَمَلَكَتِ السَّكْبُ

تجھ پر خداوند عالم کا درود و سلام۔ اور تیرے روضہ مبارک پر رحمت الہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ علی السجد بن الحسین رضی اللہ عنہ

امتوفی ۹۷ھ
۱۲

إِنْ نِلْتَ يَا رُوحَ الصَّبَا يَوْمَهُ إِلَى رُحْلِ الْحِمَامِ

اے ہدیب اگر تیرا سر زمیں حرم تک ہو

مَنْ وَجَّهَهُ شَمْسُ الضُّحَى مَخْذُذَةً بِدُرِّ الذَّجَبِ

وہ جن کا پہلے نور مہ نیم دہے اور جن کے رخسار پہن وہ کمال

قُرْنُهُ بُرْهَانٌ فَتَنَى رَادِّيْنَ مَقَصَّتْ

ن کا یہ ہو قوت ہے نے وضع دین ہے برے، ضعیف کو مضبوط

كِبَادُنَا مَجْرُوحَةً مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى

ہمارے قدر خمی ہیں فوق مصطفیٰ کے تلوار سے

يَا سَيِّدَتِي كُنْتُ كَمَنْ يَتَّبِعُ نَبِيًّا عَلِيًّا

کاش میں اس کی من ہوتی ہوں نبی کی پیروی میں کے ساتھ رہتا ہے

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَنْتَ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ

اے رحمت عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں

بَيْخُ سَلَامِي رَوْضَةً فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

تو بہ اسد میں روضہ کو پہنچی جس میں نبی خرم تشریف فرما ہیں

مَنْ ذَاتُهُ نُورٌ هَدَى مِنْ كَفِّهِ بَحْرُ الْهَمِّ

جن کی ذات نور ہدایت ہے، جن کی تسخیل سخاوت میں دیا

إِذَا جَاءَ أَنْ أَحْكَاكُهُ كُلُّ الصُّفْرِ صَارَ الْعَدَمُ

جب اس کے حکم ہمارے پاس سے تو پچھلے سے صیفی معدوم ہو گئے

طَوَى لِأَهْلِ بَلَدَةٍ فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمُ

خوش نصیب اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

يَوْمًا وَلَيْلًا دَائِمًا وَارْزُقْ كَذَاكَ بِالْكَرَمِ

دن اور رات ہمیشہ اے خدا ہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

كِرَامٍ لَنَا يَوْمَ الْحَزَنِ فَضْلًا وَجُودًا وَالْكَرَمِ

ہمیں تیری امت کے دن نص و سخاوت اور کرم سے عزت بخشے

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَدْرِكْ لَزِينَ الْعَابِدِينَ

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالنے

مَحْبُوسٍ أَيْدِي الظَّالِمِينَ فِي التَّوَكُّبِ لِمُزْدَحَمٍ

وداع لوں کے ہاتھوں میں گرفت حیرانی و پریشانی میں

امام اعظم ابو حنیفہ کوئی نقصان بن ثابت

المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَصِدًا
سے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں

وَاللّٰهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنْ لِيْ
سہ کی قسم اے بہترین خلق! میرا دل نہ

اَنْتَ مَذِيْ كَوْلَاكَ مَا خِيقَ اَمْرًا
آپؐ نہ مورتے تو میری کوئی شے نہ ہے

اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلْ اَدْمَد
آپؐ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے واسطے آپؐ کا واسطہ لیا

وَبِتَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُ
اور آپؐ ہی کے واسطے حضرت برہمہ خلیلؑ نے دعا کی

وَدَعَاكَ اَيُّوبُ لِضَرِّ مَسَّهُ
اور حضرت یونسؑ نے آپؐ کی دعا کی کیونکہ وہ بیمار تھا

وَبِتَ الْمَسِيْحُ اَنِّيْ بَشِيْرًا مُّخْبِرًا
اور آپؐ ہی کے واسطے مسیحؑ نے دعا کی کہ میں خبر دے گا

وَكَذَاكَ مُوسٰى لَمَّا يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کا واسطہ لیا

اَرْجُو رِضَاكَ وَاخْتِمِيْ بِحِمَاكَ
آپؐ کی خوشنودی کا میرا دل چاہتا ہے اور آپؐ کی حفاظت کا

قَبْلَ مَشُوْكَ لَا يَرُوْمُ رِسْوَاكَ
تو کی محبت سے ہرگز نہیں ہرگز آپؐ کے واسطے کسی کا

كَلَّا وَلَا خَلِيْقَ الْوَرَى لَوْلَاكَ
اور آپؐ ہی کے واسطے تو یہ مخلوق پیدا نہ ہوتی

مَنْ ذَرِيَّةٌ بِتَ فَاَزَا وَهُوَ اَبَاكَ
پہنی غلامی رہتا تو کامیاب بنے اور نہ وہ آپؐ کے عزیز ہو

بَرْدٌ وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُورِ سَنَّاكَ
سکھائی ہوئی اور آپؐ کی روشنی نے سردی مٹا دی

فَزَيْلَ عَنْهُ الصَّارِحِيْنَ دَعَاكَ
تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہو گئی

بِصِفَاتِ حُسْنِكَ فَنَادَا بِعَدَاكَ
خوبیوں کے واسطے کہ میں دعا کروں کہ آپؐ سے دور رہوں

بِكَ فِي الْقِيَمَةِ مُخْتِمِيْ بِحِمَاكَ
اور قیامت میں بھی آپؐ ہی کی حفاظت کے واسطے

وَهُودٌ وَيُونُسٌ مِنْ بَنِيكَ يُجْمَلُونَ
اور حضرت ہود اور حضرت یونسؑ بھی آپؐ کی کشتی میں تھے

وَجَمَالَ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَائِكَ
اور حضرت یوسفؑ کا جہاں بھی آپؐ ہی کے تبار باصف کا پڑھتا

قَدْ فُقِّتَ بِطَهِّ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
اے محمدؐ عقب! آپؐ کو تمام انبیاءؑ پر زری حاصل ہوئی

طَرَفُخُنَ الَّذِي أَسْرَاكَ
بک ہے وہ جس نے بک رات کو اپنے ملکوت کی میر کرئی

وَاللَّهِ يَا يُسَيِّنُ مِثْلَكَ لَمْ يُكُنْ
خدا کے قسم! میں میں عقب! آپؐ جیسے تو تمام مخلوق میں

فِي الْعَالَمِينَ وَحَقٌّ مَنْ أَنْبَاكَ
نہ کون ہو ہے نہ ہوگا قسم ہے کسی کو جس سے آپؐ کو رہنمائی

عَنْ وَصْفِكَ اشْعَرَاءُ يَمْدَحُونَ
اے کسی سے آپؐ کے وصف پر حمید بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے

عَجَزُوا وَكَلُّوا مِنْ صِفَاتِ عِلَّاكَ
اے کسی سے آپؐ کے وصف پر ایک سے زیادہ میں ہند ہوئی ہیں

يَا لِي قَلْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
میرے سرکار! میرا حقد دل آپؐ ہی کا شیدا ہے

وَحُشَاةٌ مُخْشَوَةٌ بِهَوَاكَ
اور میرے اندر تو آپؐ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى
اے تمام موجودات کے بزرگ و برتر! اے اصل کائنات!

جُدِّي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ
مجھے اپنی بخشش سے نصیب دے اور اپنی خوشنودی کی مست بخشے

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَمَا يَكُنْ
میں آپؐ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں، کہ

لَا بِنِي حَنِيفَةٍ فِي الْأَنْبَاءِ سِوَاكَ
میں جہاں میں ابوصیفہ کے لئے آپؐ کے سوا کوئی نہیں ہے

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدَى

اے ہدایت کے علم پر بلند! مشتاقانِ زیارت کے شوق پر مد

مَاحِنَ مُشْتَاقٍ إِلَى مَشَاوَاكَ

کے مطبوع، قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپؐ پر نازل ہوتا ہے

فردوسی ، بواق سم حسن بن شرف شاد طوسی
المتوفی ۳۱۱ھ

بگفت پیغمبر ت ره جوی	دس ز تیر گیب بدین آب شوی
ترا دین و دانش رباندرست	ره رستگاری بید بخت
چه گفت آن خداوند تنزلی و دجی	خداوند افرو خداوند نبی
که خورشید بعد از رسولان مه	نتابید بر کس ز بوی بکر مه
عمر کرد اسلام را آشکار	بیاد است گیتی چو باغ بهار
پس از هر دو آن بود عثمان گزین	خداوند شرم و خداوند دین
چهارم علی بود جنت بتول	که او را بحوبی ستاید رسول
که من شهر عالم علی ام دُر است	دُرست این سخن گفت پیغمبر است
گواهی دهم کاین سخن راز اوست	تو گوئی دو گوشم بر آواز اوست
بدان باشش کو گفت زور مگرد	چو گفتار و رایت نسب رد بدرد
علی را چنین گفت و دیگر همین	کز ایشان قوی شد هر گونه دین

نبی آفتاب و صحابه چوماه

بهم نسبت یک دگر راست راه

سنائی غزنوی، مجدالدین ابوالمجد

المتوفی ۵۲۵ھ
۱۱۳۱ء

زبے پشت و پناهِ پرد و عالم

مرد سارِ سر زندان " آدم "

شبستانِ مقامت قابِ قوسین

در درگاهِ تو بطحا و " زمزم "

مدائک را نشاط از چوں تو بهتر

رُسل را فخر از چوں تو مستم

کله و تختِ کنری از تو نابود

سپاه و ملکِ قیصر از تو درجم

مرا یاد تو باید بر زبان ، بس

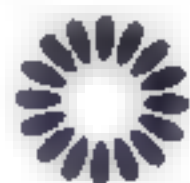
سنائی گردد از یاد تو خُسرَم

خیام، عمر بن ابراہیم
المتوفی ۵۳۶ھ

ساقی قدرے کہ ہست غمظلمات
جز روئے تو نیست در جہاں آب حیات
از جان و جہان و ہرچہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمّد صلوات



اے دل مے و معشوق مکن در باقی
ساؤس رہا کن و مکن ز راقی
گر پیر و احمدی، خوری جام شراب
زاں حوض کہ مرتضیٰ شش باشد ساقی



سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی (الغوث الاعظم)

متوفی ۵۶۱ھ
۱۱۶۶ء

غلامِ صفتہ بگویشِ رسولِ سدا تم
زبے نخبات نمودن حبیبِ آیاتم
کفایت است ز روحِ رسولِ اولادش
ہمیشہ وردِ زہاں جمدہ ہمتا تم
ز غیبِ آلِ نبی حجتہ اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم
دل ز عشقِ محمدؐ پُر است و آلِ مجید
گواہِ حالِ من ست این ہمہ حکایاتم
پتہ ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم
کینہِ خادمِ خدامِ خاندانِ تو ام
ز خادمی تو دائم بود مناجاتم
سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرمِ این سلام و صلواتم



خاقانی، افضل الدین ابراہیم

لمتوفی ۵۸۲ھ
۱۱۸۶ء

در ملک تو عقل پیر تدبیر
در بزم تو روح چاشنی گیر
ارواح، علم بر سپہست
جبریل، برید بارگاہست
حق ہم زپئے تو ساخت لخت
شب چتر سیاہ، روز بقرق
طرف کم تراست جاوید
پیروزہ چرخ و حل و نور شید
تا کوس تو صور پنجگاہ است
بر چرخ، صدائے لا الہ است
با عین کمال اے ملک و نش
طوبی خشک است و کوثر نش
نگشت تو گوشتلم نہ سود است
مہ را چو سیرتلم نمود است
تاریخ شرف آسمان راست
از روز ولادت تو بر فست

نظامی گنجوی، نظام الدین

المتوفی ۶۰۲ھ
۱۲۰۵ء

چراغ افروز چشم اہل بینش
طراز کارگاہ آفرینش

مرو سرہنگ میدان وفار
سپہ سار خیل انبیا را

یتیمان را نوازش در نیمش
ازیں جا، نام شد دُر یتیمش

سریر عرش را نعلین اوتاج
امین وحی و صاحب سر معراج

بصر در خواب، و دل در استقامت
زبانش اُمّتی گو، تا قیامت



خواجہ قطب مدین کنت یکن

المتوفی ۶۳۲ھ

سے از شعاعِ روئے تو خورشیدِ تاباں راضی
آنی کہ ہستی و شرف بہ تر ز عرشِ محمد

گرچہ بصورتِ تمدی بعد ز ہمہ پیغمبر
اتر بمعنی بودہ سرخیلِ جملہ نبیاء

بہ گز نخندی یک ورق، خستے گرفت از وہج
انگشتِ مہ را کرد شوق، سے توجہ معجزہ

پیران تو چہ آمدند، پاکیزہ کردار آمدند
گلِ بائے بے قرار آمدند، ز خویش فانی، با خد



خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجرى اجمیرىؒ

المتوفى سیئبہ
۱۳۳۳ھ

درجاں چو کرد منزل، جانانِ ما محمدؐ

صدر در کشادہ درد دل، از جانِ ما محمدؐ

مرتبشیر نال در گلستانِ احمدؐ

مر لولوتیم و مرجان، نعمتانِ ما محمدؐ

مستغرق گشت بیم ہر چند عذرِ خواہیم

پڑ مردہ چون گیسویم، بارانِ ما محمدؐ

ماط لبِ فدائیم، بردینِ مصطفیٰؐ

بر در گہش گدائیم، سلطانِ ما محمدؐ

از درد زخمِ عصیان مارچہ غم چو سازد

از مرہم شفاعت، درمانِ ما محمدؐ

امروز خونِ عاشق در عشق گر بدرشد

فردا ز دوست خواہد تاوانِ ما محمدؐ

از امتنانِ دیگر ما آمدم بر سر

واں را کہ نیست باور بہمانِ ما محمدؐ

از آب و گل سرودے از جانِ دل درودے

تا بشنود بہ میشرابِ افغانِ ما محمدؐ

در باغ و بوستانم دیگر خواں معینی

با غم بس است مستراں، بستانِ ما محمدؐ

عطار نیشاپوری، خواجہ سرید الدین

المتوفی ۶۳۷ھ
۱۲۳۹ء

آفت بہ شرع دریاے یقیں
نورِ عالم، رحمتِ نعامین

خوَجہ کونین و سلطانِ ہمہ
آفتابِ جان و یدِ ہمہ

نورِ اَو مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدومات و موجودات بود

بعثِ او، شد سرنگونیِ بتاں
اُمتِ او بہترین اُمتاں

خاکِ ادرِ عہدش قوی تر چیز یافت
مسجدِ گشت و طہورے نیز یافت

بچوں زبانِ حق، زبانِ اوست بس
بہترینِ عہدے، زبانِ اوست بس

ابن العربی، ابو بکر محمدی الدین (شیخ الاکبر)

المتوفی سنہ ۶۳۸ھ
۱۲۴۰ء

اَلَا بِابْنِي مَنْ كَانَ مَلِكًا وَسَيِّدًا

سنو سے ماں باپ قرین وہ فرماں روا ورمزدار کون تھا

فَذَلِكَ رَسُولُ الْأَبْطَحِيِّ مُحَمَّدٌ

وہی رسولِ بطنی، محمدؐ

وَأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَاقِفٌ

جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے

لَهُ فِي الْعَالَمِ جَدُّ تَلِيدٌ وَطَارِفٌ

جن کو رشتہ میں ہر شرف حاصل ہے قدیم بھی جدید بھی

وَكَاثَتْ لَهُ فِي كُلِّ عَصْرِ مَوَاقِفٌ

حادثہ کن کو تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا

فَأَشْنَتْ عَلَيْهِ السِّنُّ وَعَوَارِفُ

اور اس پر تو زبانیں شاخوں ہیں و رعطیات تالی بھی

أَتَى بِزَمَانٍ السَّعْدِ فِي آخِرِ الْمُدَى

وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے

أَتَى لِانْكِسَارِ الدَّهْرِ يَجْبُرُ صَدْعَهُ

وہ آئے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں

إِذَا رَأَى أَمْرًا لَا يَكُونُ خِلَافَهُ

جب وہ ردہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات اُن کے عذری نہ طاق

وَلَيْسَ لِذَاكَ الْأَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَارِفٌ

اور پھر اُس بات کو س کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا

حضرت شمس الدین تبریزی
المتوفی ۵۳۳ھ
۱۱۲۵ھ

اے طرب و نغمہ عشقت فرود بہ بہ
در خلعت سودائے تو روحانیاں را ح بہ

اے سروں و توشہ بشماراں و زل غدد
دانی مراں را ہم بود اندر تبع و نسب الہ

از رخمہ اللعالمین اقبال و دریش ہیں
پتوں مہ متور خرقہ چوں گل شہ



رومی ، مولینا جلال الدینؒ

المتوفی ۶۴۲ھ
۱۲۴۳ء

سید و سرور محمدؐ نورِ جاں	بہتر و بہتر شفیعِ مَذَنبِاں
بِمحَمَّدؐ نورِ عشقِ پاکِ جفت	بہرِ عشقِ اورا لولاکِ گفت
گرنہ بودے بہرِ عشقِ پاکِ را	کے وجودے داومے افلاکِ را
مُنہتی درِ عشقِ اوچوں بودِ سرور	پس مراورا زانِ بیا تخصیصِ کرد
پس کر مہائے الہی ہیں کہ ما	آمدیم آخرِ زمانِ درانتہا
آخرینِ قرنہا پیش ازِ قرون	در حدیثِ استِ آخرونِ السابِقون
تا ہلاکِ قومِ نوح و قومِ ہود	عارضِ رحمتِ بجانِ ما نمود
چند بیتِ شکستِ احمدِ درِ جہاں	تا کہ یاربِ گوئے گشتند امتن
گرنہ بودے کوششِ احمدِ توہم	می پرستیدی چو اجدادتِ صنم
سرزِ شکرِ این ازاں بر تافتی	کز پدِ رمیراثِ مفتشِ یافتی
گرِ بگوئی شکرِ این رستنِ بگو	کز بیتِ باطنِ ہمّتِ برہانداو
چوں با آزادی نبوتِ ہادی است	مومنّاں را زانِ بیا آزادی است

مَکسِل از پیغمبرِ اَیامِ خویش

تَکبیرِ کم کن برفن و بر کامِ خویش

سعدی شیرازی شیخ مصلح الدین
متوفی ۷۹۱ھ
۱۳۹۲ء

عرش است گیسو زیور محمد
جبریل مین خرم درین محمد

آن ذات خداوند مخفی است بعالم
پیدا و عین است بچشمین محمد

توریت که بر موسی و انجیل بر عیسی
شد محو یک نقطه ذلت محمد

از بهر شفاعت چه او و لعزم چه مرس
در حشر زند دست بدامین محمد

یک جان چه کند سعدی مسکین که دو صد جان
سازیم فدای سگ دربان محمد



بو صیری ، ثرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن زید

المتوفی ۶۹۶ھ
۱۲۹۶ء

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

محمدؐ میں دونوں جہانوں کے، دونوں ہم مخلوق یعنی جن و انس کے و عرب و عجم دونوں گروہوں کے

نَبِيُّنَا لَا مِرُّ لَنَا هِيَ فَلَا أَحَدٌ ابْتَرَفَنِي قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمَ

آپؐ میرے نبی ہیں بھائیوں کا مکدر دینہ والے وہ بڑیوں سے کہنے والے پس آپؐ کے مقابلے میں ہر انسان کے اعتبار سے زیادہ بڑی کوئی رکھ نہیں

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ بِكُلِّ هَوٍ مِنْ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمٌ

آپؐ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جس کی شفاعت کو اس ہر خوف و ہراس میں و رقیہ مت کر شدید گھٹوئوں میں لگائی جے

دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَمِصُّونَ بِهِ مُسْتَمِصُّونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مُنْقِصِمٍ

آپؐ نے اللہ کی طرف دعوت دی پس جن لوگوں نے آپؐ کو مستمک رہا وہ مستمک رہے وہ رستی پکڑائی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

وَفَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ وَلَمْ يَدَّ أَنْوَءٌ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

آپؐ صورت و سیرت میں تمام پیغمبروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور علم ہوا کرم کسی میں بھی کوئی بھی آپؐ کی برتری کو پہنچا

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ عُرْفٍ مِنْ لَبْحَرٍ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدَّيْمِ

وہ سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسولؐ سے کہ اس دہشت کرم سے ایک چلو اور اس برکت سے ایک نظر نہ

مُنَزَّاهٌ عَنْ شَرِّكَ فِي مَحْ سِنِه
آپؐ کے محاسن میں کوئی شریک نہیں ہے

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ
آپؐ حسن ذات کا وہ جوہر ہیں جو منقسم نہیں ہوتا

دَعِ مَا أَذَعَتْهُ النَّصَارَى فِي بَيْتِهِمْ
صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعویٰ نصرانیوں نے اپنے نبیؐ کے

وَأَحْكُمْ بِشَيْءٍ مَدْحُ فِيهِ وَحُكْمُ
اس کے حکم و تعمر کی چیز ہے ممدوح میں ہے اور جو حکم پہنچتا ہے

فَرَّقَ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
میرے رسولؐ کی فضیلتوں کی کوئی حد نہیں ہے

حَدٌّ فَيُعَرِّبُ عَنْهُ ذُ صَوِّ بِفَمِ
اور اس کا حق کوئی حد نہ ہو، اس کو نہیں کر سکتی

وَكَيْفَ يُذَرِّكُ فِي لَذْنِ حَقِيقَتِهِ
اور کیسے پائیں گے اس دنیا میں ان کی حقیقت کو

قَوْمٌ نَبِئٌ مَّا تَسَلُّوا عَنْهُ بِحَسَمِ
وہ لوگ جو خوب غفلت میں رہے ہوئے ہوں

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ إِنَّهُ بَشَرٌ
آپؐ کی ذات کے لئے علم کی رسائی میں بیشک آپؐ ایک بشر ہیں

وَأَنَّ خَيْرَ خَلْقٍ شَاءَ كَلِمَةٍ
اور انہی کے تمام مخلوق میں سے سب سے

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طَيْبِ عُنْصُرِهِ
آپؐ کی ولادت کے زمانے ہی سے آپؐ کی خوبیاں روشن ہوئیں

يَا طَيْبُ مُبْتَدِئُ مِنْهُ وَخُتْمُ
کیا کہئے آپؐ کی ابتدا کے دریا کہے آپؐ کی انتہا کے

مولینا شہاب الدین مہرہ بدایونی
المتوفی ۱۰۳۲ھ

بشرے ملک نظافت فلکے زمین تواضع
چونکہ بہ پاک جسمی چونکہ بہ پاک جانی
گہرے کہ بود جایش بہ خزانہ الہی
قرے کہ تافت نورش ز سپہر جاوردانی
گہرے کہ قیمتی تر ز وجود اونیاید
بہ دلالت عن صر ز محیط آسمانی
قرے کہ ہر سحر کہ چو شب سیاہ گیتی
ز خجالت عقیقش رخ کوکب یمانی
شکریں زباں رسولے کہ بود نجات امت
بہ عقیدہ زبانش ز عقیدہ زبانی
گہریں بیوں فصیحے کہ فصاحت بیانش
چو ضمیر کان کندخوں دل گنج شایگانی
ز جہل و غرض کم رخ آفتاب شرقی
ز قوام قامتش خم قدس و بوستانی
بہ حساب برگرفتہ رہ مالک ارقابی
بہ کلام بر کشادہ در صاحب القرانی
جذبات شوق باطن بمکاشفت کشیدہ
ز بسیط کائناتش بہ محیط لامکانی

بوعلی شاہ قلندر پانی پتی شیخ شرف الدین
منتوفی ۱۰۲۲ھ

اے ثنایتِ رحمتہ للعالمین
یک گدے فیض تو روحِ الہی
اے کہ نامتِ راخدائے ذوالجلال
زدرستم بر جہتِ عرش بریں
آستانِ عالی تو بے مثل
آسمانے بست بالائے زمین
آفریں بر عالمِ حسن تو بد
مبتدائے تست عالمِ آفریں
یک کفِ خاک از در پر نور او
بست در بہتر از تاج و نگین
خرمنِ فیض ترا اے ابرِ فیض
ہم زمین و ہم زماں شد خوشہ چیں
از جمال تو ہمے بینم مسار
جلوۂ در آئینہ عین الیقین
خلق را آغاز و انخام ز تو بست
اے امامِ اولین و آخرین
غیر صلوٰۃ و سلام و نعت تو
بوعلی را نیست ذکر و لنتین

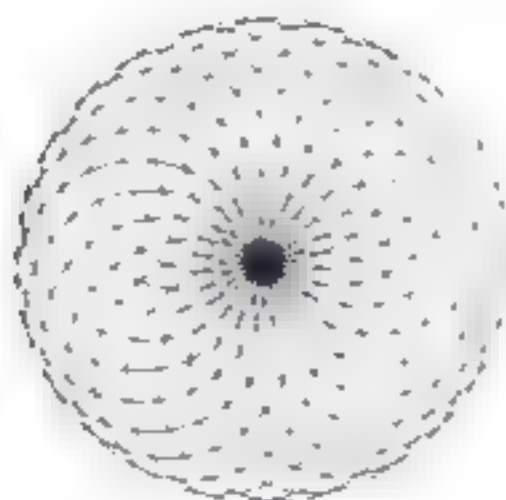
خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم الدہلوی
المتوفی ۱۰۲۵ھ

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام برخواں
بگردشہ مدیتہ گردو بسد تضرع پیام برخواں

بہنہ بچندیں ادب طازی، مہر ارادت بخاکِ آل کو
صلوۃ و انس و روح پاک جناب خیر الانام برخواں

بہ بابِ رحمت گئے گزر کن، بہ بابِ جبریل گہہ جہیں سا
صلوۃ حقّی علی نبی گئے بہ بابِ السلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہمنوا شو بہ نالہ درد آشنا شو،
بہ بزمِ پیغمبر این غزل را از عید عاجز نظام برخواں



حضرت امیر خسرو بن ابی الحسن لاجپن

المستوفی ۷۲۵ھ
۱۳۲۵ء

زہے روشن ز رویت چشم بینش
وجود کیسے آفرینش

مبارک نامہ قتراں تو داری
کہ مرغ نامہ شد روح الامینش

چہ بیند مردم ار از خاک پامت
نباشد سرمہ عین الیقینش

کہ دارد جز تو دست آندہ باشد
کلید نہ فلک در آستینش

رُسل را ذبت تست آن خاتم چیت
کہ قتراں آمدہ نقش نگینش

بُش چوں نگین ریزد رافتہ
مدنک چوں مگس در انگینش

دقائق بختہ خسرو ز نعت
پس از آب خضر کردہ عینش

عراقی ہمدانی شیخ فخر الدین ابراہیم ابن شہریار
المتوفی ۷۶۶ھ

نقل کن از وبال کسر بدین	مصطفیٰ را دلیل مطلق بین
خاتم انبیاء، رسول ہدی	صاحب حبیب ریل امین خدا
قصد و مقصود و آخر و اول	اولین خلق و آخرین مُرسل
پادشاہ دیارِ جود و وجود !	مقصودِ علم و عالم مقصود
حافظ صفحہ معانی دل	چشمہ آب زندگانی دل
صوفی خافتاہ الرحمن	عالمِ علمِ علّم القرآن
آنکہ پوشید خلعتِ لولاک	وز بذریش بست شد افلاک
خواجہ بارگاہ کونین اوست	سالمک راہ قاب قوسین اوست
تیر و نبش چو بر نشانہ زنند	پنج نوبت بہفت خانہ زنند
شرعش از علم گسترد فنون	در نواحی چرخ بوقلمون

چاکرش آفتاب و بندہ سہیل
رُوسے او وَالضُّحٰی و مو وَاللَّیْلِ

حافظ شیرازی شمس الدین محمد

المتوفى سنة ٤٩١ هـ
١٣٨٩

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ لَمُنِيرٌ لَقَدْ نَوَّرَ قَمَرِ

لَا يُمْكِنُ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بَعْدَ زُخْدِ بَرْقِ تَوْنِ قَصَّةِ مُخْتَرِ



ابنِ خلدون، ولی الدین عبدالرحمن

المتوفی ۸۰۸ھ
۱۳۶۶ء

فَتَوُّمٌ مِّنْ أَكْنَافٍ يَثْرِبَ مَأْمَنًا

یثرب کے اطراف و کناف میں جائے امن چاہو

يَكْفِيكَ مَا تَخْتِشَاهُ مِنْ تَثْرِيْبٍ

جس باز پرس سے تم ڈرتے رہتے ہو اس کے لئے یہ کافی ہوگا

حَيْثُ السُّبُوَّةُ أَيُّهَا مَجْلُوَّةٌ

یہ وہ مقام ہے جہاں نبوت کی نشانیاں روشن ہیں

تَتَلَوُ مِنْ الْأَشَارِكِ كُلِّ غَرِيبٍ

اس کے شمار میں تم قدم قدم پر ایک سے ایک نوکھی بات دیکھو گے

سِرٌّ غَرِيبٌ لَمْ يُخَبِّهِ الثَّرَى

وہ عجیب راز جس کو مٹی چھپا نہ سکی

مَا كَانَ سِرُّ اللَّهِ بِالْمَحْجُوبِ

اور سِرّ الہی چھپنے والا بھی کہاں تھا

يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ الْكَرَامِ ضَرَاعَةً

اے مرسلین کرام کے سردار، ایک نگاہِ کرم:

تُقْضَى مِنِّي نَفْسِي وَتَذْهَبَ حُوبِي

میری خواہشاتِ نفس کا فیصلہ ہو جائے اور میرے گناہِ دل میں

عَدَّتْ ذُنُوبِي عَنْ جَنَابِكَ وَالْمُنَى

میرے گناہوں نے آپ کی بارگاہ سے مجھے دور رکھا

فِيهَا تُعَلِّينِي بِكُلِّ كَذُوبٍ

اور میری خواہشات اپنے فریب میں ڈال کر مجھے ہلائی رہی

لَا كَأُلَىٰ صَرَفُوا الْعَزَائِمَ سَتِي

تغویٰ کو طرف لوگورنے پئے، تم کو نعمت ہی کو غم نہیں مانتے

فَاسْتَثَرُوا فِيهَا بِخَيْرِ نَصِيبٍ

پن خروہ اپنی خوش نصیبی یا خوش برکتی میں میں منہ روئے ہیں

لَمْ يُخْلِصُوا لِلَّهِ حَتَّىٰ فَرَّقُوا

خوہنے منہ کے لئے خدا ص نہیں بتایا یہاں تک کہ

فِي اللَّهِ بَيْنَ مَصَاجِعَ وَجُنُوبٍ

منہ کے مسمے میں خوہنے کو یہاں سے دوسروں تک یہاں سے

هَبْ لِي شَفَاعَتَكَ الَّتِي رَجَوِيهَا

پنی شفا عمت سے مجھے دینے جس کا میرا دیر ہوں

صَفْحًا جَمِيعًا عَنْ قَبِيحِ ذُنُوبِي

میرے منہ میں سے ہوں سے بہتر ہی ط بقیہ پر برکت دینے

إِنِّي دَعَوْتُكَ وَثَنًا بِرَجَبَتِي

میں نے آپ کو پکارے میں وثق کے ساتھ کہ میری ذمہ قبول ہوں

يَا خَيْرَ مَدْعُوٍّ وَخَيْرَ مُجِيبٍ

آپ کو پکارنے والے اور میں بھی بہتر ہیں در جواب دینے والے میں بھی



خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید محمد حسینیؒ

المتوفی ۸۲۵ھ
۱۴۲۲ء

اے محبتؑ: جلو جو جم جلوہ ترا
ذات تجلی ہوے گی میں سپور نہ سیہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپیں آپ نبھایا
پر کسٹہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود آئے
امت رحمت بخشش بدایت تشریف پائے

منفی مانوں معشوق کہ ظاہر شہباز کلائے
عشق کے جیتی چندر بند اپنی آپ دکھائے
الآن کہ کان پھر آپس میں آپ سمائے



جامی، مولینا نور الدین عبد الرحمن

المتوفی ۸۹۸ھ
۱۴۹۲ء

یا شفیع المذنبین باریک دست آورده ام

بر ذرت این بار پشت دوتاہ آورده ام

چشم رحمت برکت رومے سفید من نگر

گرچہ ز شرمندگی رونے سپاہ آورده ام

کس غمی گویم کہ بودم سبب در روتو

بستم آں گمہ کہ اکنون رو برآہ آورده ام

عجز و بے خویشی و درویشی و دل ریش و درد

این ہمہ بردعوی مسفت گواہ آورده ام

دیو رہ زن در کیس، نفس و ہو عدئے دین

زین ہمہ با سایہ لطفت پناہ آورده ام

گرچہ رومے معذرت نگزشت گستاخی م

کرده گستاخی ز بن عذر خواہ آورده ام

بستم بر یک دگر نخے ز خارستان بیع

سوائے فردوس بریں مشتے گیاہ آورده ام

دولتم این بس کہ بعد از محنت ورنج دراز

بر حریم آستان می نهم رومے نیاز

شہنشاہ نصیر الدین ہمایوں
المتوفی سن ۹۶۳ھ
۱۵۵۶ء

اے سرور کائنات دراصل وجود
حقا کہ توئی حبیبِ حقِ معبود

برخیزد نما جمالِ عالم آرا
زیرا کہ توئی زخلقِ عالم مقصود



عرفی . مولینا جمال الدین

المتوفی ۹۹۹ھ
۱۵۹۱ء

اے جو درِ تو دست و دل سخا را
اے عزمِ تو بال و پر صبا را

گر نقشِ جمال تو نہ گیرد
از سینہ بروں کنم صفا را

گنجِ بکفِ آدم کہ شاید
سرمایہ نعتِ مصطفیٰ را

درجِ گہرِ آدم کہ شاید
آویزہ گوشِ انبیا را

دستِ سخنِ آدم کہ شاید
مجموعہٗ لطفِ روسیا را



فیضی، ابو فیض

متوفی ۱۰۵۵ھ

اَتَرَنِي رَسُولٌ وَعَظَمِي الرَّسَكِئِلُ
لَقَدْ سُرَّ قَلْبِي بِتِلْكَ الْوَسَكِئِلِ

چہ نقش بدیعت کز پردہ سرزد
زبے حُسن قول وزبے لُطفِ قائل

بنام زبے کعبہ پاکٹ بازاں
کہ دل ہائے پا کاں سوئے اوست مائل

عَلَى الْمَرَاتِبِ سَيِّئِ الْمَذَقِ
حَرِيَّ الْمَحَامِدِ رَاضِي الشَّمَائِلِ



خوجہ باقی باللہ نقشبندیؒ، محمدرضیٰ ندین
متوفی سیپنہ

گرم فیض زں بخش دں و دست
کہ در ہم یز مین بت خائے پست
زین قسبان یز ہم حستہ
کنم خصلت حسنہ در سدرے
مرشک فشان زین بوس و شاو
سعدین راست کورم رو
چو درخشاں ز روشن گمراہ
دین نشاں ز بافتہ پائے
تمشاں جگر بخشہ کہ می جوش
تمشاں را دہن گیرم کہ خاموش
بدن گویم سعادت ہم نشین ست
مقام قسبان تو سین توین ست
جہاں خوجہ، معراج و جود ست
قبول در آستان جود ست



محمد قلی قطب شاہ

المتوفی سنہ ۱۰۲۲ھ
۱۶۱۱ء

اسم محمدؑ تھے اے، جگ میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبیؐ کا جگر ہے، سہتی ہے سلطانی مجھے

شاہاں غوری ٹھاؤں، کرتے ہیں اپنی دھاؤں تھے
مستی مری تچ ناؤں تھے، کیتی ہے دیوانی مجھے

سب جگ بھلے ہیں گین میں، میں نابھلوں لالان میں
لکھیے ازل بھومان میں، ہے راز پنہانی مجھے

اس ناؤں کی بڑپن جھلک، بے سر بلندی تافلک
آکھیں سدا سارے ملک، تو یوسف ثانی مجھے

کیا ڈر مجھے فرعون کا، ہو سامری افسون کا
موسیٰؑ عصا زیتون کا، ہے تیغِ ربانی مجھے

بارا جو ہے شیطان میں سنجرے نہ قطب کاں میں
امید کے گل دان میں بارا ہے رحمانی مجھے

شاہاں منے بھومان تھے، کرتا بڑائی حبان تھے
ان پر یا علیؑ کے دان تھے تشریف شاہانی مجھے

نظیری نیشاپوری
امتوفی ۱۰۲۱ھ
۱۶۱۲ء

صفا از عقدہ دل ہست آن زلف معقدہ
بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را

کہ دوسے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے
محمد کاروان سارِ رواق محبتر را



شیخ عبدالحق حقّی محدّث دہلوی
متوفی ۱۱۵۲ھ

وگرخواہی زہں بگشائے و در راہ سخن پوی
 ثنائے پادشاهِ یثرب و سبطِ بنی بطن کن
 گر خیریت دین و عُقبی آرزو داری
 بدرگاہِ شش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمت کن
 بیا اے دل! قدم نہ بر سرِ کونے دف و انگ
 ز راہِ صدق جاں را خاک رہ آں کفِ پاک کن
 شائش گو و لے چوں نیست ایفایش ز تو ممکن
 بایں یک بیتِ مدحش راعی لا جمل ایف کن
 مخواں و را خد ز بہر امّ شریع و حفظ دین
 در ہر وصف کش می خواہی نہ در مدحش امکن
 خربہ در غمِ حبِ جمالت یا رسول اللہ
 جمال خود نما رجمے بحب ن زار شید کن
 جہں تا ریک شد ز عظمتِ ضمیمہ کمال
 بیوعمے ز روشن ز نور تجبلی کن
 بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
 بصف خود مروت و ان جمع بے سرو پا کن
 بیا حقّی! مدد تصدیع خدامِ جذباتش را
 کہ احوال تو معلوم ست اظہارِ شش ممکن یا کن

قدسی، حاجی جان محمد
منتوی پیشینہ

مرحب! سید مکی مدنی مری
 در و جان باد فدیت چه عجب خوش لبتی
 من بیدر بجز آن تو عجب حیرانم
 اللہ اللہ! چه جملست بدیں و عجبی
 نسبت نیست بذات تو بنی آدم
 برتر ز نام و آدم و پیدمان نسبی
 شب معرج، غروج توز فداک زشت
 بمقامی کہ رسدی، ز سدیچ نبی
 نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفرد
 زں کہ نسبت بہ سگ و سگ و شربہ دہن
 بہم تشنہ با نیمہ و توئی آب حیات
 صفت منہ ما کہ ز صدمی گزندشہ ہی
 نخلستان مدینہ ز تو مر سبزدم
 زں شدہ شہر آفاق بہ شیرب رھی
 چشم رحمت بگش، سونے من نداز نظر
 اے قریشی عتب و ہاشمی و مصعبی
 ستیدی نت حبیبی و عیبیب قبی
 آمدہ سونے تو قدسی پئے در مال صبی

عبداللہ قطب شاہ

المتوفی ۸۳۰ھ
۱۶۷۲ء

لکھ فیض سوں پھر آیا دن، دین محمد کا
آؤق صفا پایا، دن دین محمد کا

یوں عید بمن سا جے، نصرت کے بچیں با جے
بے جگ کے نبی راجے، دن دین محمد کا

گلشن میں شریعت کے، پھل کھیلے طریقت کے
پرمل سوں حقیقت کے، دن دین محمد کا

روشن ہوئے اسماناں، جھمکائے رتن کھاناں
خط لیوائے مسلماناں، دن دین محمد کا

جو بارہ اماماں ہیں لاکھ اُن پر سلاماں ہیں
ہم اُن کے غلاماں ہیں، دن دین محمد کا



ولی گجراتی دکنی المتوفی ۱۱۱۹ھ

عشق میں لازم ہے اول ذلت کون فانی کرے

ہوشت فی اللہ ، دائمہ یدہ یزدانی کرے
مرتبہ خلّت پناہی کا وہ پاوے گا جو کئی
مثیل سمعیلؑ اول جی کون تشریفی کرے
جو پس تن کو گلا دے عشق میں بہ صبح و شام

و جبہ کامل ہو صد جوں مدہ تابانی کرے
مُرخ رو ہو ، آبرو دو جگ میں پاوے سے عزیز

دل کو لو ہو کر اوں لو ہو سوں جو پانی کرے
حشر میں شیریں ہو وہ ، حق سوں سنے شیریں بچن

شوق میں دل کوں جو منبرید کہستانی کرے
یا محمدؐ ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات

خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ تشریفی کرے
جس مکاں میں ہے تمھاری فکر روشن جلوہ گر

عقل اول آکے واں استمرار نادانی کرے
کیا ملک کیا انس و جن ، یہ جگ میں ہے کس کو سکت

خص بت تجھ مکھ کے جو تفسیر تشریفی کرے
دیکھ طوبیٰ مستد ترا جنبش میں آوے شوق سوں

جب گلستانِ رم کی تو خیر آمدنی کرے
عارفوں بولیں گے جان و دل سے لکھوں آفریں

جب ولی تیسری مدح میں گوہر افشانی کرے

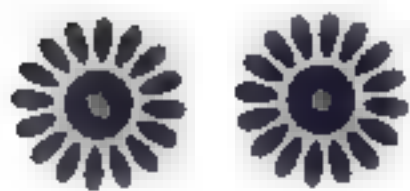
وحدت و گل سر بندی شیخ عبدالاحد مجتهدی
المتوفی ۱۱۲۶ھ

ریاض قدس را مروی اوست	همای دوت ش بهنشی اوست
گل روئے سبده خاک در او	گیم چرخ فرش منظر او
بود هر خشت بامش آفتاب	خس کویش کلید فتح باب
ز مروش قدر بالا شد جہوں را	چو قمری طوق مهرش قدسیاں را
جہاں پاکش از نور جدل ست	وجود نور را سایه محال است
ازین سایه که از قدش بودند	سور مردم بینش نمودند
ز عیش تا کنم یک نکته سر	زین صد بار شویم زب گوهر
ز مویش گر سخن در نامه آرم	نخست ز سنبل تر خمارم
کنده تا وصف آل زلف دل آرا	بمشک ترستم پیچیده خود را
ہلال ابروش تیغ بید اللہ	بود برہان و طاع بہر گمراہ
بزلفش بال کثرت بستہ تقدیر	بفرقش نقش وحدت کردہ تحریر
ازاں ابرو کہ آمد جان کونین	تواں جستن نشین قاب قوسین

دو گیسو ہر دو بر "اسری" گواہی	بمعرج حقیقت شد رہے
دو چشمش نشہ بخش نشاتین ست	دو برو قبدہ کا قہتین ست
حیائے چشم اورا چوں دہم ید	کہ سرمد در گلوئے خم قنار
بیان فتہ او کا بر عظیم ست	نشان او صراط مستقیم ست
کجا خط لبش کو سبز تر	کہ آن ز آب رستین ز آب کوثر
بیا رنگ و بویش ہوا با غم	چو غنچہ عطر پرور شد در غم
جو گلگونش کرشمہ ساز کرد	گیمہ چرخ پا نداز کرد
برفت آں جا کہ رفت آں جا نباشد	بہفت آں جا کہ گشت آں جا نباشد
سخن زیر بیش گفتن تاب کس نیست	کہ پا بر شمع مہمان کا رخس نیست

برو ہدا صلوٰۃ اللہ نامی

بر آں پاک و اصیب گرامی



قاضی محمود بحری

المتوفی ۱۱۲۹ھ
۱۷۱۷ء

محمد گرمد ہوگا ہمارا
سکل دکھ درد ہوگا ہمارا

اگر صبرا رہو مل دام ہو درد
اوسارا دام رد ہوگا ہمارا

اگر عالم سکل آگاہ ہو
ہو اللہ الصمد ہوگا ہمارا

کرم اس کا دس آگاہ ہو ہر گاہ
اگر کولا اسد ہوگا ہمارا

موصد کا معتا کھول محمود
اور احمد اگر احد ہوگا ہمارا



بیدل عظیم آبادی، میرزا عبدالقادر

المتوفی ۱۱۳۳ھ
۱۷۲۲ء

نشستہ ایم بید تو یا رسول اللہ
کف امید ز سرمیہ نثار تہی
ترحم تو گردست عجزم گید
شفاعت نگہی گرد و رطف آرد
بیک شاد ابرو توں معاینہ کرد
ز ہیکسی ہمہ را خاک نیستی ست بہ
ہدایت تو کے را کہ نیست شل جہد
بغیر درس تو علم جہانیاں باطل
تو بہ طرف کہ ہدایت کنی ہماں قبلہ
عص ہماں کہ پسند و توجہ کرمت
بہر کجا اثر نقش پایت آئینہ شد
اگر تو دعوت یماں کنی ہمک جہاد

کنج نیستی از عجز روے بردیوار
جبینے ز عقی شرم ناکسی سرشار
ہم فلکندہ پیالہ ہزار گردوں وار
چند ودیعت کوثر ز سر غر خمت
بہ رخس قبول ز زمیمہ کردار
ز بیدی ہمہ را دق یا کس آئینہ در
کشد بقدر عمل فحلت از زمین و بیار
بغیر حکم عمداں انس و جان بیکار
بسوی مرحبہ شارت کنی ہماں دیدار
خط ہماں کہ تو تل و دکنی، زبے مختار
دید جوہش ز ختہ جہنہ ہزار
بت آید دزرگ سنگ بسد زار

توئی کہ باغ ربوبیت از تو دارد رنگ
توئی کہ سبز الوہیت ز تو بند دمار



فراقی بیجاپوری، سید محمد
المتوفی ۱۱۴۲ھ
۱۷۳۱ء

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا
محمدؐ کی گلی بھیتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا
عبثِ خوبوں کی گلیوں میں نہ کر تو عمر صرف اے دل
مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا
ارے مجنوں، ہوا بدنم تو بیل کو دل دے کر
اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا
زل کی دین میں یارب اگر مفس بھکاری ہوں
نبیؐ کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا
نظر ہے علمِ منطق ہو، معانی میں سنسراقی کو
اگر علمِ حدیثِ مصطفیٰؐ ہوتا تو کیا ہوتا

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

المتوفی ۱۱۷۶ھ
۱۷۶۳ء

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيبَ مُحَمَّدًا

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا

رَسُولُ إِلَهِ الْخَلْقِ جَمُّ مَذَائِبِ

وہ خداوند مخلوقات کے رسول ہیں تمام مذاقب کے جامع

وَمُعْتَصَمُ الْمَكْرُوبِ فِي كُلِّ غَمْرَةٍ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں

وَمُنْتَجِعُ الْغَفَرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے

مَلَازِدُ عِبَادِ اللَّهِ مَلَجًا خَوْفِهِمْ

خدا کے بندوں کے ماری ہیں ورنہ خوفِ وہ میں سے ہیں

إِذَا جَاءَ يَوْمٌ فِيهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اُس دن جب بہ جونی پر بڑھ جائے گا۔



سراج اوزنگ آبادی

المتوفی ۱۱۷۷ھ

نام تیرا مطیع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

جی سے یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکِ کی سدا سمن کو پھیر
دُور کر من سے خیالِ مَن عَلَیْہَا فَات کا

یا محمد! تجھ کرم میں ہوں سدا امیدوار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر مرا مر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیب
دے مجھے بھر کر پیالہ نشہ عرفان کا

تو اَحَد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے بر ورقِ ستران کا

اے سراج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ہُو الرحمن کا

میرزا منظر جانِ جاناں
المتوفی ۱۱۹۵ھ

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمد چشمِ بر راهِ شنا نیست

خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس
محمد حامدِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر بیدِ بیوں کرد
بہ بیتے ہم قناعتِ مبتواں کرد

محمد از تومی خواہم خُدارا
الہی از توحبِ مصطفیٰ را

وگر لبِ واکمنِ مظہرِ فضولیت
سخنِ از حاجتِ افزوں تر فضولیت



سودا، مرزا محمد رفیع
المتوفی ۱۱۹۵ھ
۱۷۸۰ء

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آپ محمدؐ کا
جو چاہے پاک ہو پیر و ہوا صاحب محمدؐ کا

محمدؐ علم کا گہر اور علیؑ اس کا ہے دروازہ
غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو باب محمدؐ کا

قدر عنا جب اپنا خم کیا بہر نماز اُس نے
ہو اس وقت ساجد کعبہ محراب محمدؐ کا

زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اس کے
کہ ہے اک پر تو خورشید مہتاب محمدؐ کا

کیا پیر خسرو نے موجب خم پشت گردوں کو
یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمدؐ کا

ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چین حق کیا و تاب محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمدؐ کا

خواجہ میر درد دیوی

المتوفی ۱۱۹۹ھ
۱۷۸۴ء

خواہی کہ شود در دو جہانت بہبود
در بندگی رسول پاشی بہ سجود

گرفہم کنی و گر نہ فہمی بے شک
حق است ہماں ہرچہ پیہر فرمود



اے بہر شفاعتِ دو عالم لائق
دارم ز جناب تو امیر و شوق

بے شبہ ز خورشید حقیقت بہ جہاں
تو مخبر صادق چو صبح صادق



شاہ ابدال پھلواڑیؒ

المتوفی سنہ ۱۲۸۵ھ

دو جگ کے سردار محمدؒ نبیوں کے سالار محمدؒ

اُمت کے غم خوار محمدؒ سب کے پالنے والا محمدؒ

صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہوں بہت ناچار محمدؒ ناؤ پھنسی منجھڑا محمدؒ

کوئی نہ کھیون ہا محمدؒ تم ہی اتارو پار محمدؒ

صلی اللہ علیہ وسلم

تم پر جان نثار محمدؒ عشق تمہارا یار محمدؒ

مشکل ہے یہ کار محمدؒ تم ہی مہینبار محمدؒ

صلی اللہ علیہ وسلم

دسبرویم دلدار محمدؒ جی چاہے دیدار محمدؒ

ایک نظر اک بار محمدؒ ہو جائے سب کار محمدؒ

صلی اللہ علیہ وسلم

آزاد بگرامی، سید غلام علی حسینی واسطی

المتوفی سن۱۲۸۶ھ
۱۷۸۶ء

مَمْلُوءَةٌ بِطَافَةٍ وَصَفَاءٍ

جو لطافت و پاکیزگی سے مالا مال ہے

رُوحِي الْقَدَاءُ لِرَوْضَةٍ قُدْسِيَّةٍ

میری جان اس روضہ اقدس پر تیرا جان

نَظَرُ الْعِنَايَةِ شِمَّةُ الْكِبَرَاءِ

وہ نظرِ کرم تو بڑوں ہی کا شیر ہے

نَظَرُ الْحَبِيبِ إِلَى الْغَرِيبِ عِنَايَةً

مسافرِ غریب مددگار کی طرف حبیب کا دیکھنا مذیت ہے

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سَيِّدُ الْبُطْحَاءِ

بہتر بن خدق و سرد ریطی آدمی میں

مَا أَحْسَنَ الْقَبْرُ الَّذِي فِي جُجْرِهِ

کیا بھی آرام گاہ ہے جس کی آغوش میں

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ جَزَائِي

اے رحمتِ عالمین! میری جزا

كُنْ أَنْتَ فِي يَوْمٍ يَكُونُ ذَاكَ الْوَرَى

تو دن جب ایک خلقت آپ کی پہچان ہوئے گی

أَتَشْنِي عَيْنَكَ اللَّهُ حَقَّ تَنَاءٍ

آپ کی تعریف و ثنا تو اللہ کے لیے کی ہے ورنہ پوچھو

مَاذَا يُقَرِّبُ فِي تَنَاءِكَ وَاصِفٌ

آپ کی تعریف و ثنا میں کوئی شخص یا پیش کرے

شَنْ الْكِرَامِ ضِيَاءُ الْغُرَبَاءِ

کریموں کی شان غریبوں کی مسافروں کو نور ہے

أَحْسَنُ إِلَى ضَيْفٍ بِبَابِكَ وَقِفْ

احسان فرمائیے اس مہمان پر جو آپ کے دروازے پر موقوف ہے

صَلَّى عَلَيْهِ وَآلِهِ رَبُّ الْوَرَى

مخلوق کے پالنے والے آپ پر اور آپ کی آل پر درود دے رہا ہے

وَعَلَى مَعَاشِرِ صَحْبِهِ الرَّحَمَاءِ

اور آپ کے تمام صحابہ پر بھی جو بہرحیم و شفیع ہیں

میر حسن دہلوی

المتوفی سنہ ۱۲۰۳ھ
۱۷۹۰ء

بنی کون یعنی رسول کریمؐ
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمتی لقب
بغیر از لکھے اور کئے بے رستم
کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے
نبوت جو کی حق نے اس پر تمام
بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے
کہوں اس کے رتبے کا کیا میں بیاں
مستند کے مانند جگ میں نہیں
یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا
نہ ہونے کا سایے کے تھا یہ سبب
نہ ڈلی کسی شخص پر اپنی چھاؤں
وہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہل نظر
سبھوں نے لیا پتلیوں سے اٹھا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب

نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم
یہ علم لدنی کھلا دل پہ سب
چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم
بنایا نبوت کا حق دار اُسے
لکھا اشرف الناس خیر الانام
خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے
کھڑے ہوں جہاں باندہ صفِ مُسلاں
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں
کہ رنگِ دوئی واں تک آیا نہ تھا
ہوا صرف کعبے کی پوشش میں سب
کسی کا نہ مُنہ دیکھا دیکھ اس کے پاؤں
قدم اس کے سائے کا تھا عرش پر
سمجھ مایہ نور کحل البصر
زمیں پر نہ سائے کو گرنے دیا
وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب

وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں
اسی سے تو روشن ہے سارا جہاں

آگاه ویوری . مولوی محمد باقر

المتوفی سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۸۰۵ء

بم حامد و محمود محمد باشد
بم شاد و مشہور محمد باشد
بم قاصد و مقصود محمد باشد
بم وجد و موجود محمد باشد

احمد کہ بود گوہر تاج لولاک
گردد بہ مدار خاک راہش افلاک
در محفل اویند ترمیز رُسل
در مکتبش اطفال زباں اں ملک

احمد آمد سر آمد ملک و ملک
افتادہ بہ بحر او چو فکلی است فلک
عالم برہم شود بیک چشم زدن
گردد مدرسش اگر دے زہر منک

شد آئینہ ذات و صفات و اسما
از بحر حقیقتش سحابے ست عما
عالم بود از محیط عددش موج
گردیدہ کفے دروچہ ارض و چہ سما

میر تقی میر

المتوفى بسنة ١٢٢٥هـ
١٨١٠ء

جرم کی کھوشی گیتی یا رسولؐ اور خاطر کی حسرتی یا رسولؐ
کھینچوں ہوں نقصانِ نبیؐ یا رسولؐ تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت ہے کرم سے تیرے چشمِ کرم
مجرم و جز ہوں کڑنک تقویت تو ہے صاحبِ تجھ سے ہے مسئلت

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ

نیک و بد تیرے ثنا خوان، ہم لطف تیرا آرزو بخشِ اُمم
ملفت ہوؤ، تو کا ہے کا ہے غم تو رحیم اور مستحقِ رحم، ہم

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ

روؤں ہوں شرم و گندہ سے زار و زور بے عنایت کچھ نہیں اسلوبِ کار
دل کو جب ہوتا ہے آکرا مضطر زیر لب کہتا ہوں یہ میں بار بار

رحمۃً للعالمین یا رسول

ہم شفیع المذنبین یا رسول

روسیا ہی جسم سے بے بیشتر روسفیدوں میں نجل مجھ کو نہ کر
ایک کی آنکھیں ہیں میری ہی ادھر تجھ سے راجع ہے بعد اہل نظر

رحمۃً للعالمین یا رسول

ہم شفیع المذنبین یا رسول

جب تک تاثیر کا تھا کچھ گماں کہ قرآنِ خواں میرے تھے گمہ بُھی خواں
وقت یکساں تو نہیں اے دوستاں اب یہی ہے ہر زماں و روزِ زماں

رحمۃً للعالمین یا رسول

ہم شفیع المذنبین یا رسول



جُرأت، شیخ قلم در بخش

مستوفی ۱۲۲۵ھ
۱۸۸۱ء

مستد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
 کہے بندہ اگر مدح اس کی دعویٰ ہے خدائی کا
 سپہ معرفت حقا وہ ہے ہر الوہیت
 کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا
 منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خاندان طاعت
 کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع پارسائی کا
 گروہ انبیاء میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
 سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا
 رکھے ہے منزلت یہ آستان سرور عالم
 کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ زواں کی گدائی کا
 اسی کے عشق میں پابند الفت رہ دلا ہر دم
 کہ ہووے گا یہی روز جزا موجب ربائی کا
 سراپا نور حق نامِ خد کہیے نہ کیوں اس کو
 کہ جس کا نقش پا ہو جبہ ساری خدائی کا
 بلند اس کا وہ ایوان مراتب ہے کہ واں کہیے
 خیال ساکنان عرش کو یارا رسائی کا
 دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جُرأت
 کہ تھا سایہ نہ اُس محبوب ذات کبریائی کا

انشاء . انشاء اللہ خاں دہلوی شکر لکھنوی

المتوفی ۱۲۳۳ھ
۱۸۱۲ء

آپ خدا نے جب کہا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ کیوں نہ کہیں پھر نبیا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

عرش سے آتی ہے خدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ تو جمال کبریٰ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

عرش کے کچھ نہیں فقط قلم جلیل پر لوحِ جبین مہر پر چشمہ سببیل پر

ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی فہرست پر بے حد نیچے سے لکھا شہ پر جب ریل پر

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

لعمۃ ذات کبریا، باعثِ خلقِ جزو کل فخرِ تبعِ مسلیں رہبرِ وہابی سُبُل

نور سے جس کے ہو گئی آتشِ کفر بچھ کے گل بعد نماز تھا یہی ورد و وظیفہ مَرسل

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

بھیجتے ہیں سدا درود و خوش طہور انس و جن واہِ عجب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن

حور و بہشتِ جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے کن انت اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رتن

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہ
المتوفی ۱۲۳۳ھ
۱۸۱۸ء

يَا أَحْمَدَ الْمُخْتَارِ يَا زَيْنَ الْوَرَى	یا خاتم المرسل ما أعلاك
اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم!	اے خاتم رسول! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے
يَا كَاشِفَ الضَّرِّ آءٍ مِنْ مُسْتَجِدِّ	يَا مُنْجِيًا فِي الْحَشْرِ مَنْ وَالَاكَ
اے مصائب سے نجات دینے والے، فریادی کو	اے حشر میں ربانی دلوئے والے اُس کو جو پیچے محبت ہو
هَلْ كَانَ غَيْرُكَ فِي الْأَنَامِ مَنِ اسْتَوَى	فَوْقَ الْبُرَاقِ وَجَاوَزَ الْأَفْلَاكَ
مخلوق میں آپ کے سوا کون ہے جو سوار ہوا	براق پر اور آسمانوں کو عبور کر گیا
وَأَسْتَمْسَكَ الرُّوحَ الْأَمِينُ رِكَابَهُ	فِي سَيْرِهِ وَاسْتَحْدَمَ الْأَمْلَاكَ
اور جس کے رکاب کو روحِ امین رہنے لگا	اس کے سفر میں اور جس نے فرشتوں سے خدمت و
قَعَدَتْ لَكَ الرُّسُلُ الْعِظَامُ تَرْقُبًا	فَعَلَوْتَ مَغْبُوطًا لِهَمِّ مَسْرَاكَ
انبیائے عظام بیٹھے آپ کی س نزق کو دیکھتے رہے	در آپ بندی کی طرف بڑھے آپ کا یہ سفر سب کیلئے مشکل تھا
وَأَمَّمَتْهُمْ فِي الْقُدْسِ بَعْدَ تَجَاوُزِ	مِنْهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ إِذْ وَلاَكَ
اور بیت مقدس میں آگے بڑھ کر پیچے تمام نبیاء کی امت کی	یہ اللہ کے حکم سے ہوا جس نے آپ کو اس کے لئے مقرر فرمایا تھا

وَتَزَيَّنْتَ جَوْهَرَ الْجَنَانِ بِشَاشَةٍ
دل کا موتی خوشی سے چمک اٹھا ہے

بِكَ سَيِّدِي شَوْقًا إِلَى لُقْيَاكَ
آپ کی وجہ سے اے میرے آقا! آپ کی ملاقات کے شوق میں

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ابن شاہ ولی اللہ

المتوفی ۱۲۳۹ھ
۱۸۲۴ء

فَيَا رِيحَ الصَّبَا عَطْفًا وَرِفْقًا

اے بادِ صبا! از روئے عطف و کرم

وَرَأْنِ جُرْتُمْ عَلَىٰ قَلْبِ غِيَاثٍ

سے نوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و تم کیا تو میرے فرید میں جو ہے

إِلَيْهِ تَوَجَّهْتُ وَلَهُ اسْتِنَادِي

میں نے اس کی طرف میری توجہ ہے اور نہیں پر میرا اعتماد

أَجْرُنِي سَيِّدِي مِنْ ضَيْمٍ مُّقِيمٍ

مجھے نجات دو میرے قائل، بیماری کے غم سے

وَذِكْرُكَ سَيِّدِي حِرْزِي وَحِصْنِي

اور آپ کا تذکرہ میرے ہر کارِ امیر، حوزہٴ امن و پناہ

مَوْهِبِكَ الَّتِي لَا نَقْصَ فِيهَا

آپ پر جو عطا کئے رہائی ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں

فَقَدْ أُعْطِيتَ مَا لَمْ يُعْطَ خَلْقٌ

آپ کو وہ کچھ دیا گیا جو کسی کو بھی نہ دیا گیا

عَلَيْكَ صَلَوةٌ مِّنْ رَبِّكَ بِالسَّلَامِ

آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے تحنیں ہوں سلام کے ساتھ

إِلَىٰ ذَاكَ الْحَيِّ بَلِغَ سَلَامِي

میرے اُس عالمی و پشتیبان تک میرا سلام پہنچا دے

يَا بَابَ الْمُصْطَفَىٰ خَيْرَ لَانِّم

بارگاہِ مصطفیٰ کی صورت میں جو ساری دنیا سے مجھے ہیں

وَفِيهِ مَطَامِعِي وَبِهِ عِتْصَامِي

میں نے اس میں میری آرزوؤں کا مرکز ہے میں نے اس میں اپنے غم کا رنج ہے

أَشَدُّ عَلَىٰ مَنْ وَقَعَ الْحُسَامُ

جو مجھ پر تومر کی ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے۔

أَتَيْتُهُ بِهِ عَلَىٰ الْجَيْشِ اللَّهَامِ

میں نے اس میں بڑے بڑے لشکروں پر ہمت برسوں کا

بِهَارُ بَيْتٍ مِنْ قَبْلِ الْفِطَامِ

میں نے آپ کی پرورش و تربیت بچپن سے ہوئی تھی

مصحفی امروہوی، غلام ہمدانی
مستوفی سنہ ۱۲۴۷ھ
۱۸۲۷ء

جناے ہے یہ تری ٹرخ ۱۰ اے نگار انگشت

کہ ہو نہ پنجہ مرجاں کی زینہار انگشت
بزال و بدر ہوں یک جا عسرق فشان کو

رکھے جہیں پہ جو تو کر کے تاب دار انگشت
بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اُس کے

نیکل گئی سپر مہ سے جس کی پار انگشت
مستد عربی معجزوں کا جس کے کبھی

نہ کر سکے فلک پیر کا شمار انگشت
چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر

علم کرے ہے شہادت کی شخار انگشت
وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانہ رشیم

دُعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت
اگر ہو ہیرہ گہوارہ سنگ فرش اُس کا

نہ چوسے اپنی کبھی طفل شیر خوار انگشت
اٹھاوے گر کفِ افسوس ملنے کی وہ رسم

نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت
کرے جو وصف وہ اس تاج انبیار کی رستم

قلم کی جوں نئے زگس ہوتا جدار انگشت

رافت رامپوری . شاہ رؤف احمد نقشبندی
المتوفی ۱۲۴۰ھ
۱۸۲۳ء

بعد تمہید خداوند جہاں کہہ در نعمت شہ کون و مکان
جس کے باعث ہے زمین اور زیں وہ نہ ہوتا تو نہ ہوتا مکان

نہ عدم سے کوئی آتا بوجہ

ہوتی وحدت سے نہ کثرت کی نمود

عالم کون میں یہاں کون سنا نہیں امکان کہ امکان بھاتا

وہ جہاں ہوتا جہاں وہاں جاتا عالم اپنا وہ نہ گر دکھاتا

تو نہ ہوتا کبھی آدم کا ظہور

ہے ظہور اس کے سے عالم کا ظہور

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک باعث خلقت ارض و اندرک

ذیل وصف اس کا کہ ہے از بس پاک کیونکہ پہنچے سے دست ادرک

پاک کی بات ہونا پاک سے کیا

ہو وے جز عجز کہو خاک سے کیا

کر کے نور اس کا خدا نے پیدا پھر یہ چاہا کہ بنیں وراثتیا

ہو گیا کن سے جو کچھ ہونا تھا عالم امر کا کھینچا نقشا

واہ کیا کیا کیا حق نے ظہر

نور سے اس کے اسی کی خاطر

مولانا محمد اسماعیل شہید دہلویؒ

المتوفی ۱۲۳۶ھ
۱۸۳۱ء

اسی سے ہے مقصود اصل خطاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے
وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو! کون؟
نبیؐ السبرایا، رسول کریم
حبیب خدا سید المرسلینؐ
محمدؐ ہے نام ان کا احمد لقب
دل ان کا جو ہے مہزانِ سترغیب
زباں ان کی ہے ترجمانِ قدم
بہ ظاہر جو ہے مقطعِ نبیاء
ہے دل ہی پیدا ہوا ان کا نور
جو س میں تامل ذرا کیجئے!
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب
تخلص کا موقع تھا یہ دو جہاں

وہی ہے گا مضمون اُم الکتاب
وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
ہوئے مقتدر جس سے یہ دونوں کون
نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم
شفیع الوری، ہدیٰ راہِ دین
بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
میرا خطا سے ہے بے شک ریب
ہو پر غ دین جس سے رشک ارم
حقیقت میں ہے مطلعِ اصفیا
بہ ظاہر کیا گو کہ آخرِ ظہور
ابھی نکستہ باریک پایے!
تو بے شک وہ تصویرِ رحماں ہوا
کہ آخر کو ہوتا ہے ناظمِ کا نام
ہوا ختم اُس کا بہ نہجِ غریب
سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں

الہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج ان پر اور ان کی اُمت پر عام

نظیر اکبر آبادی، میاں محمد نظیر
المتوفی ۱۲۳۶ھ
۱۸۴۱ء

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ سرِ روضہ مسہیں ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفیٰ قبلہ بن عیتیں ہو یا محمد مصطفیٰ
جستہ بند میں ہو یا محمد مصطفیٰ

آسمان تم نے شبِ معراج کو روشن کیا عرش و کرسی کو قدم اپنے سے نور و نیا
رہنمائی بولکشن کی جنت کی بڑھائی بر ملا جس جگہ وہ ہم مد تک کو نہیں مٹی ہے جا
وہاں کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیاء حق بھی حبیب پنا کہے اور سدا رُوح میں آئے دیکھ دلی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے بے نبوت کا جو قدس بحر، تم اس بحر کے
گوہر بیکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

مخبر صدق ہو تم اور حضرت خیر الورا سرورِ ہر دوسرا و رشفعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذات و لا منبع لطف و عطی کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا اتم
یاں بھی تم، وہاں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

شاہ نیاز بریلوی، نیاز احمد چشتی و تادریؒ

المتوفی سنہ ۱۲۵۵ھ
۱۸۴۳ء

دلا خاک رہ کوئے محمد شو محمد شو

زہر سوئے بیا، سوئے محمد شو محمد شو

بہر دم سجدہ جاں، سوئے ابروئے محمد کن

بروئے قبلہ روئے محمد شو محمد شو

تجزو پیشہ گیر، از قید عالم و ارمان خود را

سیرِ حلفت موئے محمد شو محمد شو

با خدایِ الہی متصف بودن اگر خواہی

سراپا سیرتِ دعوئے محمد شو محمد شو

بکن خالی مشام از بوئے گلہائے جہاںِ کُل

بسیا، دلدادہ بوئے محمد شو محمد شو

نیاز اندر دلت گرمہ بر عرفانِ خدا باشد

فندائے شانِ دلجوئے محمد شو محمد شو

رنگین دہلوی، سعادت یار خاں
المتوفی ۱۲۵۱ھ
۱۸۳۵ء

لکھوں نعت اس کی ہیں کس طرح ساری بُرقِ دنیٰ تھا جس کی اک سواری
بڑا ہے عرش سے بھی ن کا پ یہ کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنایا
بہ ظہر گرچہ وہ اُفتی تھے لیکن بھرا تھا علم سے نمل ان کا باطن
وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آسن کہ جن کو کر سکے مطلق نہ ن
بیاں تم سے کریں کیا اُن کے اوصاف یہ لفت ان کو تھی ہم سے کہ دن رات
جناب کبریٰ میں کر کے زری طنب کرتے تھے ہم زرش ہماری
اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل تو بے شک ہم کو پڑتی سخت مشکل
نبی کتنے گئے اس غم میں روتے کہ سے کاشن کی ہم اُمت میں ہوتے
تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رقت براؤے گی مگر عیسیٰؑ کی حسرت

سراپیں اپنی ہم قسمت کو رنگیں

کہ اُمت میں ہوئے ہم ن کے بے کیں

نسخ لکھنوی، شیخ امام بخش

المتوفی سنہ ۱۲۵۳ھ
۱۸۳۸ء

دکھ س کو جہاں میں غل بے جس کی مدد کا
گھسے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
عبور اللہ نے اس کو دیا بے علم باطن پر
کرے گا جب کہ وہ اتمام اگر حجت حق کو
مسی تہر بیعت آئے گا چرخِ چہارم سے
جو نزدیک اس سلیمانِ زماں کا دور آئے گا
خدا تیرا معرف ہے منک تیرے موصف ہیں
نہ سوئے جہِ دنیا نہ کیا ہے شاہِ دیں تو نے
بنا اسے مہرِ تاباں قہرِ یا قوت اپنے جلوے سے
الہی ہوں بہت مشتاق دیدِ محمد کا
نشانِ سایۂ امدادِ نشانِ تصویرِ احمد کا
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک کفِ ابجد کا
زمانے میں رہے گا نامِ ملحد کا نہ مرتد کا
نہیں مونی سے کم رتبہ ترے جلوے کے بخود کا
بیابانوں میں ہو گا ایک مسکنِ دام اور درد کا
نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصافِ حد کا
سریرِ سلطنتِ تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبدِ زبرجد کا

معانی قلّٰ ھو اللہ اَحَد کے ہیں یہاں نسخ

برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمد کا

شہیدی بریلوی، میر کرمت علی خاں

المتوفی ۱۲۵۶ھ
۱۸۴۱ء

ہے سورۃ وانشمس اگر روئے محمدؐ و میں کی تفسیر ہوئی ہوئے محمدؐ
جب روئے محمدؐ کی نظر آئی تجلی سمجھ میں شب قدر ہے کیسے محمدؐ
وہ نوشول سے عشق کو کہاں عبید جب تک نظر آجائے نہ بروئے محمدؐ
کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں ہر دوعہ فہم میں تو نازک سے ہیں ہر روئے محمدؐ
تھ بیش بہا عشق کے ہزار میں یوسفؑ پر ہونہ سکا سنگ تر روئے محمدؐ
گلگشت گلستاں پہ پڑھو صل علیؑ تم ہر پھول کی پتی میں رچی ہوئے محمدؐ
کعبے کی طرف منہ ہو نمازوں میں ہمار کعبے کا شب و روز ہے منہ ہوئے محمدؐ
ہر نخل بیابان عرب مجھ کو ہے طوبی ہوں شیفۃ قمت دیوئے محمدؐ

رضون کے نئے سے چوسوغات شہیدی

گر ہتھ لگے خار و خہس کوئے محمدؐ



شاہ غمگین دہلوی . سید علی

المتوفی ۱۲۶۸ھ

۱۸۵۱ء

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر ان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے سرے دیوان کا

ہے مرا ظاہر مستد اور باطن ہے خدا
قال یہ ہے حال کھونا اپنے ہے ایمن کا

رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ
کیا کہوں میں حل اپنے حسرت و ارمان کا

بے مروت سامانی ک ساماں ہے اسے دل یاد رکھ
کاروان عشق میں ہر بے سرو سامان کا

معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے
مرتبہ یہاں ہے عالی حضرت انسان کا



مومن خان مومن دہلوی حکیم سید حبیب اللہ علوی

المتوفی ۱۲۶۹ھ
۱۸۵۲ء

ہوں تو عاشق گر طلاق یہ ہے بے ادبی میں غم اور وہ صاحبے میں امت نہی
یہی یک نگہ لطف باقی و ادبی مرحبا سید مکی مدنی عربی !

دل و جان با فدایت چہ عجب خوش بختی

منظر نور خدا شکل ہے محسوس صمد محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم من بے دل، بچاں تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست، بدیں ہو عجیبی

دشتِ عدم میں ہر اسیمہ گزری وقت آج تک مسخران مقصود نہ پائی بیہات
مدد سے خضر کرامت کہ نہیں پائے ثبات ہمت خسر جانیم و توئی آب حیات
شریتمہ دہ کہ زرد میگزرد تشنہ ہی

خود کہا ابن زبیحین، تو ظہر میں کہا جوہ پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک نور خدا نام خدا نسبتے نیست بذاست، تو ہی آدم را
برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسب

صاحب خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا کرم وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیر قیام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام نخل بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

قاآنی شیرازی، حکیم میرزا حبیب اللہ
المتوفی ۱۲۷۴ھ
۱۸۵۴ء

سرورِ عالم ابو القاسم محمد آل کہ چرخ	با وجودِ او بود چوں ذرہ پیش آفتاب
الَّذِي رَدَّتْ إِلَيْهِ شَمْسٌ وَ نَشَقَّ الْقَمَرُ	كَانَ أُمِّيًّا وَلَكِنْ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ
وَلَذِي فِي كَفِّهِ نَكْفَارُ لَمَّا أَبْصَرُوا	كَلَّمَ الْحَصْبَاءُ وَقَالُوا إِنَّهُ شَيْءٌ عَجَابِ
رہمنے ہر دو عالم آنکہ در یک چشم زد	برگزشت از چار حد و ہفت خط و شش حجاب
از ضمیرِ نور و از وجودِ ابر دستِ اوست	نورِ جرمِ آفتاب و مایہ دستِ سحاب
ہا شرا قہرا و ہر ہفت دوزخ یک شر	باسحابِ دستِ او ہر ہفت دریا یک حباب
گر جوئے او نہ دادے ذاتِ واجب را طہو	تا ابد، سر پنجہ تفتیرِ بوسے در حصاب
تاں ہستی ہست آنچہ ہست از ممکنات	غیر ذاتِ حق کزو ہستی وے شد بہرہ یاب
نہ سپہ روشش جہاتِ ہفت دوزخ ہشت خلد	با سہ مولودِ دو عالم چہ ربام و ہفت باب

در ہمہ عمر از وجودِ او خطائے سر نہ زد

زانکہ بود افعالِ نیکویش سراسر روحی ناب

ذوقِ دہلوی، شیخ محمد ابراہیم
المتوفی ۱۲۵۱ھ
۱۸۵۴ء

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ قسم میرا
لف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا
رہے نام محمد لب پہ یہ رب اول و آخر
ٹٹ جائے وقت نزع جب سینے میں دم میرا
محبت اہل بیتِ مصطفیٰ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیلِ سرمیرا
دکھائی مجھ کو راہِ شرعِ اصحابِ پیغمبر نے
چراغِ راہ ہے سرمِ اصحابِ کرم میرا
کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبتا تھا
کہ ہے دُرِ نجف ہو کر چمکتا دُرِ یم میرا
رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امید بخشش میں
غمِ آلِ نبی سے دنہ ہر آنکٹِ غم میرا
شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھت ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہوجا مجھ میرا



کافی شہید، مولینا کفایت علی مراد آبادی
المتوفی ۱۲۴۳ھ
۱۸۵۸ء

کوئی گل باقی رہے گا نئے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چھپا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

طلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تن بے جان پر خکی کفن رہ جائے گا

نام شہن جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان پہنچتے رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب نولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کازبانوں پر سخن رہ جائے گا

مولینا محمد فضل حق خیر آبادی

المتوفی ۱۲۷۸ھ
۱۸۶۱ء

فَلَا مَلَاذَ سِوَى خَيْرِ الْوَرَى جَمْعًا

تو ب کوئی ن کے سو نہیں ہے جو نہ مخلوق سے

فِي خَلْقٍ وَ تَخَلُّقٍ وَ رِخْسَانٍ بَحْوَدٍ

بتہ میں خلقت میں عادت میں احسان میں اور مخلوق میں

جَدَا لَا نَقْدُ لِمَنْ يَأْتِيهِ مُعْتَفِيًا

ن کی عزت ہر اس شخص کے لئے جو توبہ کر کے آئے

فَكَمْ هَذِيكَ مِنْ قُوْدٍ لِمَنْ تُودِ

یہاں مکودت کی تہہ میں شکلیں ہیں پریشان کی گئے

أَحْسَى الصَّنَادِيْدَ مَا وَى النَّاسِ مَفْرَعُهُمْ

پریشانی اور گھبراہٹ میں سب بڑی پناہ ہیں جو رکھے

إِذْ يَرْزُقُونَ كَهْوَالٍ صَنَدِيْدٍ

جب لوگ غریبوں کو صورتوں سے گھبراہٹیں

إِخْتَارَهُ اللهُ مَحْبُوْبًا وَأَرْسَلَنَاهُ

مہر نے ان کو محبوب منتخب کیا اور اپنی رحمت بیکر

لِرَحْمَتِهِ وَرَشْدٍ وَتَسْدِيْدٍ

ارشاد اور رہنمائی کے لئے بھیجا

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ طَرَا فِي الْكَمَالِ وَفِي

وہ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں کمال میں بھی۔

لِحَمَلٍ وَلِعِزَّةٍ وَرِجَالٍ وَالشُّوْدِ

جمال میں بھی، عز میں بھی، نبیوں میں بھی سرداری میں بھی

إِنَّ الرَّسُولَ لَقَدْ فُقِّ وَعِزَّتُهُ
بلاشبہ رسولِ کریم سب سے بڑھ گئے اور اُن کی عزت

سَفِينَةٌ مُسَوَّاهَا الْجُودُ لَا الْجُودَى
یک کشتی ہے جس کا مقام جود ہے جودی نہیں

أَقْدِيكَ يَا خَيْرَ الْمَوَارِدِ مُخْتَصًّا
میں آپ پر فدا، اسے بہترین پناہ حیرانی میں !

قَدْ طَرَدَتْهُ الْمَعَاصِي أَيَّ تَطْرِيدٍ
خود گم ہوں نے اسے دور پھینک دیا اور کتنی دور

أَتَشَدُّكَ قَاقِبِلْ مَدْحِي كَرَمٍ
میں اپنے حضورِ یہ مدح پیش کی ہے اپنی کرم گسری قبول فرما

حَتَّى أَفُوزَ بِإِنْشَادِي بِمَنْشُودِي
تاکہ میں سر شعر خوانی کے ذریعے دامنِ مقصود پھیر پاؤں

لَا شَكَّ أَنَّكَ غَوْتُ الْخَلْقِ أَجْمَعُ
دوس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساری مخلوق کی فراڈ سننے والے ہیں

وَلَا نُبَالِي أَبَاطِيلَ الْمَنَاقِيدِ
اور میں اس سلسلے میں کسی کی ہرزہ سرائی کی پروا نہیں کرتا

عَلَيْكَ أَزْكَى صَلَوَاتِ اللَّهِ مَا مَدَحَتْ
آپ پر شکی پاکیزہ ترین رحمتیں اُس وقت تک بنازل ہوتی ہیں جب تک

فِي مَوْرَقِ الْبَانِ وَرَقَاءِ بَغْرِيدٍ
”بان“ کی بری شاخوں (س چنستان میں) طرہ خوش لحان چھپا رہیں



ظفر، مراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ
المتوفی ۱۲۷۹ھ

سے سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرم	سرخیل مسلین و شفاعتِ رُ اُمم
رنگِ ظہور سے ترے گلشنِ رخِ حدوث	نورِ وجود سے ترے روشنِ دل قدم
تو تھا سرورِ وِجِ رسالت پہ جلوہ گر	آدمِ جہاں بنوز پس پردہ عدم
صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے سماں	رکھتے مرزیاں نہ گر پنا تو قدم
محرور تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا	کیونکر نہ پنا چاکِ گریباں کرے قدم
والیل تیرے گیسوئے مشکیں کی بے ثنا	و شمس ہے ترے رخِ پزور کی قسم
تیری جنابِ پاک میں ہے ظفر کی عرض	صدقے میں اپنے آل کی لے شاہِ محترم
صیقل سے اپنے لطفِ عنایت کے دور کر	آئینہ ضمیر سے مسیّتِ غمِ غم
پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں	س غم سے مثلِ چشمہ ہوں میری چشمہ

پر خابِ آستان کو تری اپنی چشم میں

کرتا ہوں سرمہ میلِ تصور سے دمِ دم

بندہ شاہ چشتی حیدر آبادی، میر فیاض الدین علی خاں
المتوفی ۱۲۸۴ھ

میں ترے کاکل مشکیں پہ ختن کو واروں یہ ترے سرخی لب پر سے یمن کو واروں
تیرے دندان مبارک کی ملاحت پر سے صدقہ تسریں کو کرؤں اور یمن کو واروں
کوئی صدقہ کے بھی قبل نہیں اے بن جہاں دہن خوش پہ ترے کس کے دہن کو واروں
تیرے اس مصحف رخ پر سے مستد میرے ان کتابوں کے بج ہے جو تین کو واروں
جی میں آتا ہے کہ یکبارگی شاہ کونین پتھر پر سے ترے اس چرخ کہن کو واروں
تیسرے تابندگی موعے مبارک پر سے لے کے خورشید منور سے کرن کو واروں
گنج لفت کی مجھے اس نے طلسمی بخشی یاد پر سے تیرے میں رنج و محن کو واروں
تو وہ گل دستہ قدرت بے رول عربی کم ہے تجھ پر سے اگر جان چمن کو واروں
فرق علی پہ میں صدقے کروں سر کو اپنے پئے قدس پہ ترے اپنے میں تن کو واروں
راہ میں تیرے یہ توصیف کی اے جان جہاں ہے سزاوار جو میں روح سخن کو واروں

چاہتا ہے ترا بندہ میرے خواجہ کہ حبیب

اس قصیدے کی زمیں پر سے زمین کو واروں

غالب، میرزا اسد اللہ خان دہلوی

المتوفی ۱۲۸۵ھ
۱۸۶۹ء

حق جلوہ گر، ز طرز بیان محمّد است
آرے کلام حق، بزبان محمّد است
آئینہ در پر توہر ست، بہ بتاب
شان حق آشکار، ز شان محمّد است
تیر قضا، ہر آئینہ در ترکش حق است
امد، کث دس ز کمان محمّد است
ہر کس، قسم بہ آنچہ عزیز ست می خورد
سو گند کردگار، بہان محمّد است
واعظ حدیث سایہ طوبیٰ منور و گزر
کاینچی، سخن ز سرور روان محمّد است
بنگزد و نیمہ کشتن مروت تمام را
آن نیز نامور، ز نشان محمّد است
غالب شنائے خواجہ، بہ یزدان زاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دین محمّد است



شیفتہ، نواب مصطفیٰ خاں دہلوی

المتوفی ۱۲۸۶ھ
۱۸۶۹ء

کیا تھا نور حبیب اللہ نے پیدا محمدؐ کا اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا محمدؐ کا
نہ ہو ذکر مبارک آپ کا ورنہ زیں کیونکر میں ہوں روزِ اول سے عاشق شیدا محمدؐ کا
فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا
خدا یا جب مری اس قلبِ غلجی سے جان نکلی زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا
خیال مہر و مہر دل سے تو فوراً بھول جائے گا نظر آجائے گا جس دم تجھے رضہ محمدؐ کا
بشر کی تاب و ملاقت کی جو کھمے نعتِ امد کی خدا ہی جانتا ہے خوب بس ترسہ محمدؐ کا
خدا نے ذاتِ احمد کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرت عیسیٰ محمدؐ کا
ملائک نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا
خدا بھی حشر میں پوچھے گا اگر عاشق تو کس کا ہے تو کہہ دوں گا محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں

نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ رضہ محمدؐ کا

حافظ پبلی بھیتی، مولوی خلیل الدین حسن
المتوفی سنہ ۱۲۹۰ھ
۱۸۷۳ء

آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوئی رفت رجد
وہی تپے رہے مٹریں جو رحمت برسی
دل و جان لوٹتے ہیں عشق نبی میں دن رت
خاک پر وٹتے ہیں کوئے نبی میں دونوں
آئیے پھوٹ کے روئیں گے رہ طیبہ میں
دشمن سارم کے ہیں چین کے ہیں نیند تیری
باغ عالم میں کریں آپ جو ذوق بد و نیک
دیکھنے سننے کا وہ شوق کہ دیکھ نہ سنا
چلتا پھرتا رہے دن رت مگر کب ممکن
پنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں لہ لہ
دے گئی آپ کے ہم رجدی کو جواب
کون ہے درپے آزار دل زار نہ پوچھ
قد آدم ہیں وہاں آئینے دیوار میں و نمل
سر گرتن سے جدا ہو تو حید ہو حلف
سر سے ہو گانہ در احمد مختار جدا

انیس لکھنوی، میر بر علی
المتوفی ۱۲۹۱ھ
۱۸۷۴ء

منظور تھا کہ اور روایت کروں قسم یاد آگئی مگر یہ حدیث غلط و م
مسجد میں جلوہ گر تھے رسول فلک حشم ہلتے تھے ذکر حق میں لب پاک دم بدم
روشن تھے بام و در رخ روشن کے نورے
آئینہ بن گئی تھی زیں تن کے نورے

اصحاب خاص گرد تھے انجم کی طرح سب تاباں تھا بیچ میں وہ مہ ہاشمی لقب
سر پر ملک صفات ملگس راں تھے وہ عرب جبریلؑ تہ کئے ہوئے تھے زانوئے دب
خادم بلال قنبر گردوں ساس تھا
نعلین اس کے پاس عصا اس کے پاس تھا

گیسو تھے وہ مفتبر و التیل اذ ابھی رُخ سے عیاں تھے معنی و لشمس و لشمس
وہ ریش پاک اور رُخ سردار انبیاء گویا دھرا تھا جل پہ شرآں کھلا ہوا
اوڑھے سیاہ جبہ جو عالم پناہ تھا
کعبہ کو صاف حایتیوں کو اشتباہ تھا

دبیر لکھنوی، مرزا سدا مت علی

المتوفی ۱۲۹۲ھ
۱۸۷۵ء

کیا قومتِ حمد نے ضیہ پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زمیں لی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
مسترن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

کیوں خمد سے مشق خط پیمبر کرتے
بے کلک رستم رکھ وہ دستر کرتے
فرمایا سفید رو سیاہ کاروں کو
کاغذ کو سیاہ رو وہ کیوں کر کرتے

آدم نے شرف خیر بشر سے پایا
رشتہ ایمان کا اس گہ سے پایا
وہ مہم محمد سے جہاں روشن ہے
مضمون یہ دل شمس و قمر سے پایا

تسیم نبی کو ہر سبب سے تم ہے
ختم لقب و زیر نگین علم ہے
سرنے کی سی ہی نہ رہے کیونکر دور
ختم ہے مگر نور کی یہ خستہ تم ہے

معراج نبی میں جانے تشکیک نہیں
بہ و رکات کا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ صادق ہے قہر
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

یسین کو شن کر نہ قضا کرتے ہیں
حق القبت احمد کا ادا کرتے ہیں
یسین ہے نبی کا نام سوزن کے وقت
س نام پہ جان پنی مند کرتے ہیں



نصر مچھاواروی، شاد محمد علی حبیب

المتوفی ۱۲۹۵ھ
۱۸۷۸ء

رہا دل میں میرے خیال محمدؐ
خدا مجھ کو دیوے وصال محمدؐ

الہی یہ آنکھیں مری کام آویں
کہ دیکھوں میں ان سے جمال محمدؐ

رسولوں کا سردار حق نے بنایا
نہ پایا کسی نے کمال محمدؐ

جہاں میں نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا
نہیں ہے جہاں میں مثال محمدؐ

غلامی میں ہو ترتیب نصر ایسا
کہے خلق اس کو بلاں محمدؐ



شہید امیٹھوی، غلام امام

المتوفی ۱۲۹۶ھ
۱۸۷۹ء

جب سے ہوا وہ گل چمن گرے مدینہ
جبریلؑ بنا بئیل شیدائے مدینہ

سینہ ہے مار و کشتِ صحرائے مدینہ
دل ہے جس محلِ سیدائے مدینہ

واں کے درو دیوار مرے پیشِ نظر ہیں
اندھیر ہو کر آنکھ سے چھپ جائے مدینہ

ہر سنگ میں واں کے ثمرِ طور ہے پنہاں
ہر خشت کو کہنے یدِ بیضائے مدینہ

قسمت یہ دکھاتی ہے کہ حسرت کی نظر سے
ہم دیکھتے ہیں اس کو جو دیکھ آئے مدینہ



قلق میرٹھی، حایم غلام، موئی عرف مولا بخش
المتوفی ۱۲۹۶ھ
۱۸۷۹ء

برقِ سحاب مہر ہے ابروئے مُصطفیٰؐ بے طرہ اوسپہ سایہ گیسوئے مُصطفیٰؐ
بے شنگارِ یاس کا کس درجہ اہتمام کوثر لگی ہوئی ہے سرِ کوئے مُصطفیٰؐ
ظلمت کے یہ نصیب کہ آبِ بقالے کچھ پڑ گیا ہے سایہ گیسوئے مُصطفیٰؐ
کیونکر نہ دیرو کعب میں ہم رنگ نور ہو یہاں نِشتِ مُصطفیٰؐ ہے وہاں روئے مُصطفیٰؐ
اے کاہش گناہ سبک کر مجھے کہ میں جنبش سے ہر نفس کے اُڑوں سوئے مُصطفیٰؐ
یک پاؤں فریش خاک پہ اک فرقِ عرشِ ہیں دو جہاں کے پشتِ دوزانوئے مُصطفیٰؐ
مفت نظارہ کوچہ جنت کی دید ہے وقف اشارہ ہے خیمِ ابروئے مُصطفیٰؐ
معراجِ 'اوجِ وہم سے کیونکر نہ ہو بلند بے نورِ عرش سایہ مشکوئے مُصطفیٰؐ
کیا تاب آفتاب نہ ہو سرد حشر میں بے جلوہ ریزِ مہر وہاں روئے مُصطفیٰؐ
کیا ہوں گے ہم ضیافتِ جنت کے شادماں بھولے نہیں میں خُلقِ علیؑ، خوئے مُصطفیٰؐ

اہلِ حساب پوچھتے ہو کیا قَلق کا حال

ہاں رند ہے مگر ہے شناگوئے مُصطفیٰؐ

مولینا قاسم نانوتوی
المتوفی ۱۲۵۷ھ
۱۸۸۸ء

الہی کس سے بیاں ہو سکے شناس کی
جو تو اُسے نہ بتاتا تو سارے عالم کو
تو فخر کون و مکار زبدۂ زمیں و زماں
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
حیاتِ جان ہے تو میں گر وہ جانِ جہاں
جہاں کے سارے کمالات یک تجھ میں ہیں
اُمیدیں رکھوں ہیں لیکن بڑی میر ہے یہ
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھڑن
جو یہ نصیب نہ ہوا اور کہاں نصیب مرا
اُڑا کے باد مری مُشتِ خاک کو پس مرگ
کہ جس پہ یہ تری ذاتِ خاص کا ہو پیر
نصیب ہوتی نہ دولت و جود کی زنجیر
ایہ لشکر پیغمبرِ اشہ ابر
تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نبر
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدہ بیدر
تیرے گا کسی میں نہیں مگر دو چہار
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرِ شہر
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مہر و ہار
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
کرے حضور کے روضے کے آس پاس شمار

ولے یہ رتبہ کہاں مُشتِ خاکِ قاسم کا

کہ جائے کوچہ اطلہ میں تیرے بن کے غبار

لُطْفِ بریلوی، مولوی حافظ لطف علی خاں

المتوفی ۱۲۹۸ھ
۱۸۸۱ء

شیفیع الوری! یا شفیع الوری!
کروں کس سے فریاد لے دادرس
کہاں جائے لے شاد در سے ترے
تمہیں بخشوا لوگے اللہ سے
سہارا ہے ہر دوسرا میں ترا
مجھے بھول جانا نہ بہر خدا
جہنم سے مجھ کو بچا لیجیو
مدینہ میں مولیٰ یہ جا کر مرے
مری گور میں بھی مدد کیجیو
مرا مدعا تم کو معلوم ہے
یہ دل کی تمتا ہے مولیٰ مرے
بھی آرزو ہے یہی ہے ہوس
ربا زلیست میں جس طرح ذوق شوق
رہے بعد مردن یونہی خلد میں
خدا خود ہے مداح و ستارن میں
بشر کیا فرشتوں سے لکھی نہ جائے

مجھے بخشوا یا شفیع الوری
تمہارے سوا یا شفیع الوری
ترا یہ گدا یا شفیع الوری
مری ہر خط یا شفیع الوری
نہیں دوسرا یا شفیع الوری
بروز جزا یا شفیع الوری
برائے خدا یا شفیع الوری
یہ ہے التجب یا شفیع الوری
مرے مصطفیٰ یا شفیع الوری
کروں عرض کیا یا شفیع الوری
یہ ہے التجب یا شفیع الوری
مدیح خدا یا شفیع الوری
تری نعت کا یا شفیع الوری
ہمیشہ سدا یا شفیع الوری
ترا جا بجا یا شفیع الوری
تمہاری ثنا یا شفیع الوری

بلا لے مدینہ میں اب لطف کو

نہ در در پھیرا یا شفیع الوری

تسلیم، مولوی سلیم الدین
المتوفی ۱۳۰۱ھ
۱۸۸۳ء

اے نام خدا چہ نام والا ما احمد اسمہ تعالیٰ
حق کردہ خطابش ازپئے ما یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی
بر اوج شنائے او منور وَالتَّجْمِیْمِ اِذَا هَوٰی بِجَوانِخِر
در منزل او براہ آیت مَا ضَلَّ وَما غَوٰی ہدایت
اونی صفتش الہ کو نین گفتمست فَاَنَّ قَابَ قَوْسَیْنِ
خالق کہ در شنائے او سفت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ بِبَغْفَتِ
شد جامہ اش ایتھ اُسْمَرْقَلُ زو خط اُسو برو و ریتل
و صفش چہ کند زبانِ انساں حق گفتم بمدح اوست قرآن

یَا رَبِّ عَلَیْہِ بِالدَّوَامِ

خَيْرُ الصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامِ



نساخ عظیم آبادی، عبد الغفور
المتوفی ۱۳۰۶ھ
۱۸۸۸ء

اب رقم کرتے ہوں نعتِ مُصطفیٰؐ جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا
سید کونین، ختم المرسلین! دورِ آخر میں ہے فخرِ الاولین
طے جو کی معراج میں راہ سما کیوں نہ ہوں محتاج اس کے انبیاء
ہے وہ بے شک رحمت للعالمین اس کی مسجد ہے یہ سب دُئیے زمیں
رحمتِ خلاق خورشید و قمر ہوئے نازل اس کی آلِ پاک پر
جس کی انگلی سے ہو شوقِ القدر یار تھے اس کے بوبکرؓ و عمرؓ
ایک تو اس کا رفیقِ غار تھا دوسرا شکر کش ابرار تھا
تھے مصاحب اُس کے عثمانؓ و علیؓ جو کہ ہیں مشہور عالم میں ولی
ایک جو کان حبیبِ ارو علم تھا دوسرا تو بابِ شہرِ علم تھا
وہ رسولِ حق کہ خیر الناس تھا حمزہؓ و عباسؓ تھے اس کے چچا

بھیجتا ہوں سو درود و سو سلام

آلِ و اصحابِ نبیؐ پر صبح و شام

مولینا امداد اللہ تعالیٰ مہاجر کی

المتوفی سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۸۹۲ء

کر کے نٹ ر آپ پر گھر بار یہ رسولؐ
ب آپڑا ہوں آپ کے دربار یہ رسولؐ
علم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارے گنہ گار یہ رسولؐ
دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کی غم ہے گرچہ ہوں میں بہت یہ رسولؐ
ذات آپ کی تو حمت و شفقت ہے برابر
میں گرچہ بیزار ام خط وریہ رسولؐ
کیا ڈر ہے اس کو شکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مدد گار یہ رسولؐ
ہو استغاثہ آپ کا مدد کی جہیں
وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں دے گا یہ رسولؐ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



مذاق میاں بدایونی، شاہ محمد دلدار علی

المتوفی ۱۳۱۲ھ
۱۸۹۳ء

ہے شمع خدا انجمن آرائے مدینہ
ہر رنگ میں ہے وہ چمن آرائے مدینہ
دل عرش ہے تیرا شبہ والائے مدینہ
قدرت کا خدا کی نظر آتا ہے تماشا
پتا ہوں محمد کا مزا نام علی رضے
سینہ ماہیخانہ حب مدنی ہے
بندہ پہ در عین عنایت یہ کھلا ہے
سب کچھ ہے عنایت میں تیری مرے قفا

جبریل ہے پروانہ شیدائے مدینہ
ہر گل میں ہے بوئے گل زیبائے مدینہ
تو آئے تو سینہ ما ہو جائے مدینہ
کیا دید کے قابل ہے تماشاے مدینہ
ساقی سے ہے کیفیت صہبائے مدینہ
جام آنکھیں ہیں دل سے مرامینائے مدینہ
جب بند کروں آنکھ نظر آئے مدینہ
بندہ پہ عنایت رہے مولائے مدینہ

ہیں تازہ مضامین مذاق اپنی غزل میں
بہتر ہیں سبھی یوں تو غزل ہائے مدینہ

حق حق یوں ہے نہ حق ریاضت میں ملا
طاعت میں ملا نہ وہ عبادت میں ملا
واللہ مذاق جب کسی نے ڈھونڈا
اللہ رسول کی اطاعت میں ملا

آپنی ۔ مرسید احمد خان

متوفی ۱۳۱۵ھ
۶۱۸۹۸

فردوں طغئے پشیدہ پونے کہ من دارم
مسی رشک می درد بہ درمانے کہ من دارم
ز کفر من چہ می خواہی زایم نہ چہ می پرس
بہاں یک جدو عشق ست یہاں کہ من دارم
خدا دارم ، دل پرتاب ز عشق مصطفیٰ دارم
نہ درد بیچ کافر سزا و سزا دے کہ من دارم
ز جہیل میں قتل بہ پیغمبر نمی خوب
ہمہ گفت معشوقیت فتا آنے کہ من دارم
فلک یک مصع خورشید درد بہ ہمہ شوکت
ہزاراں ایں چنین درد گریب نے کہ من دارم
زیر ہاں تا بہ یوں سنگ ہا درد و غظ
نہ درد بیچ و غظ چو برہاں کہ من دارم



بیان ویزدانی میرٹھی، سید محمد مرتضیٰ المتوفی سیبۃ ۱۳۱۴ھ

ضیائے دیدہ حق میں ہے رخسار محمدؐ کا
فلک پر کوئی خیراں، کوئی آوار محمدؐ کا
تمر سمجھیں کہ ہم قرآن رخسار محمدؐ کا
شفاعت کا مزا یا شمیم خلقِ طہر سے
ولی نعمت وہی ہے خوان احسان الہی کا
وہ محبوب الہی ہے کیا ہے اُس نے مہ پارا
ریسِ خلد کی لہریں لکیریں دستِ اطہر کی
گیارہوں پر اُس کے ثمرت دیدار کا پیاسا
رہِ حق میں جہاں اُس نے کیا اعدائے پہلو پر
حدیثِ مطہرہ اُس کی آیات الہی ہیں
سلاطین کا شرف ہے اُس کے آگے طوقِ کبن
نذیم دو جہاں ہے منکر دین نہیں اُس کا
کہ ہے اللہ کا دیدارِ نظم را محمدؐ کا
فدا ایک ایک ثابت اور سیار محمدؐ کا
وہ بیپہ محمدؐ کا یہ صد پارا محمدؐ کا
وہ ہے نبرِ عسل یہ غنبرت را محمدؐ کا
ظہور اس عالم امکان میں ہے را محمدؐ کا
کرے گا سامنا کیا کوئی مہ پارا محمدؐ کا
گفت بحرِ کرم انگشتِ فوارا محمدؐ کا
مسیحا بھی ہے بالتحقیق دکھیا را محمدؐ کا
مطیع امر تھا ہر نفس امارا محمدؐ کا
کلام اللہ نہ طوق ہے کہ رخسار محمدؐ کا
اٹھائیں غارِ شبیہ اسکندر و دارا محمدؐ کا
کہ مردودِ خدا ہے جو ہے پٹکارا محمدؐ کا

بُوئے دونوں جہاں روشن ظہور ہوئے ہوئے
 کتبہ بزرگ شریف حسن جہاں آ محمد کا
 فلک کی حرکتوں سے کھل گیا ربیب معنی پر
 کہ برسوں رہ چکا ہے عرش گہوار محمد کا
 کھڑا رباب عرفوں پر وَضَعْنَا عَنْكَ وَزَرَاعے
 تھیا خود یدِ قدرت نے پشتار محمد کا
 زمیں سے آفتاب آدم و حوٰۃ ابھر تھ
 وہ مژبتل وہ ممدثر وہ طہ اور وہ یس
 پہنچ لے گا جن میں جبکہ ک ک امتی اس کا
 اُحد میں کیوں نہوتی سمکھ پیدا میہ معنی سے
 خبر تھی سب اُسے اُمر ارنک کبریائی ک
 اذان ہے شور اُس سلطانِ دین کے گوشِ شہی کا
 صراطِ حشر پر میرا قدم ڈگ جائے گا کیونکر
 وہ شافی میرے دردوں کا وہ کافی میرے دروں کو
 کہتے بزرگ شریف حسن جہاں آ محمد کا
 کہ برسوں رہ چکا ہے عرش گہوار محمد کا
 تھیا خود یدِ قدرت نے پشتار محمد کا
 مگر تھ جدو پسند صبح کا تار محمد کا
 پکار نام کس کس طرح سے پیر محمد کا
 کہیں اُس وقت ہو گا غم سے ٹھٹھکا محمد کا
 کہ تھ مد نظر در پردہ نظر محمد کا
 کہ تھ روح زمین طفلی سے ہر کار محمد کا
 سدا بخت ہے پانچوں وقت نقار محمد کا
 کہ ہوں تھامے ہوئے دامن میں پیار محمد کا
 میں دکھیا محمد کا وہ دکھیا محمد کا

خدا کو جان دیں گے ہم اور اُس کا نام لیں گے ہم

بیان: صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِہِ سَلَامٌ

امیر مینائی لکھنوی مفتی امیر احمد
المتوفی سید ۱۳۱۸ھ

سکہ راج جیسے دین مصطفیٰ کا ہو گیا
جب سے دل دیوانہ محبوب خدا کا ہو گیا
حشر میں نیچے لوائے حمد کے پائی جگہ
اول بعثت میں ختم الانبیاء پیا لقب
جب پئے گلگشت باغوں میں مینے چلی
موم، پتھر کو یہ اس فخر سایہاں نے کیا
طوق، دین مصطفیٰ کا جس کی گردن میں پڑا
رحمت حق کیوں نہ ہونا زل محب پر آپ کے
روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیل عرش
خاتمہ جب ہو گیا بالآخر تو سمجھ یہ میں
انتجا پر امت عاصی کی جب آئیں کہی
دونوں رخساروں کی مدحت میں ہوا موزون خوشنور

غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہو گیا
مصطفیٰ اس کے ہوئے وہ مصطفیٰ کا ہو گیا
قل رحمت ساری اس زلف رسا کا ہو گیا
رتبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہو گیا
پھولوں کی ڈالی وہیں دامن صبا کا ہو گیا
حلفت خاتم نگین نقش پا کا ہو گیا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا
آشیانہ اس گرفتار بلا کا ہو گیا
ختم مجھ پر لطف، ختم الانبیاء کا ہو گیا
بول بالا ان غریبوں کی دعا کا ہو گیا
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجی کا ہو گیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
مل گئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہو گیا

داغ دہلوی، نواب مرزا خان

المتوفى ١٣٢٢ھ
١٩٠٥ء

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰ

تمہیں سے ہے سرِ یاد یا مصطفیٰ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے

نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰ

زباں پر ترا نام جاری رہے

کرے دل تری یاد یا مصطفیٰ

نہ چھوٹے کبھی مجھ سے رازِ دہ

نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیٰ

عطا مجھ کو اللہ ہمت کرے

بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰ

رہوں حشر میں آپ کی ذات سے

طلبگارِ امداد یا مصطفیٰ

عنایت کی ہو جائے اس پر نظر

رہے داغ دل شاد یا مصطفیٰ

مُحْسِن کا کوری، مولوی محمد محسن

المتوفی ۱۳۲۳ھ
۱۹۰۵ء

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے
مہبت کی چاندنی ڈھلی ہے
روپوش دیرِ چرخِ اخضر
اہلِ مددِ کہشاں ہے معرور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ
سبزہ ہے کنارِ آبِ جوہر
اک شلخِ رکوع میں رُکی ہے
کیاری ہر ایک، اعتکاف میں ہے
باشان و شکوہ جلوہ نما
سامانِ ظہور کی ہے تمہید
لوہم نے حباب کو عطف کی
جان و دلِ مرسلین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیین
کنجینہٗ اصطفیٰ محمدؐ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی
اس وقت دیر میں عرب کے
برجِ شرفِ قریشیاں میں
کعبہ کی زمین نامور سے
اسلام کا آفتاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالم

انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مزیخ کی سمیت مشتری ہے
ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر
پروانہ نویس، شمع کا نور
نظمِ پرویں کا قافیہ تنگ
یا، خضر ہے مستعد و ضویر
اور دوسری سجدہ میں جھکی ہے
اور آبِ رواں طواف میں ہے
شاہنشاہِ تخت گاہِ ارا
قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
آبِ حیا کو "میر بجری"
روحِ روح الامیں محمدؐ
مہرِ عرفان، عز و تمکین
آئینہٗ حق نما محمدؐ
بندے کے لباس میں خدائی
مطلع سے تجلیاتِ رب کے
اور ہاشمیوں کے خاندان میں
اور عبدالمطلب کے گھر سے
بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے فخرِ نوح و آدم

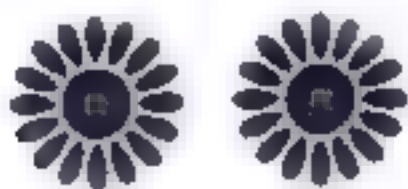
شاہنشاہِ اصفیٰ محمدؐ
تاجِ سرانبیاء محمدؐ

غنی غازی پوری، مولوی سید عبدالغنی (داماد مومن)
المتوفی ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۶ء

مدح ہوں میں اُس شہرِ عالیٰ جناب کا دریاں جے تیریں ہیں جس کے باب کا
ہے داغِ عشقِ دل پہ راستِ مآب کا کچھ غم نہیں رہا مجھے یوم الحساب کا
ہے صدمہ فراق میں دن رات مضرب نہ رہے شوق اس دلِ خانہ خراب کا
دیکھوں جو آستانہ دولت تو ہوتا سرار سارا سبب یہی ہے مرے اضطراب کا
در پر کھڑے ہیں طالبِ دیدار آپ کے رُخ سے ذرا اٹھائیے پردہِ نفتاب کا
حامیِ مہرِ رسول ہے اے منکر و نکیر کیوں روزِ دل میں خوفِ سوال جواب کا
روئے نبیؐ کا جلوہ انوار دیکھ کر نجات سے رنگِ زرد ہوا مآب کا
ہاتھوں ہی ہاتھوں اس کو اٹھائے گئے ملک قطرہ گرازمیں پہ نہ اشکِ جناب کا

کیا خوف مجھ کو روزِ قیامت سے اے غنی

خادم ہوں میں جناب رسالت مآب کا



آنجم، شہزادہ مرزا آسمان جہا
 خلف، محمد واجد علی شاہ اختر
 المتوفی ۱۳۲۴ھ
 ۱۹۰۶ء

گھر بے مہرے دل میں اس بشر کا
 مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جس کے دیکھنے سے
 دو ٹکڑے ہوا جگر و ستر کا

پڑھنے لگے جن یُسَیْحُ الرَّعْدِ
 ڈنکا جو بحب تری ظہنر کا

ہے فخر غلامی اس کی انجم
 جو فخر ہوا زمانے مجسر کا



حسن بریلوی، مولینا حسن رضا خاں
المتوفی ۱۳۲۶ھ
۱۹۰۸ء

سیرگمشن کون دیکھے دشت صیب چھوڑ کر
سُوئے جنت کون جائے درتھب را چھوڑ کر
مرگزشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر ہوں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بے لقائے یارن کو چین آجائے اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
کون کہتا ہے دل بے مدعا ہے خوب ہتیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمت چھوڑ کر
مڑ ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے ہمیں رعم و ترپ سی چھوڑ کر
کس تمنا پر جیئیں یا رب اسیرانِ قفس
آچکی باد صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تھا را چھوڑ کر
حشر میں اک اک کا منہ بوتکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

آصف، میر محبوب علی خاں آصف جاہ، سلطان دکن
المتوفی ۱۳۲۹ھ
۱۹۱۱ء

کیا دھوم سے حضرت کو تھی آئی شبِ معراج
تھی پردہٴ قربت میں رسائی شبِ معراج

اللہ کو جب دیکھا نبی دیدہ سر سے
پہلے ہوئی اُمت کی رہائی شبِ معراج

نازل تھے ملکِ گرم تھا بازارِ خوشی کا
ہر چیز کو حاصل تھی صفائی شبِ معراج

اُمت کی رہائی تھی فقط حاصل مطلب
حاصل کیا اللہ سے پیہر شبِ معراج

عُلُ عرش سے تافرش ہوا صِلِ علی کا
ارواحِ تھے نگہت سے معطر شبِ معراج

زنجیر تھی پاؤں میں تو تھا طوقِ گلو گسیر
ابلیس کو حاصل تھا یہ زیور شبِ معراج

آصف کو الہی تو ذرا روضہ دکھا دے
فضل و کرم حق سے تھی آئی شبِ معراج

مولینا احمد حسن محدث پھر الہی (نیازی)

المتوفی ۱۳۳۱ھ
۱۹۱۳ء

صبح من می گرید از دردِ بد افسرانے من

شام من می لرزد از آہِ جگر فرسائے من

مرحبا اے عشقِ قربانت شوم، خوش آمدی

کردیم آزادہ از دنیا و ہم عقبائے من

در خیمِ صہبائے من از بسکہ آتشِ ریختند

شعد می ریزد بجائے بادہ از میثائے من

بید آں حرفے زغم کز شوکتِ معنی و لفظ

معنیم بر لفظ نازد، لفظ بر معنائے من

عزمِ توصیفی کہ دارم از پئے تعظیمِ مدح

جبرئیل ز عطرِ معنی شد دغ آرائے من

آرزو دارم کہ حرفے سرکنم از نعتِ پاک

تا نشاطِ تازہ گیرد حبابِ درد آرائے من

نعتِ اقدس ہم چو حمدِ محترم محدود نیست

وانکہ بے حد شد چنانش حد کند اطلائے من

حق گزار مدح او کس نیست جز یزدان پاک

رائے من ایں شد و شد روح الایں ہم رائے من

گفت رانی عبده لیکن من و یزدان پاک

فرق کردن مشکل است اندر من و مولائے من

شان پاکش گفت چوں لا مثل لله الاحد

غیر من نبود اگر باشد کسے ہمتائے من

ہر دو عالم از فروغ روئے پاکش روشن است

بنگر از مراۃ امروزم رخ سردائے من

کار نعت مصطفیٰ را برخدا بگزاشتم

نعت شہ او خوب کردن میتواند جائے من

تا بود یا رب بعالم ربط ہم در حسن و عشق

باد سودائے خیالش در سر سودائے من

تا بود دوران گردوں بر ہمیں نیل و نہار

باد مہر زلف و رویش در دل شیدائے من

در بہر رستان وصف قامت دلجوے او

باد سر و آسارواں کلک سہی بالائے من

علامہ شبلی نعمانی

المتوفی ۱۳۳۲ھ
۱۹۱۷ء

جبکہ آمادہٴ خوں ہو گئے کفارِ قریش
کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز
اک فقط حضرت بوکرؓ تھے ہمراہِ رکاب
چونکہ سواؤں و نٹوں کا اندام تھا قتل کے لئے
انہیں لوگوں میں مرقہ تھے نصفِ جہنم کے
تین دن رات رہے تور کے غار میں ہیں
بیم جان خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیِ راہ
یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں
لڑکیاں گانے لگیں شوق میں گرا شعار
ہاں کی آغوش میں بچے بھی چل جانے لگے
دفعۃً امویکب شاہِ رسل آ پہنچا
جلوۃً طلعت اقدس جو ہوا جلوہٴ فلک
طور پر حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی
سب کو یہ فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے
سینے کہتے تھے کہ خلوت کہہ دل حاضر ہے
یاں مبارک کرے اسے خاکِ حرمِ نبویؐ

از جرمِ سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر
گھسے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی تادمِ شہر
سپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
جن کو ذوقِ شکنے سری کے پہنانے تھے گھر
تھا جہاں عقب و افعی کی حکومت کا اثر
ان مصائب میں ہوئی ب شبِ بخت کی سحر
رہ میں تاکہ بچپ نے لگے یہاں نضر
نغمہٴ "طلع بدر" سے گونج اٹھے گھر
نا زمینِ حرم بھی نکل آئیں باہر
غل ہوا غل علیٰ خیرے، جن و بشر
دفعۃً تا رشوعی تھا ہر اک تارِ بصر
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر
میں ہاں ہوتے ہیں کس وچ نشیں کے سرور
آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی تیار ہیں گھر
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى خَيْرِ نَبِيٍّ وَ رَسُولٍ
صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى أَفْضَلِ بَرِّ جَنِّ وَ بَشَرٍ

حالی پانی پتی، خواجہ الطاف حسین

المتوفی ۱۳۳۳ھ
۱۹۱۵ء

وہ بیسوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لاسنے والا
مُصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیریوں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفسد کو زیر و زیر کرنے والا قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

میں خام کو جس نے گُندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرونوں سے تھ جہل چھپا پلٹ دی بس اک آن میں اُس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا

ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

سبقِ پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر، ان کو اک اک بتایا

زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر

وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

رکھائی اُنھیں نورِ انساں پر شفقت کہا ہے یہ سدا میوں کی علامت
 کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہنچتے ہیں ان کو راحت
 وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
 وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
 دیئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے بھرا ان کے سینے کو صدق و صفا سے
 بچایا اُنھیں کذب سے فترا سے کیا مُرخرُو، خلق سے اور خدا سے
 رہا قولِ حق میں نہ کچھ پاک ان کو
 بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو
 جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی منرض اپنا، رسالت
 رہی حق پر باقی نہ بسندوں کی حجت بنئے کیا خلق سے قصدِ رحلت
 تو اسلام کی وارث اک تو چھوڑی
 کہ دنیا میں جس کی مثالیں تہمتی



وفا رامپوری، مولوی حکیم عبدالہادی خاں

المتوفی ۱۳۳۷ھ
۱۹۱۵ء

وہ شہنشاہِ رسِ بہتہِ رسِ، خُزُرِ رسِ
فصل میں کعبہٴ دل فیض میں باری عطف
آپ نقاشِ حقیقت نے اُسے چوم لیا
قدِ رعنا نہیں گویا لطفِ محمد کا ہے
جنہش لب ہے کہ ہے موجبِ آبِ حیا
اس طرح ہے لبِ نازک میں تسمہ پنہاں
انبیا بیٹھیں ترے سگے دوزانو ہو کر
نیری خوشنودیِ خاطر ہے رضا مندیِ حق
تختِ خلد بریں تری گلی کا رستہ
تری تعریف بہارِ چمن عیش و نشاط
خود بخود غنچہٴ دل ہنسنے لگا، کھلنے لگا
ہاں یہ سچ ہے کہ تر وصف ہمار مقصود
عرض کر حضرت اقدس میں جسدِ عجز و نیاز

دونوں عام کا شرف، دونوں جہاں کی عزت
لطف میں بحرِ کرم، جود میں ابرِ رحمت
روحِ محفوظ پہ کھینچی جو وہ زیبِ صورت
نہ برو نہیں قرآن کی ہے اک آیت
خندہٴ لب ہے کہ ہے خندہٴ صبحِ عشرت
جیسے آغوش میں غنچہ کی چھپی ہو نکتہٴ
محفلِ قدس تری ذات سے وادائِ تربت
اور رضا مندیِ حق تیری کت بٹ سنت
زمینت ہشت فلک اک ترے گھر کی زینت
روح کو س سے طراوتِ دوں کو زینت
سانس چلتی ہے کہ چپتی ہے نسیمِ جنت
ہاں یہ حق ہے کہ تری نعمتِ اقصیٰ غایت
اک یہی شعر کہ اس شعر میں ہے کیفیت

مجھ پہ ہوتا سیرا کرم، تجھ پہ دو عالم کا درود
مجھ پہ ہوتیری نظر، تجھ پہ خدا کی رحمت



آسی غازی پوری، مولینا محمد عبد العیلم رشیدی

المتوفی ۱۳۳۵ھ
۱۹۱۶ء

دل شیدا ہے بیمار محمدؐ
جو داغِ دل ہے چشمِ آرزو ہے
غریزہ دل کہتے ہیں س کو
اگر مردہ سے زندہ ہو دم میں
پچھا جا تا ہے دل قدموں کے نیچے
سدا جس کو بہارِ بے خزاں ہے
دمِ نرِ آئے جاں نکھوں میں جہنم
گھٹے کب تک تپِ فتنے یارب
مدینہ ہو مدامد فنِ جنی
خریدارانِ یوسف کا ہے دل سود
محمدؐ میں خدا کے عاشقِ زور
پھر آئے دم میں عرشِ کبریا سے
اسیر زلفِ خمدارِ محمدؐ
غضبِ بے شوق دیدارِ محمدؐ
بے یوسف بھی خریدارِ محمدؐ
دمِ عینی ہے گفتارِ محمدؐ
یہ ہے اندازِ رفتارِ محمدؐ
وہ ہیں گلہائے رخسارِ محمدؐ
خدا گھائے دیدارِ محمدؐ
عیسٰی چشمِ پیرِ محمدؐ
سوں میں ریرِ دیوارِ محمدؐ
یہ ہے گرمیِ بازارِ محمدؐ
خدا ہے عاشقِ زورِ محمدؐ
یہ ہے اعجازِ رفتارِ محمدؐ

نہیں پنے گناہوں کا مجھے غم
میں آسی ہوں گنہگارِ محمدؐ



مولینا اسماعیل میرٹھی

المتوفی ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء

خلیلِ حق کی تھی جو اشارت
ظہورِ احمد سے تھی عبارت
کہ اب گری کھنر کی عمارت
مٹے گی رُوما کی اب شرارت
خزانہ ہر قل کا ہو گا غارت
جے باغِ اسلام کو نصارت
صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر
اور اس کے اصحابِ باوفا پر
وہ فخرِ آدم، امانِ عالم !
محیطِ عظیم زغیبِ ملہم
عرب کے اندر وہی معظم
لگا کے آدم سے تا بہ این دم
وجود اس کا مگر مُقَدَّم
کیا مدینے کو سبز و خرم

اور ابنِ مریم کی جو بشارت
سمجھ گئے صاحبِ بصارت
گھٹے گی فارس کی اب حرارت
لٹے گی اب مصر کی امارت
بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت
نیا ہے سلطاں، نئی وزارت
اور اس کی سب آں باصفا پر
اور اس کے احبابِ اتقیہ پر
امینِ محکم، رسولِ اکرم
بہ وحیِ محترم، شہِ مُسَلَّم
عجبم کے اندر وہی مُکَرَّم
ظہور اس کا ہے بعدِ آدم
وہ نورِ حق تھا ولے مجتم
دُرودِ محمود بھیج یہ ہم

صلوٰۃ اُس پر، سلام اُس پر
اور اُس کی سب آں باصفا پر
اور اُس کے اصحابِ باوفا پر
اور اُس کے احبابِ اتقیہ پر

قیصر وارثی، سید عبدالغنی

المتوفی ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۸ء

پیامِ عجزِ پُرتا جدارِ لیتا جا
یہ چند اشک بھی ابر بہار لیتا جا
غبارِ رہِ مدینہ ہوں میں خدا کے لئے
صبا کے دوش پہ بر بہار لیتا جا
ہزار طور کے جلوے ہیں رہِ طیب میں
نثار کرنے کو ہوش و مستِ ریت جا
دیرِ کریم پہ اب تجھ کو سر جھکانا ہے
جبیں شوقِ زینِ بیدے ہزار بیت جا
نثار کرنے کو ہر رخِ دشتِ طیب پر
تو کر کے دمنِ دس تار تار لیت جا
قسمِ خدا کی رہے عزمِ دیرِ نبیؐ
مراسمِ عقیدتِ شعبِ ریت جا
لگا کے شمعِ جمالِ نبیؐ سے نوقیصر
تو اپنی زلیست کو پروانہ وار لیتا جا

رضا بریلوی، مولینا احمد رضا خان

المتوفی سنہ ۱۳۴۲ھ
۱۹۲۱ء

واہ کیا جو دو کرم بے شہ بطحا تیر
دھارے چستے ہیں عط کے وہ بے قطر تیر
فیض ہے یہاں شہ تسنیم نرالا تیسر
اغنیاء پلٹے ہیں در سے وہ ہے بار تیر
فرش والے تری شوکت کا علو کی جانب
سمندر خوان وزیں خوان وز نہ مہاں
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا ملک کے حبیب
چورہ کم سے چھپا کرتے ہیں یہاں کے خلاف
آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازہ ہوں جن میں سیر
دوست خوف سے پتہ سا اڑ جاتا ہے
ایک میں کیا مرے عصیاں کی حیثیت کتنی
تیرے ٹکڑوں سے پہنے غیر کی ٹھوکر پہ نذر
خوار و بیمار و خنجر و گنہگار ہوں میں
تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دے ک تلخیں
دور کیا جائے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے صدقے اچھے اک بوند بہت ہے تیری

نہیں سنتا ہی ہیں مانگنے وال تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا
تپ پیا سوں کے تحت س میں ہے دیر تیر
عصیا جاتے ہیں مرے وہ ہے رست تیر
نسر و عیش پر اڑتا ہے پیر تیر
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیر
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیر
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھ تیر
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اُجلا تیر
پہ ہلکا سہی بھاری ہے بھڑک تیر
مجھ سے سولا کھ کو کافی ہے اس تیر
جس کیس کہ میں کہاں چھوڑ کے صدق تیر
رفع و دفع و شافع، لقب آت تیر
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میرا تیر
تیرے ہی در پہ مرے، بیکس و تنہا تیر
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکت تیر

تیری سرکار میں لانا ہے رضا اس کو شافع

جو مر غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

نثرِ غصیم آبادی • سید محمد علی

انتوفی سنہ ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

دیر چپے سخن ہے شرِ انہیب کی مدح
محبوب ہے دون کو حبیب خدا کی مدح
تغے لے لون عشق ہے نمبر ورا کی مدح
سرم کاشان ہے س پیشوا کی مدح

نعت رسولِ حق ہے ہماری مرثیت میں
نعت پرئس کارِ رز کھیلے گا بہشت میں

اے اول ربیع اس آمد پر میں نثار
اس کبریا کی دولت سرمد بہ میں نثار
لطاف و فیض و رحمت بجد پہ میں نثار
دی نعمت بہشت محمد پہ میں نثار

روزِ بخ کا ب نہ خوف نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

لکھتا ہوں وصف زلفِ شہنشاہ کائنات
خمر جو مشک کا ہو تو نافہ کی ہو دوات
حقاً کہ اس کے سگے شبِ قدر بھی ہے مات
شدید کہ پھیل کر یہی معراج کی تھی رات

قدرت عیاں ہر گاہ بے بدن سے ہے
رشتہ سی کے سایہ کو شرم زں سے ہے

سروِ جنال بھی ہے اسی قامت سے منفعل
 قمری جو ہے خموش تو شمشادِ پایہ گل
 قامت سے سابقِ عرش بریں کیوں نہ ہو خجل
 اعلا تو اس قدر ہے جو دیکھو تو معتدل

اس قدر کے جاں نثار عبادت پسند ہیں
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے نعرے بلند ہیں

جاتے ہیں سوئے عرش بریں خاتمِ رسل
 لٹتے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گل
 حاضر ہیں نبیائے سب آستانِ پہ گل
 ہے قدسیوں میں صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غل

مہتابِ رُخ سوئے درِ دولت کئے ہوئے
 استادہ کس ادب سے ہے مشعل لئے ہوئے

ہر دم فلک پکار رہا ہے زہے شرف
 روحِ نیت نے آپ جمائی ہے آکے صف
 خود کھکشاں نے راہ بنادی ہے اک طرف
 زہرہ لئے کھڑی ہے بچانے کو چنگ و دف

رکھا ہے زینِ روح امیں نے براق پر
 جاتیں گے آپ گنبدِ نبلی رواق پر

بے واسطہ غرض تھا وہاں وحی کا نزول
 ایسا کہاں ہوا ہے معترب کوئی رسول
 اس شب فضیلتیں جو ہوئیں آپ کو حصول
 لکھوں جو مختصر بھی تو ہوا انتہا کا طول

ہو آئے اتنی دیر میں طے کر کے عرش کو
 گرمی بدن کی باقی تھی دیکھا جو فرش کو

مولینا گرامی جالندھری شیخ غلام قادر
المتوفی ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

کوثر چکد از لہم بہ ہیں تشنہ لبی
خاور دمد از شہم بہ این تیرہ شبی
اے دوست ادب کہ در حرم دل ہا است
شاہنشاہ کونین رسول عربی



ممتاز جہاں گنگوہی

المتوفی ۱۳۲۵ھ
۱۹۲۷ء

کوئی سی سکھی چا تر نہ لی موہے پی کے دورے بھلا دیتی
 میں تو راہِ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بیتاں پکڑ کے بتا دیتی
 مورے من میں ہے اب تو جو گنیاں بنوں اور مل کے بکھو مدینے چلوں
 سکھی ہند کی ٹری میں کہے رہوں نہیں پیت تو چین ذرا دیتی
 پیسے ت سندر پار ہو مورے پگ میں نہ چنے کا زور رہا
 نہیں جاتی مدینہ بھی کوئی ہوا، موہے ملک عرب میں ڈال دیتی
 میں تو سوئی بحریہ پہ تربیت ہوں پیدا میں غیب میں بڑا ہشت
 کبھی دیتے جو پہننے میں درس دکھ وہیں چروں میں کیس نو دیتی
 وا کے دورے پہ جاتی ہیں سکھی سب ہی موری راج کسی نہ اتنی بھی
 کبھی اپنی تاج و بیت بڑا وہ بھی روج پہ حبان گنو دیتی
 توری پیت کی ڈکھیا تو میں ہی نہیں پر رات تہج میں وہ بھی نئی
 مجھے در پہ پڑتے جو شاہ عرب فمت ج کا دکھ اسنادی
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى عَنَبٍ وَسَلِّمْ



عزیز صفی پوری، مولینا عزیز اللہ

المتوفی ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۴ء

اے ٹوٹا گندم کہ گریہ مست بویست یا رسول
میرود از خویش و می آیم به سویست یا رسول

در کنار قطره سیرم چوں گنبد مجید
کرد چوں جادو دل من آرزویت یا رسول

کیستی کز ذریہ تا نجم ہم محو شوند
ہر کرا چشمے بود باشد به صرت یا رسول

بسک مشتاق حدیث دل منیریت بود
بشنوم ز پردہ دل گفتگویت یا رسول

ہر زمان بختہ نوید شرمہ بینش در
می پرد چشم بشوق خاک کویت یا رسول

جذبہ کُن ز وفور لطف در کار عزیز
تا رود از خود براہ جستجویت یا رسول

احقر بہاری، حاجی بشارت حسین

المتوفی سید ۱۳۲۸ھ
۱۹۳۰ء

کی خوف مجھ کو حشر میں نارسمیر کا
حال کرم سنا ہے شہ قلعہ گیر کا
حضرت نکال رہیں گے دوزخ سے، صو
سے بادشاہ ہم کو مدینہ بلائیے
سمجھوں اسے میں نعمت دنیا و دیں سے بیش
مقتل میں بسملوں کی صدائیں ہیں دلخراش
ہیں شاداک امید پہ سرے گندہ گار
محروم جاؤر بھی نہیں تیرے عدل سے
کیونکر ڈریں نہ تجھ سے عدو، شاد دوست ہوں
دوزخ یہ نام سن کے تراسر دہو گئی
صدیق شہ کے عقب میں پڑھی آپ نے نماز
اللہ رے ناریوں کا جہنم کو اشتیاق
آب دہن نے کس کے بڑھائی یہ آبرو
ہے شان اہل بیت عیاں ہل اُتی سے صفا
یہ منزلت خدا نے تجھے دی ہے اے صنم

مذاح ہوں حبیب خدا سے قدیر کا
مشکل ہے اب تو لوٹ کے جانا فقیر کا
پکڑے گا کون ہاتھ مرے دستگیر کا
رد کیجئے سوال نہ اپنے فقیر کا
ٹکڑا ملے جو آپ کے نان شعیب کا
ایک غل ہے دُشمن و رانیٹ العصیر کا
تکیہ حضور ہی پہ ہے برنا و پیر کا
مشہور ہے جہان میں قصہ نبیر کا
پایا خطاب تو نے بشیر و نذیر کا
دھوکا ہمیں ہوا گرہ زہریر کا
رتبہ بڑھایا آپ نے اپنے وزیر کا
بڑھتا ہے دیکھ دیکھ کے شعلہ سعیر کا
شیریں ہوا جو آب مدینہ کے پیر کا
مذاح خود خدا ہے جناب امیر کا
کیونکر نہ لب پہ شکر ہو رت قدیر کا

احقر! ابولہب کا بُرا حال کیوں تہو

انجام کب بخیر ہوا ہے شریر کا

اکبر میرٹھی، خواجہ محمد اکبر خاں

متوفی ۵۱۳۳۸
۱۹۳۰ء

پوری یارب یہ دعا کر	ہم درمونی پہ جا کر
یا نبی سلام علیک	یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
بے یہ حسرت درپڑیں	اشک کے دریا بہائیں
یا نبی سلام علیک	یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
رحمتوں کے تاج والے	دو جہ کے راج والے
یا نبی سلام علیک	یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
جان کر کافی سہارے	لیا ہے درمختار
یا نبی سلام علیک	یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
بخش دو جو چیز چاہو	کیونکہ محبوب خدا ہو
یا نبی سلام علیک	یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	یا حبیب سلام علیک

قوہر رامپوری، مولینا محمد علی

المتوفی ۱۳۴۹ھ
۱۹۳۰ء

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں مدد قاتیں

بہ لعل تشفی ہے ہر آن تلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی ہر دم میں مدد رتیں

کوڑکے تھمنے ہیں تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چسپا، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حائل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کرامتیں

ہے مہی مہی یکن شاید وہ نڈا بھیجیں
بھیجی ہیں دُروہوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں



حکیم فیروز الدین طغرائی امجدی

استوفی ۱۳۷۹ھ

نو زن ہوں زل سے گلشن فیتن سرمد کا
ترنم ریز ہوں گلاب لک اوصاف مستد کا

ہوا جہیل کا مہبط، بنا انہم کا مورد
غیر پر صفا، آئینہ تھا سر سرمد کا

دسیل کارون شوق کو زرد، تبری
ترا نقش قدم خفہ طریقت رہ مقصد کا

تری مدنی و ثنا میں خود کلام اتنا، حق ہے
بشر کو حوسد کی ہو تیرے و صاف بے حد کا

ترے مکتب میں سے اقی بناروں فلسفی سے
سبق یتارہ ہر اک تری تلقین بکبر کا

بشارت دی مہی نے کلیم سہ نے تیسری
ہو آمد سے پہلے شور تیسری آمد آمد کا

تری طلعت سے چمکی آفتاب علم کی طلعت
دل پر نور تھا فانیوس شمع بزم سرمد کا

اثر عظیم آبادی، سید امداد امام
المتوفی ۱۳۵۳ھ
۱۹۳۷ء

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک
قاسم ناز و جناب شاہ سلام علیک
شافع روز جزا ہدی ہر دوسرا
چہ رتبے چہ رگاں شاہ سلام علیک
واقف اسرار غیب دافع ہر شبہ و ریب
عالم راز نہاں شاہ سلام علیک
دافع داغِ اَلْم داروئے ہر درد و غم
مرہمِ نخستہ دلاں شاہ سلام علیک
مقصد و مقصود یا شاہد و مشہود یا
نام تو وردِ زبوں شاہ سلام علیک
ذات تو در ہر زمان بود چون گنج نہاں
ز تو قدم ران شاہ سلام علیک
منظرِ ذاتِ خدا جلوہ دہِ انبیاء
فخرِ شہِ مُرسلاں شاہ سلام علیک
خالق کون و مکان کرد شنایت بیان
چوں نہ شوم مدح خواں شاہ سلام علیک
بخش ز عشقِ خدا این اثرِ مُردہ را
زندگی جاوداں شاہ سلام علیک

ریاض خیر آبادی، سید ریاض احمد

المتوفی ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۵ء

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبہ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے
وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامن طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے
تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موج طوفان بلا اٹھ کے سفینہ ہو جائے
ظلمت کفر سے بڑھ کے ہے یہی دل کی
دُور کیونکر دل غیر سے کیسے ہو جائے
آنکھ میں برق مہر طور ہو گنبد کا کلس
شرف ندو ز زیارت یہ کیسے ہو جائے
دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض
چاہتا ہوں مری خاتمہ کا نگینہ ہو جائے
اس کی تفتدیر جو پاہل ہو تیرے در پر
اس کی تفتدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے
دفن ہوں ساتھ تیرے مرے گہرے سخن
خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے
جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاض
مروں کعبہ میں تو مٹنے سوتے مدینہ ہو جائے

عزیز لکھنوی، میرزا محمد ہادی

منوفی سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

بزمِ توحید سے تبلیغ کا نامہ آیا
کوئی پہنے ہوئے مسترن کا جامہ آیا

جس نے اسلام کے پیچیدہ مطالب کھولے
مہ پر باندھے وہ فضیلت کا عمامہ آیا

چشم و مشکاں سے لکھے اس نے ہزاروں دفتر
جس کے مکتب میں دوت آئی نہ خامہ آیا

شوقِ کبیر سے صحرائے عرب کا تپ اُٹھ
اس جلالت سے ٹوٹے بل تہا مہ آیا

کپکپی جسم میں دل منزلِ اجلِ خدا
لے کے یوں کوہِ حسرت سے کوئی نامہ آیا

شبِ ہجرت کی طرح دوش پہ بکھرائے ہوئے
سنبلِ غلبہ مو مشک شمامہ آیا

اصغر گوندوی، اصغر حسین

المتوفی ۱۳۵۵ھ
۱۹۳۶ء

دنِ منتِ مصطفیٰؐ جوں پامالِ مصطفیٰؐ
یہ اویسنِ مصطفیٰؐ ہے وہ ہزارِ مصطفیٰؐ
دونوں عالم تھے مے حرفِ دعا میں غرق و تو
میں خد سے کر رہا تھا جب سوسِ مصطفیٰؐ
سب سمجھتے ہیں سے شمعِ شبستانِ ہر
نور ہے کوئین کا میکن جوں منت سے
عام زسوت میں ور عام لہوت میں
کوندی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفیٰؐ
عظمتِ تزیینہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی
یک در مصطفیٰؐ ہے یک توں مصطفیٰؐ
دیکھنے کیا در کر ڈلے شب یلدا کے غم
ہر نظر آنے ذر صبحِ جمِ مصطفیٰؐ
ذره ذرہ عالم ہستی کا روشن ہو گیا
لہذا اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰؐ



اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی

امتوی ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۸ء

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضاۓ جنت میں دل نہ بہلا

تسلیم دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے متاثر کر

شہیدِ عشق نبیؐ کے مرنے میں بانگین بھی ہیں سو طرح کے

اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کے

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھڑ کرتے ہیں روزِ محشر

کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گتہ اپنے اپنے دکھا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یگلستانِ عرب کی بو ہے

مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

شہیدِ عشق نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی

اٹھا کے رہیں گے خود فرشتے چراغِ خورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایہِ زندگی ہے مجھ کو

یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوسے زلفِ معنبریں کو

ہمیں۔ سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر

خیال رہِ عدم سے اقبال تیرے درپر ہوا ہے حاضر

بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

آسی لکھنوی، عبدالباری الدفی

المتوفی ۱۳۵۹ھ
۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی پیڑ وہ سب افضل وہ سب بارودہ سب کے مہر وہ سب کے

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شیف سب کے دیب سب کے نیس سب کے خیل سب کے رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے گھیس سب کے

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
مہ منور ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا جہاں کے حق میں سب طے کے ہستہ برتر بخلق علا

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
علیم امت رحیم صورت کریم سیرت عظیم ہدیت شریف طینت قسیم جنت دیں ملت رفیع رفعت

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شہیر عالم بہ خوش کلامی عرب کے والی عجم کے حامی جہاں کے مولا جہاں میں نامی بے ل کرم چہ گزلی

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
ملا نہ اب یہ ملے گا درجہ ہو ہے یہ نہ کوئی ہوگا سی سے ظہر ہے کا تہ کہ خود شن گو ہے حق حق

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
وہ ساتھ شمع ہندی جولائے توبت ہو خیرہ سر جھکائے چراغ ملت کے یوں جلیے کہ اتسے دنیا کے جھگائے

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
کہاں تک آتی یہ ہرہ کوشی کہاں تک آخر یہ سخت خوشی کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہو مائل خوشی

تحت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

احسن مارہروی، علی احسن

المتوفی بسم اللہ
۱۳۵۹ھ
۱۹۴۷ء

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتابِ ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ نے شمس الضحیٰ بن کر

مرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطربِ غم زدوں کا آسرا بن کر
نبی ہیں اور جتنے اختِ برجِ رسالت ہیں
مرے سرکار آئے ہیں مگر شمس الضحیٰ بن کر

خدا شہد بڑی مشکل میں تھے اللہ کے بندے
کہ وہ تشریف لائے دفعتاً مشکل کشا بن کر
پریشانِ حوادث دیکھ کر بحرِ حوادث میں
پئے تسکین انھیں کی یاد آئی نا خدا بن کر

خلیل اللہ ہے کوئی کلیم اللہ ہے کوئی
مگر آقا مرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر
تمہیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا
کہ آئے مُردہ دل کے واسطے آپ بقا بن کر

مجھی پر منحصر کیا ہے شہنشاہِ زمانہ بھی
انھیں کے آستانِ پر آرہے ہیں بے نوا بن کر
سمجھ سے مادرِ ہستی کو احسن کوئی کیا سمجھے
کہ دنیا میں مرے سرکار آئے جانے کی بن کر

آغا شاعر قزلباش دہلوی، مظفر بیگ

متوفی ۱۲۵۹ھ
۱۹۴۷ء

ارادہ جب کروں اے ہم نشیں مدحِ ہمیشہ کا
قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریلؑ کے پر کا

معطر ہے دو عالم یا محمدؐ کیسی خوشبو ہے
کھد ہے کیا کوئی صدقہ تری زلفِ معنبر کا

تسلی رہتی تھی عاشق کو اس کے پاس رہنے سے
سی باعث سے سایہ اُڑ گیا جب ہمیشہ کا

محمدؐ کہتے کہتے دم نکل جائے عشق میں
جی بھی تو کام نکلے گا قضا سے زندگی بھر کا

کہیں ایسے نہ ہو شاعر کو اپنے بھول ہی جاؤ
مرے مولا ! ذرا تم دھیان رکھنا روزِ محشر کا



کیفِ ٹونکی، حافظ محمد عالمگیر خان

المتوفی ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۰ء

درِ نبیؐ پر پڑا رہوں گا، پٹے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قیمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا
مریضِ فرقت جئے گا کیونکر، جیا تو جینا حرام ہوگا
نہ چین ہوگا برنگِ بسملِ تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا
خدا ف معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا ادھر ہی اسے دلِ جدھر وہ عالی مقام ہوگا
کئے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب ملے گا جب تک نہ دل کا مطلب
نہ شامِ مطلب کی ہوگی ہرگز نہ یہ فسانہ تمام ہوگا
جو دل سے ہے مائلِ پیمبر، یہ اس کی پہچان ہے معتبر
کہ ہر دم اس بے نوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا
اسی توقع پہ جی رہا ہوں، یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا
یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ادھر سے ہوگا نہ صبح ہوگا نہ شام ہوگا
ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفِ میکش کی داغ یہ ہوگی
بغل میں مینا، نظر میں ساقی، خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

اکبر الہ آبادی، سید اکبر حسین

المتوفی سنہ ۱۳۶۰ھ
۱۹۴۱ء

وجد میں رائے گا یہ مضمون ہل ذوق کو

دھوم تھی روزِ ازل اس سیدِ ذی جہ کی

جب رُکے آثارِ فصاحت کہہ کے حرفِ لا الہ

نورِ حمد سے مٹھی تو زرتہ اللہ کی



دُرفشانی نے تری قصروں کو دریا کر دیا

دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بین کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے

کی نظر تھی جس نے مُردوں کو سِجھا کر دیا



خلق، نواب بہادر یار جنگ

المتوفی ۱۳۶۲ھ
۱۹۴۴ء

اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہ وجود کائنات

اے کہ ترا مہر نیاز حد کمال بندگی
اے کہ ترا مقام عشق قرب تمام عین ذات

خوگر بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالک مصر و کاشغر وارثِ دجلہ و نہر

ترے بیاں سے کھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھتیں، فلسفیوں کی مشکلات

مدحت شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات پست میرے تخیلات



مولینا شفق عمار پوری، سید حسن مرتضیٰ

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

فیض دم مسیح کی دہریں کپ ہوا چلی
زگر خفتہ جاگ اٹھی کھلنے لگی کلی کلی

پھولوں کے عطریں بسی صحن چمن کی ہر روش
سنبل مشک بوے ہے چین و ختن کلی کلی

غنچے کا چمکا کھل گیا، گل کی قُب مسک گئی
دوڑیں چمن کی نکہتیں ایسی پری چل پئی

غنچہ گل نکلیا گویا گوشہ اعتکاف سے
بلبل بے تدرار کے دل کو ہے کتنی ہے کلی

رہ کا شور اُٹا رہ گونج رہا ہے باغ میں
قص میں برگ برگ ہے وجد میں ہے کلی کلی

ذکر خفی میں گرم ہے سوسن سبز کی زباں
بلبل باغ کرتی ہے ذکر بہ نغمہ جلی

برکے ہو لغز زگر تر ہو تبصیر
پھول پڑھیں ہو انجیل سرو کے ہو اعلیٰ

سنبھلیں بچھیں رہیں بلبل دل فروز نے
کہنے کو خیر مقدم سرور دیں صبا چلی

بیدم شاہ وارثیؒ

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مسحوفِ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بے کے مراد دل آئیں گے مرجائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طوبی کی جانب تگنے والو، آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دل جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محرابِ حرم ہے
دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا لہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خالد بنگالی، محمود الرزب صدیقی

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۳ء

خسر و سرمد، تخت نہ مسند، فخر اب وجد، یعنی محمدؐ
نورِ محمدؐ، روحِ معنبر، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

گوہر وحدت، آیہ رحمت، کان فتوت بحسب نبوت
عاشق اُمت، شافع محشر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جانِ دو عالم، حق کے مُکرم، اپنے رب کی شانِ مُعظم
لطفِ مجسم، خاصۂ داور، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یادِ نبیؐ ہے یمن سے مملو، روزِ شفاعت عجلِ ترازو
جسم کی خوشبو عطر سے بڑھ کر، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نور سے جن کے طور ہوں سینے بغض ہوئل میں اور نہ کیئے
جاؤ مدینے گر نہیں باور، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجدِ شمائل، وصف میں کامل، اقصیٰ جن کی پہلی منزل
سیدِ عادل، فہتر کے داور، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نسیبِ بطحا، انجمنِ طہ، ماہِ دنی اور مہرِ تدلی
زمینتِ کعبہ، رونقِ منبر، صلی اللہ علیہ وسلم



ماہِ ایمان، طہارِ عرفان، سایہ یزداں، رکنِ عزیزاں
حسن کے ارماں، عشق کے دلجو، صلی اللہ علیہ وسلم

ہیبتِ حقہ، نکبتِ باطل، شوکتِ عظمیٰ، قدرتِ کامل
حکمتِ فاضل، حرکتِ ابرو، صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ عارض، شکلِ احدیں، صبحِ ازل میں، نورِ محمد میں
شامِ ابد میں ظلمتِ گیسو، صلی اللہ علیہ وسلم

جاہِ سکندر، حشمتِ کسری، گردِ سواری اللہ اللہ
عرش پہ تکیہ، فرش پہ قبو، صلی اللہ علیہ وسلم

نقشِ کفِ پا، ماہِ یمن میں خاکِ قدم ہے مشکِ ختن میں
درجِ دہن میں دندانِ کُلو، صلی اللہ علیہ وسلم

اہلِ صفا میں ناسوتِ احمد، اہلِ فنا میں ملکوتِ احمد
جبروتِ احمد آگے ہو ہو، صلی اللہ علیہ وسلم

سائل دہلوی، نواب میراج الدین احمد خاں
المتوفی سن ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۵ء

کب تک رہے سینہ میں تمنائے مدینہ
کب تک دل بیتاب کہے ہائے مدینہ

مر جاؤں مدینے میں مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں، میں تمنائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دن غرش بریں ہے
تم چہ ہو تو سینہ مرا بن جائے مدینہ

یا رب مرے دل میں رہے یثرب کی تمنا
یا رب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشمِ تصور تجھے اتنا ہی بہت ہے
گھر بیٹھے نظر میں مری آجائے مدینہ

سائل کی تمنا ہے شب و روز الہی
ہر دم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ

بسمل جے پوری، انوار الرحمن نبازی

المتوفی ۱۳۶۴ھ
۱۹۴۵ء

اے رحمتِ دو عالمؑ دل میں تجھے بساؤں
آنکھوں میں تجھ کو رکھوں تیرے ہی گیت گاؤں
میں جس کسی کو دیکھوں جس سے نظر ملوؤں
پہچان لوں کہ تو ہے ہر جا تجھی کو پاؤں

اے رحمتِ دو عالمؑ دل میں تجھے بساؤں

دنیا تمام کیسے، تیرا نگار خانہ
تو آپ جلوہ گر ہے، دنیا کا بے بہا نہ
بہل کی خوش نئی، مطرب کا ہر ترانہ
پردے سے آرہی ہے ایک صوتِ سرمدانہ

اے رحمتِ دو عالمؑ دل میں تجھے بساؤں

خلوتِ بزرگ محفل، محفلِ بزرگ خلوت
کچھ اعتبارِ عادت، کچھ اعتبارِ فطرت
آنکھیں اسیرِ جلوہ، جلوہ اسیرِ صورت
ہیں صورت اور جلوہ دونوں اسیرِ الفت

اے رحمتِ دو عالمؑ دل میں تجھے بساؤں

کون و مکاں بھی تیرے، تیرا ہی لامکاں بھی
رنگیں تجلیاں بھی، نمکین شونخیاں بھی
آباد تیرے دم سے صحرا بھی بوستاں بھی
بسمل کا دیدہ و دل اور جانِ ناتوں بھی

اے رحمتِ دو عالمؑ دل میں تجھے بساؤں

سہیل اعظم گڑھی، اقبال احمد خاں
المستوفی ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۶ء

حمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	منظر ازل و ازل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکی روح مصور قلب مجلی، نور مقدر	حسن سراپا خیر مجسمہ صلی اللہ علیہ وسلم
طینت جس کی سب مطہر بعثت جس کی سب مؤخر	خلقت جس کی سب پر مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
فرد و جماعت امر و اطاعت کسب وقت غف و شجاعت	صل کئے جو اسرار تھے مہم صلی اللہ علیہ وسلم
ربط و تضاد، طوع و تحکم، فقر و نعم، مدد و نرم	سب کے حدود بتائے باہم صلی اللہ علیہ وسلم
دلوں میں جس نے سلطانی کی جنگ میں جس نے جہاں بانی کی	زہد و سیاست کر دیئے تو اہم صلی اللہ علیہ وسلم
وہ مصدق دئی فتدائی جس کی منزل عرش معنی	نکتہ ماوی، کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم
جتنے فضائل جتنے میسر ممکن بین ہو سکتے ہیں ممکن	حق نے کئے سب ان میں فرہم صلی اللہ علیہ وسلم
علم لدنی شانِ حمیمی خلق خلیلی شانِ کریمی	زہد و سببی، عفت مریم صلی اللہ علیہ وسلم
بندہ اور خدا سے واصل غم کی اور نوار کا حال	امی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی ہر اول فوج سیماں جس کے سناری موسیٰ عمران	جس کے مبشر عیسیٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
بر مغ فاریس قدس کے یہاں کشور بابل وادی کنعاں	سب کی زبان پر مژدہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی دین کی دولت جس نے لٹائی
 باغ جہاں کا حارس می جس نے مٹائی رسم غلامی
 بزم مل تھی نظم سے خالی بھرے ہوئے تھے حق کے لالی
 پچھڑے ہوؤں کو گلے سے ملایا، نسل و نسل کا فرق مٹایا
 ویم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
 حفظ مراتب پاس اتوت سعی توکل رفیق وفات
 الفت قرنی قطع علاق حب وطن اور حب خلق
 جس پہ تصدق وحی الہی کنکریاں ہیں جس کی گوہی
 ارض و سما میں آیہ رحمت روز جزا میں سایہ رحمت
 آئینہ الطاف الہی، رحمت جس کی تنہا ہی
 راہ میں کانٹے جس نے بچائے، گالی دی تھر بٹائے
 سم کے عوض دارے شفا دی طعن بنے اور نیک دعا دی
 اسوۂ اجمل دین مثل نطق مدلل وحی منزل
 قبلہ نمائے سجدہ گزاراں شعلہ سینا، جلوہ قاراں

لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
 پھرے سنوار گلشن آدم صلی اللہ علیہ وسلم
 اس نے کئے سب آکے منظم صلی اللہ علیہ وسلم
 رہ نہ گیا کچھ تفسر کہ باہم صلی اللہ علیہ وسلم
 شرک کی محفل کردی برہم صلی اللہ علیہ وسلم
 تلت حدود اللہ میں منضم صلی اللہ علیہ وسلم
 کر دیئے سب قہید میں مدغم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کا تفوق سب پہ مسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کی دعوت اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کی ہدایت ارحم رحم صلی اللہ علیہ وسلم
 اس پر چھڑکی پیار کی شبہم صلی اللہ علیہ وسلم
 زخم ہے اور زخما مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
 شرح معدل سلم مسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 صبح بہاراں جس کا مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

سید بطحی، مخبر صادق، عروہ وثقی، مصحف ناطق
 برزخ کبریٰ آیہ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

جلیل مانگپوری، جلیل حسن

المتوفی ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۶ء

الہی عشق دے اس کا مدینہ کا جو سہل ہے
محمدؐ قبلہ ہر دو جہاں ہے کعبہ جوں ہے
زہے تقدیر امت کی کہ وہ پیر انبی پیا
حوادث لکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شیدا
خیالِ مصطفیٰؐ کو لے کے جاتا ہوں میں محشر میں
عجب تاثیر ہے صلِ علیؑ نام محمدؐ کی
سواری دیکھ کر شہ کی یہ کہتے تھے ذشتے بھی
مرا منہ کیا ہے جو میں دعویٰ کروں اس کی محبت کا
وہ خاصانِ خدا رتبہ ملا جن کو رسالت کا
زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھاری پیروی کر کے
محمدؐ نام ہے تاجِ رسل ہے شہِ خوباں ہے
نہیں ہے کس سے چہ ساز و سازندہاں ہے
یتیموں کا جو ورثہ ہے جو بچے غریب
بنی کا جو فدائی ہے خدا اس کا نگہاں ہے
نہ طاعت نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا سہاں ہے
غذائے روحِ نساں ہے دوئے درد و درداں ہے
یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے
خدا جس کا ثنا خور ہے خدائی جس پہ قرباں ہے
سب اخوانِ محمدؐ ہیں، ختمِ فخرِ خواں ہے
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں سہاں سے گہراں ہے
کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ یمان ہے

بحق احمد و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو

جلیل خستہ یا رب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

اختر شیرانی، محمد داؤد خاں ٹونکی

المتوفی ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۸ء

کس نے پھر چھڑ دیا قصۂ لیلائے حجاز

دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں غریبوں کی دعائیں لے جا

اے نسیم سحر، اے بادیہ پیمائے حجاز

بزم ہستی میں ہے ہنگامہ محشر برپا

اب تو جو خواب سے بیدار میسجائے حجاز

مے انسرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور

ہم نے جس دن سے چکھی ہے مے مینائے حجاز

دل دیوانہ دے مانگ وہ دن پھر آئے

وہی ہم ہوں وہی سجدے وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے محو تولد روح بدلاں

گو نج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

خاکِ یثرب کے ہر اک ذرہ سے آتی ہے صدا

اختر خاک نشین ناسیہ فرمائے حجاز



حسرت موبانی، سید فضل الحسن

المتوفی سنہ ۱۳۷۵ھ

۱۹۵۱ء

پھر نے لگیں شہرِ محبت کی ہوئیں
پھر پیشِ نظر ہوئیں جنت کی فضا میں

اے قافلے و لو! کہیں وہ گنبدِ خضر
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

باتھ آئے اگر خاکِ ترے نقشِ قدم کی
مہر پر کبھی رکھیں، کبھی تنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبا میں، یہ قبا میں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انھیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دُعا میں



آرزو لکھنوی، سید النور حسین المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء

ازل سے نقشِ دل ہے نازِ جانا نہ محمدؐ کا
کیا ہے لوح نے محفوظ افسانہ محمدؐ کا
بن ہے بہیڑِ جستِ بیل کا شانہ محمدؐ کا
اب افسانہ خدا کا ہے ہر افسانہ محمدؐ کا
ڈرے کی آتشِ دوزخ سے دیوانہ محمدؐ کا
کہ اٹھتے شعلے گل کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا
ظہورِ حال و مستقبل سے، ماضی کو ملا دوں گا ،
مجھے پھر آج دہرانا ہے افسانہ محمدؐ کا
رسائی کب ہے اس تک بوشِ انسانِ عقلِ قدسی کی
جو اپنی رو میں بک جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا
دوئی اک داغِ تہمت، غیرتِ الزام بے معنی
وہ اپنا ہے جسے اپنائے یا رانہ محمدؐ کا
شفاعت کی دعائیں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کے
جہنم کو بچا سکتا ہے پروانہ محمدؐ کا
یہاں سے تا بہ جنت روک ہے کوئی نہ پریش ہے
جہاں چاہے چلا جا بن کے دیوانہ محمدؐ کا
شعاع اس پارِ شیشے کے، نظر اس پارِ شیشے کے
جھلک دیکھی کہ پہنچا رکے پروانہ محمدؐ کا
دُرودِ اول سخن ہو آرزو پھر شعرِ نعتیہ
زباں دھو ڈال اگر کہنا ہے افسانہ محمدؐ کا

سیماب اکبر آبادی، عاشق حسین صدیقی المتوفی ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۱ء

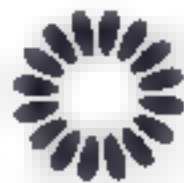
اے بہارِ باغِ طیبہ، گنبدِ سبزِ رسول
جلوہِ فطرت سے ہے لہرِ نیرِ اعراضِ طول
قبتہٴ فردوس یا گلِ دستہٴ طوبیٰ ہے تو
کیا مدورِ مصرعِ برحبتہٴ طوبیٰ ہے تو

طوبیٰ سینا کی طرح اے سبزہٴ کانِ حجاز
دیکھتا ہے دور سے جب تجھ کو مہمانِ حجاز
جلوہِ گاہِ احمدِ محمود بن جاتا ہے تو
انتہائے جادۂ مقصود بن جاتا ہے تو

آہ! اے رنگین تاجِ فرقِ بستانِ رسول
ایک تو ہے حاملِ اسرارِ پہنانِ رسول
پردۂ رنگِ بہرِ زرداں تجھ سے ہے
چھپ نہ سکتا جو کبھی وہ چاندِ پہاں تجھ سے ہے

گنبدِ خضراءِ تجھے مینارِ کعبہ کی قسم
کہا تعجب ہے کہ آئے جوشِ برابرِ کرم
صاحبِ گنبد کو دنیا کی خبر لے دے
جلوہٴ بیباکِ تکلیفِ تجسلی گاہ دے

تو بھی دیکھئے، ہم بھی دیکھیں، دیدۂ آفاق بھی
مضطرب بھی ہے جہاں بے صبر بھی مشتاق بھی
تیرے قامت پر ہوا، لہٴ شاخِ نخلِ طور کا
کہول دے کب تک چھپائے گا خزانہٴ نور کا



سیف ٹونکی، مولوی محمد شریف

المتوفی سنہ ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۱ء

اُٹھو اُٹھو کہ شہ نامدار آتے ہیں
کہ خاص مقصد پروردگار آتے ہیں
ہوا ہے عرش بھی مائل زمین کی جانب
فرشتے عرش سے یوں پار آتے ہیں
یہ ساری اُمتِ عاصی کی خوش نصیبی ہے
کہ آج اس کے بڑے غمگسار آتے ہیں
بڑھائیں نورِ نظر دیکھیں حُسن کا جلوہ
کہ جن کا آنکھوں کو تھا انتظار آتے ہیں
خراج دیں گے جنہیں پادشاہ دنیا کے
جہاں میں وہ شہِ عالی وقار آتے ہیں
ہوا ہے خلق پہ احسان شانِ ستاری
چھپنے عیبوں کو اب پردہ دار آتے ہیں
گناہگاروں پہ یوں سیفِ عام رحمت ہے
کہ خاص شافعِ روزِ شمسار آتے ہیں



صَفی لکھنوی، سید علی نقی

المتوفی ۱۳۷۱ھ
۱۹۵۱ء

گہ سوئے علی، گاہ نظر سوئے محمدؐ
ہے روئے غی، تئیں روئے محمدؐ
کرتی ہے فلک پر مد کاں کو دوپار۔
عجی زما زرسر جاوئے محمدؐ
ہے منزل قوسین ک ادنی سا نمونہ
دیکھو شرف گوشہ ابروئے محمدؐ
سایہ سے کیا جب قد دلجوئے کنار
بل کھاک بنا حلت گیسوئے محمدؐ
ہو مہر درخشاں کی نگاہوں کو چکا چونہ
دیکھے جو رتینہ زوئے محمدؐ
ہم پتہ کونین گرفتاری سبطین
جھکتے نہیں شاہین ترازوئے محمدؐ
مرحب کو پچھڑ، درخیر کو اکھاڑا
اے صل علی قوت بازوئے محمدؐ
آشوب قیامت سے صفی ہم کو خطر کیا
ہے پیش نظر قمت دلجوئے محمدؐ

شانی الہ آبادی، سید محمد شفیع احمد

المتوفی ۱۳۷۱ھ
۱۹۵۲ء

از ربیعِ اولیں سرسبز شد دشت و چمن
عذیبِ خوش نوا بر شاخِ گل شد نغمہ زن
مظہرِ آثارِ رحمت گشت در گلزارِ دہر
ز گیس شہدا و وُرد و یاسمین و نسترن
نافسہ آہوئے یثرب عطر بیزی می کند
در جہاں بشکست قدر و قیمت مشکِ نعتن
چوں نہ باشد عطر بیزی در ہمہ دشت و چمن
شد بہ ہر شے اندرین مہ فضل حق پر تو فلک
شیخ در صحنِ حرم در یادِ خالق نعرہ زن
بر درِ دیرست با وجد و مسرت برہمن
اندر این ماہِ مبارک جلوہ گر آں بدر شد
کز فروغِ روئے او پُر نور شد ہر انجمن
بروئے و بر آں و اصحابش سلام بے عدد
از فقیرِ قادری باد لے خدائے ذوالمنن
کامل الایمان نباید گفت آں راز نہ ہار
گر نباشد در دلِ او حُبِ ایشان موجزن

مولانا سید سلیمان ندوی

المتوفی ۱۳۷۳ھ
۱۹۵۳ء

عشقِ نبویؐ درِ معاصی کی دوا ہے
ظلماتِ کدۂ دہریں وہ شمعِ ہدیٰ ہے
پڑھتا ہے درودِ آپؐ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مُصَوِّر بھی خدا ہے
نورِ نبویؐ مقتبس از نورِ خدا ہے
بندہ کو شرفِ نسبتِ مولا سے ماہ ہے
احمدؑ سے پتہ ذاتِ احد کا جو ملا ہے
مُصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے
بندہ کی محبت سے ہے آفت کی محبت
جو پیر و احمدؑ ہے وہ محبوبِ خدا ہے
آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم
تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بن ہے
فردوس و جہنم تیری تخلیق سے قائم
یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے
فرمانِ دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رنجہا کی بنا ہے
لے جائے گا منزل سے بہت دُورِ بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے ہوا ہے

وحشت کلکتوی، سید رضا علی

المتوفی ۱۳۷۵ھ
۱۹۵۵ء

نوجو اے ماہِ عرب عالم کی زینت ہو گیا
نور تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہو گیا

نور تیرا دفعِ آتارِ ظلمت ہو گیا
ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہو گیا

غم ترا کیا ہے دل میں عیش کا سماں لئے
دورِ کلفت ہو گئی اندوہِ رخصت ہو گیا

بچھ گئی ہے چادرِ خارِ مغیلاں دشت میں
تیرے وحشی کے لئے سہا بنِ رحمت ہو گیا

سادہ دل عاشق کہ تھا مشتاقِ تیری دید کا
دیکھ کر آئینہ دل محو حیرت ہو گیا

کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبر
عین یہ تو سُرمہٗ چشمِ بصیرت ہو گیا

روحِ انور کا تصورِ حجبِ خاموشی ہوا
اک پری کا جلوہ تھا دیوانہ وحشت ہو گیا



علامہ مناظر احسن گیلانی

انتوفی ^{۵۱۳۷۵}
۱۹۵۶ء

پیارے محمد جگ سا جن تم پر واروں تن من دھن

تمہری صورتی من موہن کبھو کرائیو تو درشن

بیا کنھڑے دلوا ترے

کڑکا کڑکے بدرا برے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِيَّا

تمہری دوریا کیسے چھوڑوں تمہے توڑوں کس سے جوڑوں

تمہری گلی کی دھول بھڑوں تمہے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے

آٹھوں پہراب دھیان یہی ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِيَّا



مولینا قفسر علی خاں

المتوفی ۱۳۷۶ھ
۱۹۵۶ء

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں ”لورک لما“ کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو ستیاریوں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز ک کملی والے نے بتا دیا چند اشاروں میں

بوکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ نہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں یا رانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈ سے ملے گی عقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں



کوثر سندیوی، مولوی منظور احمد

المتوفی ۵۱۳۷۷
۱۹۵۷ء

مجھ کو خاکِ درِ محبوبِ خدا ہونا ہے
خاک ہونا ہے مگر خاکِ شفا ہونا ہے
مجھ کو اکیرے رتبہ میں سوا ہونا ہے
یعنی خاکِ درِ محبوبِ خدا ہونا ہے
نملے کرتے ہوئے اٹھیں گے تمہارے شوق
حشر میں اور بھی اک حشرِ بپا ہونا ہے
اک کریم ایک رحیم ایک محب اک محبوب
حشر ہونا ہے، مگر حشر میں کیا ہونا ہے
مدراسے رحمتِ عالم! مدد لے شافعِ حشر
میں گنہگار ہوں اور روزِ جزا ہونا ہے
تو وہ بندہ ہے تری شان جو دیکھے وہ کہے
بندہ ہونا ہی حقیقت میں خدا ہونا ہے
بندۂ ساقی کوثر ہوں، بقول استاد
مے کے دو گھونٹ سے واعظِ مجھے کیا ہونا ہے
سجدۂ پائے بتاں خوب نہیں اسے کوثر
جبرِ سائے درِ محبوبِ خدا ہونا ہے

اختر حیدر آبادی، سید علی اختر

المتوفی ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۸ء

تھ یہ ترے کد کا ایک نشانِ برتری ورنہ عجب کے گلہ ہاں اور دماغِ قیصری
نغمہ حق ادھر ہوا تیرے رباب سے بلند رگ گئے دفعتاً ادھر ساز و نوائے کافی
تو نے بتا دیا کہ تھی ”عجز“ میں عظمتِ عروج تو نے دکھا دیا کہ ہے ”فقر“ میں شانِ قیصری
تیرے ثباتِ عزم سے ضبطِ شہید کر بلا تیرے شکوۂ رزم پر، سطوتِ زورِ حیدری
کیسے کہوں شہِ رسل میں بھی ترا غلام ہوں قبضہ بندگی مرا، تیرا حریفِ مروری
نفسِ ذلیل و خود پرست بقلِ ضعیف ہرزہ کار سلسلہٴ عمل نہیں، لوٹ گنہ سے بری
قابلِ عفو گو نہیں، میری سیاہ کاریاں بندہ نواز ہے تری شانِ عطائے مروری
ٹوٹ رہے ہیں دمِ بدم، جانِ حزن پہ سنگِ غم پیس رہی ہے پے پے گردِ چرخِ چنبیری
تیرا مطیع اور یوں صیدِ زبونِ روزگار تیرا غلام اور یہ بارشِ تیرہ اختسری

خاکِ رہِ نیاز ہوں، رتبہٴ امتیاز دے

حوصدِ بلندی و ہستی سرفراز دے

نشرت، سردار عبدالرب

المتوفى ۱۳۴۴ھ
۱۹۵۸ء

شب و روز مشغول صلّی ہوں
میں وہ چاکر خاتم انبیاء ہوں

نگاہِ کرم سے نہ محروم رکھیو
تمہارا ہوں میں گر مجھ لیا بُرا ہوں

مجھے بھی ہوں معراج، معراج والے
میں دیوانہ لیلائے معراج کا ہوں

مرے لہن پر رشک داؤد کو ہے
مدینے کی گلیوں کا غمہ سرا ہوں

نہ کیوں فخر، ہو عشق پر اپنے مجھ کو
رقیبِ خدا، عاشقِ مصطفیٰ ہوں

میں ہوں ہر دو عالم سے آزادِ نشر
گرفتار زلفِ رسولِ خدا ہوں

ابوالکلام آزاد، محی الدین احمد
المتوفی ۱۳۷۸ھ
۱۹۵۸ء

موزوں کلام میں جوشنئے نبی ہوئی

تو ابتدا سے طبع رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصفِ پیمبرِ رستم کئے

کاشانہ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پر تو حسنِ رسولؐ سے

بیکار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی

ساقی سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے

محفل تمام مستِ مے بے خودی ہوئی

دل کھول کر رسولؐ سے میں نے کئے سوال

ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی

تاریک شب میں آپؐ نے رکھا جہاں قدم

مہتابِ نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہِ دیں سے کوثر و نسیم کا کلام

یہ آبرو تمام ہے حضرتؐ کی دی ہوئی

سالک ہے جو کہ حبِ دہِ عشقِ رسولؐ کا

جنت کی راہ اس کے لئے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور منکر جگہ پائے گی کہاں

الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

سَالِکَت . عبدالمجید

المتوفی ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

اے شاہِ انبیاؐ و شہنشاہِ کائناتؐ
زینتِ طرازِ عرشِ بین تیری تجلیات
تیرا سُخن ہے وحیِ خداوندِ دو جہاں
روشن ترے فروغِ تجلی سے شمسِ بہت
سے تیری ذاتِ عقل کا پیرایہ دوام
تیرا عمل ہے معنیِ آیاتِ بیست
توحیدِ حق کا دہر میں آواز ہے بلند
اے تیرنا م عشق کا سرریہ حیات
اُسریِ عبیدہ ہے ترے قرب کی دلیل
یہ سب ہیں نیری ذات کے قدسی تصذات
پہنچا نہ کوئی ترے مقامِ بلند تک
موسمی زہوشِ رفتِ یک جلوہ صفات
"تو عینِ ذاتِ می نگری در تہمتے"



دلِ شاہجہان پوری، حکیم ضمیر حسن جاں
المتوفی ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

صد شکر مستحق ہوں ریاضِ نعیم کا

وردِ زباں ہے نامِ رسولِ کریمؐ کا

راحتِ اثر ہیں خار بھی شرب کی راہیں

ہر آبلہ ہے پھولِ ریاضِ نعیم کا

روزِ جزا کہوں گا حضورِ رسولؐ پاک

میں بھی اُمیدوار ہوں لطفِ عمیم کا

افضل ہو کیوں نہ شانِ ترحمِ جلال سے

اندازِ یہ حضورؐ کا تھا وہ کلیم کا

ہو کاشش وقتِ نزعِ مرا خاتمہِ بخیر

پیشِ نظر ہے مرحلہ اُمید و بیم کا

خاکِ مزارِ دل ہو مشرفِ پسِ فنا

شربِ کو لے اُڑے کوئی جھونکا نسیم کا

خاکِ چشتی صابری امروہوی ، سید محمد خلیل
المتوفی ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

وَرَجَّتْ نَسِيرًا عِظْمَ صَلِّ لَہْ عَلَیْہِ وَسَلِّمَ

رہبرِ عظم سیدِ عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم

جہوہ قدرت، آید رحمت شافعِ امتِ سیدِ وحدت

شمعِ ہدایت، وکھ محکمِ صلی اللہ علیہ وسلم

بگڑے کام بنائے والے، ڈوبتی نہوترائے والے

زخمِ جگر کے شافی، مرہمِ صلی اللہ علیہ وسلم

تشنہ لبوں کو ساغ کوثر، بخشیں گے وہ یومِ محشر

میٹھے والے امت کے غمِ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہے رحمتِ خلقِ خدا پر ہر دم آپ کی، لک کوثر

رحمت کے دریائے عظمِ صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ مبارک سے وہ دیکھا جو نہ کسی کے فہم میں آیا

یعنی جلوة ربِّ اکرمِ صلی اللہ علیہ وسلم

گل میں ن کارنگ بو ہے چرچا ان کا چاروں سو ہے

جگمگ ان کے نور سے عالم صلی اللہ علیہ وسلم

قبر میں جلوہ دکھانے والے سوئے ہوؤں کو جگانے والے

کھانے والے اوروں کا غم صلی اللہ علیہ وسلم

بہستے ہوؤں کو رلانے والے رتے ہوؤں کو بہنے والے

رکھ کر آنکھیں اپنی پُر نعم صلی اللہ علیہ وسلم

مشک و گل بپسینہ ان کا خطہ خد مدینہ ان کا

روضہ ان کا عرش سے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

بارش رحمت کام ہے ان کا سا غر و وحدت جام ہے ان کا

ساقی کوثر اسم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

وعدہ جنت اس کہنے ہے ان کی شفاعت اس کے لئے ہے

وردِ زبں ہو جس کے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

آل عبا کو شہل کر کر، ورد کیا کر خاکی اکثر

عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ الْأَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نعیم مراد آبادی، مولینا سید نعیم الدین قادریؒ

المتوفی ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۸ء

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے	فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے	کرم چاہتے ہیں طلب کرنے والے
اشاروں سے مرنے والے	تبسم سے دل کی رو کرنے والے
سناتے ہیں تفسیر تنزیل محکم	جذاب بنی کی شگفتگی کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے	تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے اُن کی جوئے دگستر	ستم کرنے والے جفا کرنے والے
اسیرینِ عقیق کی شانِ کرم	شفاعت روزِ جزا کرنے والے
وہ صدیق اکبرؑ وفات کرنے والے	نبیؐ پردہ و جلا فدا کرنے والے

نعیم سیدہ کار پر بھی کرم ہو

دو عالم کو دولت عطا کرنے والے



جگر مراد آبادی، علی سکن در
المتوفی بی بیہ
۱۹۶۰ء

اک رند ہے اور مدحت سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطانِ مدینہ
تو صبح ازل آئینہ حسنِ ازل بھی
اے صل علی صورتِ سلطانِ مدینہ
اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ
ظاہر ہیں غریبِ الفربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ
اس طرح کہ بہ سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ
کونین کا غم، یادِ خدا، دردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ
اس امتِ عاصی سے نہ منہ پھیر دیا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ
اے جاں بلبِ آمدہ، ہشیار، خجروار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ
کچھ اور نہیں کام جگر مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

نوح : روی محمد نوح

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۰ء

سامنے جس کی نگاہوں کے مدیت آیا
لطف کے ساتھ اسے منہ سے جینا آیا
تائبش حسن محمد تھی یہ معراج کی رست
ہر چہتے ہوئے تارے کو پسینا آیا
زندگی و دئی یثرب میں بسر کرنا تھی
حضرت خضرؑ کو جی بھر کے نہ جینا آیا
اپنی گردش سے سی وجہ سے ناز بکند
کہ صواف در قدس کا قرینا آیا
بیٹھے اس شان و حشم سے وہ مہر زین براق
سمجھے جبریلؑ کہ خاتم میں گیسٹ آیا
حوض کوثر کے قریں ملک کوثر کی قسم
وہ ہے کافر جو کہے مجھے کو نہ پیت آیا
نا خدا جب ہو محمدؐ سا تو ہم کیوں یہ کہیں
نوح طوفان حوادث میں سفینہ آیا



آجید حیدر آبادی، احمد حسین

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۱ء

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم
جا کر سڈے کون انھیں افسانہ بیمارِ غم
پیغمبر ملت نہیں بے چارہ و بے کس ہیں ہم

رَبِّ رَنْتِ يَا رَيْحَ الصَّبَّ يَوْمًا رَأَى أَرْضَ الْحَرَمِ
بَيْعَ سَلَامَتِي رَوْضَةً فِيهِ النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمِ

کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں ترے دستِ قضا
پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حورو ملکِ صلّ علی
کیا رنگ ہے کیا روپ ہے کیا حسن ہے نامِ خدا

مَنْ وَجْهُهُ شَمْسُ الضُّحَى مَنْ خَدُّهُ بَدْرٌ مَدْجِي
مَنْ ذَاتُهُ نُورٌ أَهْدَى مَنْ كَفَّهُ بَسْرٌ لِهَمَمِ

کیا پوچھتے ہو ہمدرد! مجھ سے محبت کا مزا
دل چاک ہے ٹکڑے جگر تن زخمی تیغِ جفا
سنا دہن زخم سے رہ رہ کے آتی ہے صدا

أَكْبَادُنَا بَجَرُوحَةٍ مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى
مُصَوَّبِي لَأَهْلِ بَلَدَةٍ فِيهِ النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمِ

پیرا بن دل چاک ہے، ٹکڑے ہے جیب و آستین
چینے سے جی بیزار ہے ہونٹوں پہ ہے جانِ حزیں
اچھے مسیحا بے رخی بیمار سے اچھی نہیں

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَدْرِكْ لِرَزِينِ الْعَابِدِينَ
مَحْبُوسُ أَيْدِ الظَّالِمِينَ فِي الْمَوْكِبِ الْمُرْدَحَمِ

ہادی مچھلی شہسری سید محمد ہادی

المتوفی ۱۳۸۱ھ
۱۹۶۲ء

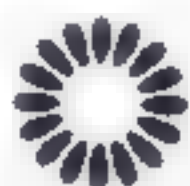
وجود پاک ہے کتنا محبت آئیں تیرا
نہیں ثانی کوئی اسے حمت لندہ لمیں تیرا

ذرا اس اتی رحمن و الفت کو کوئی دیکھے
تو کعبے کے مکین کا اور کعبے کا مکین تیرے

نصرت تیرا جنت ہے محبت تیری بخشش ہے
یہ رتبہ اور یہ درجہ شفیع المذنبین تیرا

رہے گا حکم تیرا کار فرما روز آخر تک
لقب اے شافع محشر ہے ختم امر سلین تیرے

توجہ کی نظر وقت شفاعت اس پر بھی رکھنا
کہ ادنیٰ امتی ہے ہادی خلوت نشین تیرے



اصطفیٰ لکھنوی، حاجی اصطفیٰ خاں

المتوفی ۱۳۸۲ھ
۱۹۶۳ء

جرّے ہوئے ہیں جو دل میں مرے نگینے سے
یہ داغِ بھر میں لایا ہوں جو مدینے سے

نہ کیوں ہو نورِ مجتہم وہ جسمِ بے سایہ
نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

مہکتی رہتی ہیں جس سے مدینہ کی گلیاں
علاقہ کیا کسی خوشبو کو اس پسینے سے

نہ رہ سکے گا مدینہ میں بے ادب گستاخ
وہی رہے گا یہاں جو رہے قترینے سے

سفرِ حجاز کا جب اصطفیٰ ہو آخر بار
تو جان ساتھ ہی نکلے مری مدینے سے



ادیب سہارنپوری، عبدالرؤف متوفی ۱۲۸۴ھ ۱۹۶۳ء

مطلعِ عالم پہ ہر سو موت ہے چھانی ہوئی
ہے زمین رزاں کہ اب محشر پہ ہونے کو ہے
منِ عالم خوں فشاں ہے زخموں میں نہ نینے
مدیت کے کرشمے رمان و لحد
بڑھ رہی ہے بربریت سیلِ بربادی لے لے
بڑھ گیا ہے بے نہایت زندگی میں تشار
بے طرح دنیا کا من و عاقبت تارت ہے
پانی پانی ہو رہا ہے دورِ وحشت ترم سے
مستوں کو جو چہ نئے جاوے تخریب پر
آہ سے گمراہ مغرب سے گرفتار جل
رماں مذہب سے بیزاری کا جذبہ لہاں
پھینک دیتا ہے اٹھ کر مرکزِ ہستی سے دور
میٹ ہے بے تحاشا چھینتا ہے بے درنگ
ذہنیت کو کر کے بی خود شناسی کا یہ
کیوں نہیں کہیں ادیب آخر جو میرے ل میں ہے

مہرِ بوندِ پھر رہی ہے زیست گہرائی ہوئی
آسمان بھی ہے سراپمہ کہ کیا ہونے کو ہے
گو نچتے ہیں بہ طرف شیطاں کے خونی قہقہے
قہقہہ زن ہے جہالتِ علم و فن کی روش پر
تڑھیوں کی رو پہ ہیں تہذیبِ حنہ کے نیلے
بہ گھڑی دنیا کو ہے بربادیوں کا تفر
ب جہاں تک دیکھتے بے چینیوں کا راج ہے
کارناموں پر ترقی یافتہ ن ن کے
عنّت ایسے علم پر ٹھکارس تہذیب پر
مجھ سے سن ۔۔۔ یہ ہے مذہبِ بیزاری کا پھل
جس سے چھ جاتی ہیں قلبِ ذہن پر تریکیں
سلب کر لیتا ہے کشتِ دل سے غم گھوٹے فو
روح کی پاکیزگی صادق بیانی کی منگ
چپکے چپکے گھونٹا رہتا ہے آوازِ ضمیر
عنّت تہذیبِ حنہ بھی سی منزل میں ہے

چرخ اٹھنا چاہتی ہے غم سے گھر کر زمین
رحمۃ للعالمین یا رحمۃ للعالمین

حمید عظیم آبادی

المتوفی ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۳ء

چارۂ دردِ لا دوا تم ہو
دل عاشق سے کب جدا تم ہو
ما من غم ہے خاکِ طیبہ کی
دل کی دنیا نشہ قدموں پر
کر گئی برق طور کو روشن
دردِ الفت شریکِ ہستی ہے
کیوں میں آہوں کا مفت لوں احسن
ہر نفس رشتہ وفا پیمیا
میرا سینہ بہر کا نقشہ
کیوں امیدوں کا کارواں بھٹکے
تم سے قلم بہرہم دو جہاں
کعبۂ دل حیرم ناز بن
میری منزل تمہارا نقش قدم
عرش پر بھی چراغ تم سے جلا

بے سہاروں کا آسرا تم ہو
آرزو تم ہو مدعا تم ہو
ہمد آہ نارسا تم ہو
جان پامال مدعا تم ہو
چشمِ مشتاق کی ضیا تم ہو
اپنے عشق سے کب جدا تم ہو
درد سے میرے آشنا تم ہو
جان مضطر کا مدعا تم ہو
دل پر داغ کی ضیا تم ہو
خضرِ منزل ہو رہنما تم ہو
زینتِ گلشن بقا تم ہو
بندۂ عشق کے خدا تم ہو
حاصلِ جان مدعا تم ہو
شمع کا شائع وفا تم ہو

ہو حمید حزیں پر چشمِ کرم
غم بھرے دل کا مدعا تم ہو

ظریف جلیپوری . سید حامد رضا نقوی

المتوفی ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۴ء

ہیں دین کے سپہر پہ مہر مہیں نبیؐ ہادی نبیؐ، می فطر شرع متیں نبیؐ
کافر بھی جس کو مان گئے وہ امیں نبیؐ نزد خدا نبیؐ ہے خدا کے متیں نبیؐ

رحمت بنایا حق نے، نہیں عالمین پر

یہ مہ بن کے تھے ہیں کل مرسلین پر

قدر خدا ہے مظہر قدرت نبیؐ کی ذات وہ ہے رحیم جل رحمت نبیؐ کی ذات

عدل خدا تو روح عدالت نبیؐ کی ذات خالق ہے وہ تو افضل خلقت نبیؐ کی ذات

ذی شان و ذی وقار ہیں ذی اختیار ہیں

اللہ کی صفات کے آئینہ در ہیں

معراج کو جو عرش پہ پہنچے بصدوقار تھے خدمت حضورؐ میں جب بریل نادر

ہر سو شکوہ و رعب و جلالت تھا آشکار آتی می ایب سمت سے آواز بار بار

آ، اے حبیب آ، کہ بڑا انتظار تھا

کس درجہ ناگوار یہ دور فراق تھا

آتی تھی جس طرف سے یہ آواز دم بدم فوراً نبیؐ کے اُس طرف اٹھنے لگے قدم

نزدیک تر صدا سے ہوئے سرورِ اُمم باقی تھا پھر بھی فصل نگر دوکماں سے کم

اب اس طرف رسولؐ دھر حق کی ذات ہے

پھر کیا ہوا خبر نہیں پرے کی بات ہے

مولینا حامد حسن قادری (پچھراہونی)

المتوفی ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۳ء

هو فصیح بمقاله هو اکمل بنواله

هو اعظم بجلاله هو افقد بمثاله

بلغ العلیٰ بکماله

کشف الدجیٰ بجماله

حسنت جمیع خصاله

صلوا علیه وآله

هو حامد و محمد هو ماجد و مجد

هو امجد هو احمد هو مرشد و ارشد

بلغ العلیٰ بکماله

وہ شیر بھی وہ تیز بھی وہی آپ اپنی نظیر بھی

وہ زمیں پر شاہ و امیر بھی وہ فلک پر عرش مسیر بھی

بلغ العلیٰ بکماله

وہ قسیم بھی وہ جسیم بھی وہ نسیم بھی وہ وسیم بھی

وہ رؤف بھی وہ رحیم بھی وہ خلیل بھی وہ کلیم بھی

بلغ العلیٰ بکماله

وہ رفیع اپنے کمال میں وہ حسین اپنے جمال میں

وہ عزیز اپنی خصال میں وہ فنا خدا کے وصال میں

بلغ العلیٰ بکماله

وہی ارفع الدرجات بھی وہی اکمل البرکات بھی
 وہی جامع الخسنت بھی وہ جذ بھی، واصل ذات بھی
 بلغ العلیٰ بکمالہ

ہے انھیں کا فیض جہان میں وہ نذر میں وہ اذن میں
 وہ یگانہ آن میں شان میں وہ گئے فک پر ک آن میں
 بلغ العلیٰ بکمالہ

یہ جو قصر سبز رواق ہے یہ جو چرخ ہفت صباق ہے
 یہ انھیں کے قصر کا طاق ہے یہ انھیں کے زیر برق ہے
 بلغ العلیٰ بکمالہ

وہ ورائے ہفت فک گئے کہ جہاں ہی نہ ملک گئے
 وہ مقام قرب تک گئے جو نہیں تھے نور جھلک گئے
 بلغ العلیٰ بکمالہ

انھیں بے حجب خدا ملا انھیں مرتبہ یہ بڑ ملا
 انھیں کیا دیا انھیں کیا ملا جو دیا دیا جو ملا
 بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجی بجمالہ
 حسنت جمیع خصالہ
 صلوا علیہ وآلہ



فایق مخدوم پوری، سید عبدالاحد

المتوفی ^{۱۳۸۴ھ}
۱۹۶۴ء

اڑائے گناہوں نے دامن کے پُرزے

شفاعت کی سوئی سے سینا پڑے گا

لگاؤ گے تم پارِ نسیا محمدؐ

بھنور میں جو اپنا سفینا پڑے گا



حضرت معروف امیثومیؒ نبیرہ حضرت بندگی شیخ لفظ مالدین

المتوفی ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۵ء

تراست رتبہ عالی حضرت قیوم
جبیں بہ خاک درت پادشہ ہفت قلم
حبیب خاص خدا، رازدارِ سرخفی
پے طوفِ مزارت بہ گردِ روضہ تو
کج بہ رفعت و وسعت رسد تیر بشر
شفیقِ حال غریباں، رفیقِ شستہ دہان
گرہ کشائے جہاں بستگی پر و جوں
شنو ز شمع احوال آں کہ من دارم
بلا و آفت و افسردگی و یاس و درد و دم
چناں بہ جورِ فلک خاطرِ بے تنگ آمد
کج روم بہ کہ گویم چہ چہ رڈ سارم
چہ شرحِ حالِ دل زار خوشتن سارم
خبر بگیر بہ تعجیل یا شہر کو نہیں

کہ بہست ہر دو جہاں زیرِ حکم تو محکوم
گدائے درگہ توافتی قمیصر روم
چراغِ رہ ہدی پیشوائے اہل علوم
ز نس و بن و ملک بہست صبح و شام ہجوم
کہ فہم و علم مدد نک نمی کنت مہم
جلیسِ صحبتِ اربابِ رنج اہل ہجوم
دوائے درد دل از بہرِ خاطرِ مہم
نصیب نیست کہ راحت ز خوبی مقصوم
شدہ ز روز و ولادت بنام من مرقوم
کہ بہست مہم طلب زخردِ دلِ مظلوم
ز بس کہ کشتِ غم بردم نمود ہجوم
کہ مبتلائے بدگشتہ ام ز طالع شوم
کہ بہست نقشِ ہر آب ہستی مہم

کشادہ دستِ دعا یا حبیبِ خاصِ خدا
ز فیضِ عام تو معروف را مکن محسوم



ابو محمد طہر سیف الدین

المتوفی ۱۳۸۵ھ
۱۹۶۵ء

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

سہ تہذیب نے حبیبِ مستد پر صلوٰت بھیجے

حَبِيبِهِ مَنْ حُبُّهُ حُبُّهُ

آپ وہ حبیب ہیں جن سے محبت کرنا خدا سے محبت کرنے

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

ربِ عزتِ مستد مصطفیٰ پر درود بھیجے

مُحَمَّدٍ عَزَّ بِهِ حِزْبُهُ

آپ وہ محمد ہیں جن کے سبب آپ کی امت نے عزت پائی

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

خدا مستد پر صلوٰت بھیجے

مَنْ هُوَ بَيْنَ خَلْقِهِ لُبُّهُ

آپ وہ ہیں جو خلق خدا وندی میں خدا سے خفوت میں

مُحَمَّدٌ قَدْ بَيَّنَّ رُسُلُ خَلَّتْ

رُسُلُونِ ، سلف کے درمیان محمد مصطفیٰ

شَمْسٌ هَدَىٰ وَكُلُّهُمْ شُهْبُهُ

ہدایت کے آفتاب ہیں اور تمام پیغمبر نجوم

مُحَمَّدٌ قَرَّبَهُ رَبُّهُ

محمد مصطفیٰ کو آپ کے رب نے یہاں تک قرب بخشا کہ آپ کا شربِ دو کمان جتنا رہ گیا

حَتَّىٰ كَقَوْسَيْنِ غَدَىٰ قُرْبُهُ

نورِ ربوبیؐ پہ شرفؐ

مُنُورٌ وَمِثْلُهُ غَرَبُهُ

آپ پروردگار کے نور ہیں کہ اُس سے جس طرح اس کا شرفِ نور ہے سی طرح اس کا مغرب بھی

طُوبَىٰ لِمَنْ يَزُورُ مَغْنَىٰ حَوَىٰ

خوشخبری اُس کے لئے جو اس منزل کی زیارت کرے جہاں کُمی نے خود کے نذر پیکے جسدِ مبارک کو حاصل کیا ہے

صُلُوعَةٌ فِي لَحْدِهِ تُرْبُهُ

۲۲۴

خَيْرُ رَسُولٍ مُصْطَفًى قَدْ صَفَى
 آپ بڑے ستودہ اور برزیدہ پیغمبر ہیں آپ کو شریعت کا اصل کشتہ اور کشتہ پیکر صاف

مُتَّحِدٌ بِرَبِّهِ سَمِيحٌ
 آپ اپنے رب سے متحد ہیں س طرح کہ جو آپ دوست و دُعا کا دوست و جو آپ دشمن کا دشمن ہے

مَنْ كَفَّهَ مِنْ دَهْرِهِ صَرْفُهُ
 جس کو گردشِ زمانہ سے غم پہنچے وہ اس کو چھپائے کہ آپ کو پناہ و صبر کے اس کا غم دور ہو جائے گا

غَوَتْ يَمَنٌ قَدْ مَسَّهُ ضَرْبُ
 آپ فرار رسیدہ کے فائدہ رس ہیں غیثِ یمنِ حرا پہ جذبہ

مُحَمَّدٌ مُوَحِّدٌ رَبُّهُ
 محمد مصطفیٰ اپنے رب کو توحید کرنے والے ہیں توحیدِ ذہنِ دینِ قطبِ

مُحَمَّدٌ حَسْبِي فِي شِدَايَ
 مجھے شدت کی حالت میں محمد کافی ہیں میں کہے خوش خبری جس سے محمد فیض کا ہوا

صَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى مَنْ هُمُ

خداوند صحت بھیجے آپ پر ورنہ پر تو

عُرْوَتُهُ صِفْوَتُهُ صَحْبُهُ

آپ کی آل آپ کے خدوہ و آپ کے اصحاب ہیں

حمید صدیقی لکھنوی

المتوفی ۵۱۳۸۵
۱۹۶۵ء

پھر اہل حرم سے رفات ہوتی
دم دید پھر جلوہ نو بہ نو سے
مدینے کی پُر نور دلکش فضا میں
ادھر جلوہ گر قسبہ نور ہوتا
مدینہ کے حباب ہم اہ ہوتے
نظمست صہبائے دید رہتی
خبر کچھ نہ رہتی زمین وزماں کی
پہنچ جائیں پائین اقدس کی جانب
تصویریں وہ مصحف پاک ہوتا
دُعاؤں میں جامی کے اشعار ٹپکتے
ادھر چشم پر غم سے آنسو ٹپکتے
دب مانع عرض اظہار ہوتا
فرشتے جسے سُن کے آمین کہتے
لب شوق سے گو نہ اظہار ہوتا
بہت دن غم ہجر طیبہ میں گزرے

پھر اشکوں سے کچھ شمع جذبات ہوتی
مے چشم و دل کی مدرات ہوتی
نظر محو دید مقامات ہوتی
دل افروز ادھر چاندنی رت ہوتی
شب ماہ میں سیر بقات ہوتی
زباں وقف حرف حکایات ہوتی
وہ محویت خاص دن رات ہوتی
یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی
نگاہوں میں تنویر آیات ہوتی
نظامی کی لب پر من جات ہوتی
ادھر رحمت حق کی برسات ہوتی
نظر ترجمان خیالات ہوتی
اک ایسی دُعا بعض اوقات ہوتی
مگر دل کو محسوس ہر بات ہوتی
بس اب کچھ تلافی مافات ہوتی

اُمّتی بھذا البلد ید الہی

دعا یہ حمید اپنی دن رات ہوتی

عثمان . نواب میر عثمان علی خاں . ولی حیدر آباد دکن

المتوفی ۱۳۸۲ھ
۱۹۶۴ء

توسین چوں نہ گویم بروئے مصطفیٰؐ	مزارات گفتہ یزدان چشم حق نما را
از محبت الہی دیدم جہاں حمد	و از حب مصطفائی دریا مستم خدا را
باشند مست و بے خود زباید حقیقت	کھینتے چہ گویم پیہاں پر سار
ہر کس کہ غوطہ زن شد در قلمر محبت	درم یقین کہ یاد آں در سبے بہار
از جمع کرمات ز فیض توجہ دورست	شاہ گروزی درویش بے قرار
کہ آہر و توخو ہی سے دل صدق نیت	در بحر حق منت شویندی در بہت را
جاں را فدائیم ما بر ما حضرتؐ	گر آستانہ بوسی گردد غیب را
درینے فیض ساقی مژدہ بدہ بہ مستان	گیرید مرغے یا یثبا السکار
نئے حسد و حسیناں اسے شاہ نازنین	روشن کن ز تجلی کاش نہ گدار
من سوزش محبت پہناں کنہ چگونہ	آتش چو خانہ سوزد خواہ شد آشکار

اسے تاج کج کلاہاں سلطنت دیں پہاں

بر حال زار عثمان چشم کرم خدا را

سراج لکھنوی، سراج الحسن

المتوفی ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۸ء

آئینہ در تجلی ہے نظر آج کی رات
مائی ہے صُت رسالت کی خبر آج کی رات
اپنے شہکار کی تکمیل پہ نازاں ہو کر
کھول دیں چاند ستاروں نے بھی آنکھیں اپنی
شکر ہے وہم کی پرچہ نیاں نابود ہوئیں
جھوم جھوم ٹھی فضا، سن بیا جب نعرہ حق
ڈھنک جاتا ہے ہر شکِ مسرت سوج
شہر ہیں ہیں تصور کی برست ہوا نور
کھل گئیں آنکھیں، حجابِ دو عالم اٹھے
عشق سرمایہ تفتیر بنا روزِ ازل
اور تقسیم ہوا حسن نظر آج کی رات

مُدعا دل کا کہو، نام تیری لے کے سراج

گلے ملتا ہے دُعاؤں سے اثر آج کی رات

راز بریلوی . شاہ محمد تقی عرف عزیز میاں نسیزی

المتوفی ^{۱۳۸۷ھ}
۱۹۶۸ء

سب سے مجدا ہے سب میں ہے شامل نور محمد ﷺ
روح مجتہد جسم کا حامل نور محمد ﷺ

اہل طلب کا جادو نور نام محمد ذکر ہی
اہل یقین کی آخری منزل نور محمد ﷺ

کون نہ بن جائے پروہ نہ کون نہ ہو جائے دیونہ
شمع حقیقت . زینت محفل نور محمد ﷺ

ہادی عظم رہبر امت . شافعی سرور رب محمد
چہ گریہ پیتی ہر دل نور محمد ﷺ

راز یہی اک راز ہے میرا وہی دمساز ہے میرا
ہر دم نظروں کے ہے مقابل نور محمد ﷺ



شکیل بدایونی

المتوفی سنہ ۱۳۹۹ھ
۱۹۷۰ء

موت ہی نہ آجائے کاشش ایسے چینے سے
عاشقِ نبی ہو کر دُور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھسکتی ہو سُرخِ آب گینے سے

زندگی کے طوفان میں جب کہ نہ خداتم ہو
کیوں نہ ہوں خدِ والے مطمئنِ سفینے سے

کون سی دُعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ رزم ہے مانگئے ترینے سے

اے حسینِ بطحاسؑ، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے



ضیاء القدری بدایونی مولیت محمد یعقوب حسین
المتوفی سنہ ۱۳۹۹ھ
۱۹۷۰ء

فدائے ایزدِ غفار ہوں میں	گدائے سیدِ برار ہوں میں
جمالِ صورتِ حسنِ آفریں کا	عجب حسنِ بدشاہ ہوں میں
سب جبریں پر ہے یہ ترنہ	بنی کا غاشیہ بردار ہوں میں
”ابوالقاسم“ ہیں سلطانِ دو عالم	غریب و بیکس و نادار ہوں میں
ہوں صدیق و عمر و عثمان کا فخر	غلامِ حیدرِ کزار ہوں میں
نہیں مجبور میں اسے دنیا والو	غلامِ احمدِ مختار ہوں میں
عرب کے چاند نے قسمت جگادی	بینِ طالع بیدار ہوں میں
نظر ہے دشت میں سوئے مدینہ	ہوں یارانہ مگر ہوشیار ہوں میں
خطا پوشِ جہاں اے شافعِ حشر	خطا پیشہ ہوں عصبِ کار ہوں میں
میں چھ ہوں نصیب چھ ہے میرا	مریضِ سیدِ ابرار ہوں میں
ہوں محبوبِ خدا خود نا خدا جب	بھنور میں تاؤ ہو تو پار ہوں میں

ضیاء ہے طور سینا میرا سینہ

گدائے سرورِ ابرار ہوں میں

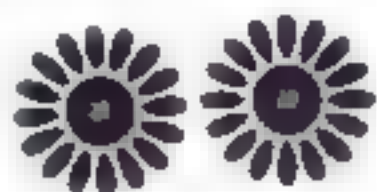
ضیاء جعفری، میر عنایت اللہ شاہ

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

حضور جان بہاراں حضور موج طہور
حضور صبح تجلی، حضور عین ظہور
حضور مہر درخشاں، حضور ماہ تمام
فدائے نیم تبسم، متاع کون و مکان
تمام روح معانی تمام پیکر نور
حضور سلسلہ انبیاء میں نور ہی نور
حضور ابر کرم ہیں حضور جان سرور
نثار زلف پریشاں ہزار علم و شعور
حضور نور مجسم، حضور خلق عظیم
حضور اُمتِ عاصی پہ ہیں رؤف و رحیم



حضور مرکز ہستی، حضور جان حیات
حضور رحمتِ عالم، حضور ختمِ رُسل
نثار عارضِ گلگوں حدیثِ رسد و گل
کلیم گنگ ہیں، عیسیٰ کو بھی تعجب ہے
وہ آئینہ کہ نمایاں ہے جس میں جلوۂ ذات
بشر کے وہم سے ہلاتر آپ کے درجہات
حکایت لب شیریں وہ کاروانِ حیات
زبان آپ کی اور بات ہے خُدا کی بات
ہیں اکسمنِ نبوت پہ آپ بدرِ منیر
حضور آب کے حستے ہیں نہرِ وادہ اسیر



روشِ صدیقی جوالا پوری . شاہد عزیز المتوفی سنہ ۱۳۵۰ھ

صاحب تاج ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

صدر نشین بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی گلی کا ذرہ ذرہ بہ درخشاں بن کر چمکا

فرشِ قدمِ فدک کی عظمت صلی اللہ علیہ وسلم

درسِ مروتِ فرماں اس کا نوعِ بشر پر حسنِ س کا

امین و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

بغض و حسد کا نام ہو گئے چمکا راہِ نبوتِ عفو و رَحْمۃ

جاگ اٹھی انسان کی شرفِ منت صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ جہیں ان کا چمکا، فرقِ مٹا محتاج و غنی کا

ایک ہونے مرہم یہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم

سلطان اور ہمدوش گدیں مول و رشید غریب

خضرِ اُمم اور جادۂ خدمت صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ مبین فیضان ہے اس کا، ذوقِ عقیق حسنِ س کا

س کے در کی خاک میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم

زابد و عاصی عرف و عی سب ہیں در اقدس کے سلمی

سب پہ گل افشاں دامنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

قربِ الہی سنت اس کی، حُسنِ عمل ہے طاعت س کی

حاصلِ ایمان اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ تمنا عمادی، محی الدین

المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

اے خوش نصیب لوگو! شرب کے جانے والو
جاتے ہو تم تو جاؤ لیکن یہ یاد رکھن
لکھی تو تھی یہ دولت تقدیر میں تمہاری
آؤ ذرا کہ دے لوں تسکین اپنے دل کو
اس بد نصیب کی ہے اک عرض سنتے جاؤ
دیکھو یہ یاد رکھنا طیبہ میں جب پہنچنا
ہو روضہ نبیؐ پر جب حاضری تمہاری
سرکار نیند کب تک لٹ جلد اٹھئے
مختر ہوا ہے اٹھئے لے شمع بزم محشر
بگڑی ہے بات ایسی بنتی نہیں بنائے
اور اک غریب جس کو کہتے ہیں سب تمنا
طیبہ کی سمت سُخ تھا اشک آنکھوں کے واں تھے

عیش ابد کمالو رنج سفر اٹھا کر
جاتے ہو میرے دس میں اک آگ سی لگا کر
کی پھل ملے گا مجھ کو اب خاتم سے کھا کر
خاک قدم تمہاری آنکھوں سے میں لگا کر
کہتے ہیں چشم تر سے سیروں ہو بہا کر
مجھ کو نہ بھول جانا مقصود اپنا پا کر
کہن بہت ادب کے جالی کے پاس جا کر
اُمت کا دم رُکا ہے گویا لبوں پر آ کر
اُمت کے سر پہ رکھئے دستِ کرم اب آ کر
بیٹھے ہیں آپ ہی سے سب آسرا لگا کر
آنے کے وقت ہم نے دیکھا جو اس کو جا کر
بیچ رہا کہہ رہا تھا یوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر

تادہ جہان خوبی امروز کامگاری

باشد کہ بیدلاں را کلمے زلب برآری

نظم : مہراج الدین
متوفی ۱۳۹۲ھ
۵۷۳

سہوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمی کی صر
قد گس رہی اس کی اداں میں جس کا وجود
وہ جس کے لطف سے کھلتا ہے غنچہ دراک
صلسم جاں میں وہ آئینہ دار محبوبی
وہ جس کا جذب تھا بیداری جہر کا سبب
وہ جس کا سلسلہ جود ابر گوم بہر
خزاں کے حجبہ ویرں میں وہ شگفت بہار
بسبب جس کی جلست حمل سے میہ ان تک
سود صبح زان جس کے رستے کا غبار
وہ عرش و فرشتہ زن و مکاں کا نقشہ مد
شرف بر بشریت کو اس کے قدموں میں
ہسی کے حسن سماعت کی تھی کرمت خاص
وہ نور لم یزل تھا تر قلوب نے وجود
بغیر عشق مست کسی سے کھل نہ سکے
ریاض مدح رسالت میں رہوا غزل
نہ پوچھ معجزہ مدحت شہ کو نین

کوئی شہب نہیں عشق مصطفیٰ کی صر
سفینہ دومہ میں ہے ناخدا کی صر
وہ جس کا نام نسیم گرد کث کی صر
حیرمء شش میں وہ یار آشنہ کی صر
وہ جس کا عہد تھا دستور رختا کی صر
وہ جس کا دست عفت مصدر عفت کی صر
فنا کے دشت میں وہ روضہ بخت کی صر
محیط جس کی سعادت خط سما کی صر
طسم روح بد جس کے نقش پا کی صر
وہ بترا کے مقابل وہ انتہ کی صر
برہم شہ خاک بھی تھاں ہوئی سہا کی صر
وہ اک کتاب کہ ہے نسخہ شف کی صر
یہ راز ہم پہ کھڑا رشتہ قلب کی صر
رموز بذات کہ ہیں گیسوئے دوقا کی صر
چدا ہے قص کنڈ آموئے صبا کی صر
مرے قلم میں ہے جنبش پر ہما کی صر

جمال روئے محمد کی تابشوں سے ظفر
دماغ رند ہوا عشق کبریا کی طرح

یوسف ظفر

المتوفی ۱۳۹۲ھ

حاملِ قترآن، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ عرب، سرکارِ دوعلم صلی اللہ علیہ وسلم

ظہر و باطن نور کا مامن ظہر انساں باطن قرآن

دہر میں وہ اللہ کا چہ صلی اللہ علیہ وسلم

بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے

اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

عصمت و عفت کا رکھوالا، درسِ اخوت دینے والا

عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

بے کس و ناکس کا وہ حامی، رحمتِ ایزد کا وہ پانی

بارگاہِ حق میں ہے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں سلامے ہادی برحق! اُمتِ پھر محتاجِ بے تیری

جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ ہوشیار پوری، شیخ عبد الحفیظ سلیم
متوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۳ء

ظہورِ نورِ زل کو نیا بہ نہ ملا حرم کی تیرہ شبی کو چرخِ خانہ ملا
تری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو دلوں کو سوز تب رتاب جاودانہ ملا
خدا کے بعد جلال و جمال کا مقہر گر مر بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا
وہ 'وجہِ ہمتِ عاں' وہ شانِ فقہِ غیور کہ سرکشوں سے باندازِ خسروانہ ملا
وہ دشمنوں سے مدار، وہ دوستوں پر کرم بقدرِ ظرف ترے در سے کسی کو کیا نہ ملا
زمین سے تابِ فلک جس کو جراتِ پُر از وہ میرِ قافلہ وہ رہبرِ یگانہ ملا
بشر پہ جس کی نظر ہو، بشر کو تیرے سوا کوئی بھی نرم سرِ رُسبِ پانہ ملا
خیالِ اہل جہاں تھا کہ انتہائے خودی حریصِ قدس کو تجھ سے گریز پانہ ملا
نیازِ اُس کا، جبینِ اُس کی عبا رُس کا وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

درِ حضور سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظ

نوائے شوق ملی، جذبِ عشق نہ ملا

راجہ محمد امیر احمد خاں، ورن محمد آباد

المتوفی ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

سید شرب و بطی بانی انت و اُمّی
رہرو عالم بال زرہ مسجد اقصی
باعصا موسیٰ عمال بہ در فیض تو دریاں
رہبر راہ شریعت بہ امانت بہ صداقت
نفسست غالیہ پیرے مولدت معجزہ خیرے
جد گیسوئے تویسین خم زغب تو طواہین
دل تو منزل دور لب تو موجب کوثر
انت منی بزانت پے نفست پے جنت
ماک چرخ وزمین اے بچاں خاک نشینے
مہر بہ پیچید زمانہ زرہ میر گمانہ
چوں بدیندرد ورت ہمہ گفتند ز نور
سبب اول خلقت مطیع نور نبوت
بہ گل و آب بد آدم تو بدی سرور عالم
کاکل تو پئے عرفاں پئے ایدں پئے قرآن

مسل خاقیت بانی انت و اُمّی
تابش کیسوئے انہری بانی انت و اُمّی
نفسست مجی عیسیٰ بانی انت و اُمّی
ماحی دیر و کلیس بانی انت و اُمّی
نشک شد چہ شمع سوئی بانی انت و اُمّی
طرہ فضل تو طہ بانی انت و اُمّی
رُش تو جنت سوئی بانی انت و اُمّی
پدر فاطمہ زہرا بانی انت و اُمّی
چہ نہان ست و چہ پید بانی انت و اُمّی
باز گو معنی مولیٰ بانی انت و اُمّی
طمع البذر عینا بانی انت و اُمّی
مفتخر آدم و خوا بانی انت و اُمّی
قائل کنت نبی بانی انت و اُمّی
لیدہ نقد ز منت بانی انت و اُمّی



گوہر، گوہر حسین خاں

متوفی ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

نقاب چہرہ پر ورے اٹھائیں آپ
گن بگا رہے بھی کب نگاہ ڈالیں آپ

بھنور میں ہے مے قلب و نگاہ کشتی
کہیں میں ڈوب نہ جاؤں مجھے سنبھالیں آپ

مری خورد نے مری زندگی کو پھونک دیا
مجھے جہنم احسا سس سے بچیں آپ

وہ ک ردائے کرم ہے جو رحمت عالم
کسی ردائے کرم میں مجھے چھپیں آپ

س آرزو پہ مری ساری زندگی قرباں
کہ ایک بار مدینہ مجھے بلالیں آپ

وہ آپ کا ہے کہیں اور جا نہیں سکتا
ہزار طرح سے گوہر کو آزمائیں آپ

شرقی بن شائق

المتوفی ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

بڑے طویل اندھیرے ہیں غم کی زمیوں میں
چراغِ عشقِ محمدؐ بجائے لگا ہوں میں
مجھے ترے ہی کرم سے یہ پوچھنا ہو گا
کہاں سے آئی ہے کچھ روشنی گن ہوں میں
گدائے کوئے محمدؐ کی شان کیا کہتے
کہاں یہ شان ہے دنیا کے بادشاہوں میں
کرم کی پھیک لے گی ستم رسیدوں کو
یہ کیسا تفرقہ ہے تیرے خیر خواہوں میں
چراغِ طور بھی روشن تری کرن سے ہوا
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
میں ایک سایہ ہوں جلتی ہوئی گھٹاؤں کا
چھپ ہوا ہوں مگر دھوپ کی پناہوں میں
بس اک گاہِ تبسم نواز مل جائے
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
زباں بلی تھی شائے رسولؐ میں شرقی
سمٹ کے آگئے انوار میری باہوں میں

بہزاد لکھنوی (سردار حسین خاں)

متوفی ۱۳۹۴ھ
۱۹۷۵ء

دینے دن و روح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سہرہ جاں لے کے جاؤں
جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنت میں
وہ فکرِ سخن وہ زبان لے کے جاؤں
بھلا دوں جو کاذب ہے رودِ میری
جو حق ہے وہی دستاں لے کے جاؤں
”محمد محمد“ ہو، ہونٹوں پہ پیسے
میں یمن کی گل کاریں لے کے جاؤں
نہ چھوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ
یہ حسرتِ مرآتِ سال لے کے جاؤں
جو ٹپا رہا ہے مری زندگی کو
وہی دل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں
نہیں رُوقِ نذر بہستِ دلچسپ بھی
میں کیا پیش شاہِ شہاں لے کے جاؤں



دور ہاشمی کانپوری (سید سعید الحسن)

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

اے کہ ترا وجود پاک دشمن فتنہ پڑی

تیری جناب دم بخود بواہی و خود سری

اے کہ تری ادا ادا فتح قلب سومات

اے کہ دکھا دکھ دیا تو نے جمال حق نما

اے کہ ترے نیاز میں ناز کے عشوہ ساریں

عرش سے فرش تک تھے حسن کی جلوہ پاشیاں

اے کہ تری تجلیاں حاصل صلت جہاں

اے کہ ترا قدم قدم منزل امن غایت

تجھ سے نکھر نکھ گیا چہ صدق کائنات

تجھ سے ملا زمانے کو نظم و نفع متوشن

گنبد سبز کے مکین خاتم دہر کے نگین

شاہد محفل یقتیں گوہر تاج سروری

تیری قبائے کہنہ میں دولت جہاں کاراز

دیدہ خود نگر یہ تھیں شاق تری تجلیاں

دشمن جاں پہ بھی اٹھی تیری نگاہ التفات

مستی و آگہی کا ناز نشہ زندگی کا راز

اُن پہ سلام مل گئی جن کو ترے طفیل سے

صلی علیٰ محمد صلی علیٰ محمد

دور اسی اسم پاک سے دونوں جہاں کی برتری

اے کہ شکست کر دیا تو نے طلسم آذری

تیرے حضور سرنگوں دیدہ سکندری

اے کہ تری نظر نظر حاصل حسن دہی

اے کہ مٹا مٹ دیا تو نے غرور کافری

اے کہ تری عبودیت معبد راز خود گری

فرش سے عرش تک تری جلوہ گہ پیمبری

تیرے کرم نے سرد کی آتش سحر سامری

اے کہ ترا نفس نفس دعوت اوج و برتری

تجھ سے لرز لرزا اٹھی روح فسوں زرگری

تیرے بغیر تھی بہت زلف جہاں میں تیری

تیرے قدم میں سجدہ ریز سطوت حسن قبیری

گیسوئے بوہب میں تھی تیرے ہی دم سے بتری

یہ تیری شانِ مرحمت یہ تیری بندہ پروری

تیرا سبُوچہ خودی تیری مے قلندری

نانِ جویں کی معرفت نعمت فقر حیدری

شورش کا شمعہری، آغا عبدالکریم

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

قلم سے پھول کھلیں، نطق درفشِ شمعہری
وہ آستان کہ ازل سے ہو وہ دھجیں
ہوائے کوچہ محبوب، شکریہ تیر
یہ شکر دائرے بنتی رہی خیالوں میں
تمام عمر مدینہ میں سونے والے کو
کبھی نظیری و فیضی کی خوشہ چینی کی
کبھی عاتق و عطر سے نوا، نگہ
نظر جمی کبھی خستہ کے قصیدوں پر
نوائے مہر علی شاہ کو دوش پہ رکھ کر
جنوں کا درس لیا، بوعلی قلمند سے
دیار شعر میں سفیدی کی ہمنوائی کی
دب میں نمرشد رومی سے اکتساب یہ
غرض کہ اس درِ مشکل کشت تک پہنچے
ہر بارگاہ رسالت یہ ارمغان فقیر
سلام ان پہ کہ جن سے ہے نظر کو ٹٹیکال
سلام ان پہ کہ جن کا نہیں مثیل کوئی
سلام ان پہ جو ہم بے کسوں کی منزل میں
غرض کہ ان پہ درود و سلام کی بارش

وہاں چلے ہوں جہاں گردشِ زہل ٹھہرے
وہ خاک پاک کہ ہم ذرہ بہکشاں ٹھہرے
ترے کرم سے بیابان بھی گلستاں ٹھہرے
کوئی تو بات بہ عنوان ارمغان ٹھہرے
کہاں کہاں سے پکار کہاں کہاں ٹھہرے
کبھی نضائی و خستہ و کے جہاں ٹھہرے
کبھی نہجوری و قدسی کے رزوں ٹھہرے
کبھی قبیلہ عشق کا نثار ٹھہرے
دیوانہ شکر میں بھی میہمان ٹھہرے
نور سحر فی حافظ کے ترجمان ٹھہرے
نہ ضروری کہیں پہنچے نہ درمیان ٹھہرے
وہ رزمیہ میں نہ خیل عاشقان ٹھہرے
وہ ایک در کہ جہاں دورِ سماں ٹھہرے
بڑے کرم ہو جو مقبول و کاماں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جوشِ زو جہاں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جو ہادی زہاں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جو میر کارون ٹھہرے
جو ہر زمیں کے لئے ابر درفشِ شمعہری

جنوں عشق اسی آستیں پہ لے آیا
جنہیں شعور نہ تھا عقدہ جیت ہے کیا
وہ لوگ، تھا جنہیں بے دست پائی کا شکوی
ازل کے دن سے مشیت کی مصلحت تھی ہی

اگر چلے ہو تو سوزِ دوام لے کے چلو

زباں پہ وردِ درود و سلام لے کے چلو

نثار دیدہ و دل، عشقِ مصطفیٰ کی قسم
زمین کا عجز، انہیں کے قدم کا صدقہ ہے
سمندروں میں عمق ان کے قدرِ دانش کا
جولب کھلے تو شکوے بھی کھل کھلاٹھے
بدل گئے کبھی رہو تو آسمان کا نیا
کھلی ہیں ان پہ غیاب و حضور کی راہیں

کہ یہ جنوں بھی بڑی چیز ہے خدا کی قسم
فلک کے چہرہ پر نور و پُرسنیا خدا کی قسم
ازل سے لے کر ابد تک کے رہنما کی قسم
جمالِ صاحبِ وائیل و والضحیٰ کی قسم
کلامِ پاک کی آیاتِ دل کُشا کی قسم
نظمِ عالمِ انساں کے ارتقا کی قسم

بہ آں گروہ کہ از عشقِ مصطفیٰ مستند

سلامِ مابرسانید ہر کجا بستند



سلیم (ابو مکرم سلیم اللہ فہمی)

متوفی ۱۳۵۵ھ
۱۹۷۵ء

السلام اے مخزنِ جود و کرم	السلام اے مہبطِ وحی اتم
السلام اے خادمۃ جاہ و حشم	السلام اے چاکرت کسری و جم
السلام اے منبعِ جود و سخا	السلام اے مبدأ بذل و عطا
السلام اے داروئے دردِ نہاں	السلام اے چارۂ بے چارگان
السلام اے مطلعِ آنوارِ حق	السلام اے محرمِ اسرارِ حق
السلام اے ہر دعا را واسطہ	السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے اتقی و علامہ ہم	عاجز از مدحت زبان و خامہ ہم
اے وجودت بہر حق انعامِ حق	رحمتِ عام، و صلائے عامِ حق
گردِ رایتِ سرمہ اہلِ نظر	کنشِ پایت، شرواںِ راتِ سر
بہر نظر بر لطفِ بے پایانِ تو	چوں مگس ہر منعے بر خوانِ تو
یا رسول اللہ! دلم و تریبِ تو	خالق و خلقش، ثنا گویانِ تو

از سلیم بے نوا عرضِ سلام

کن قبول، اے حضرت خیر الانام

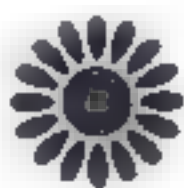
عزیزؑ مولوی عزیز الحق

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

رسولؐ خدا رحمت ملتائیں ہیں شہِ دومہ افتخردنیا و دیں ہیں
وہ دارالفتنا ہو کہ دارالبقا یہ دونوں جہاں ان کے زیرِ نگین ہیں
انہی کی بدولت ہیں جملہ خلائق زمین پر ہیں جو یا کہ زیرِ زمین ہیں
زمانہ ہے ان کے اشاروں کا تبع وہی ہیں ابوالوقت عہد آفرین ہیں
جہاں میں ہیں جتنے حکیم اور عاقل اسی خوانِ حکمت کے سب خوشہ چیں ہیں
وہ لطفِ کرامت وہ خلقِ مجتم فدا سن ہو جن پہ ایسے حسین ہیں
ہیں عقل اور عشق ان کے آگے نگوں سر وہ ذہنوں پہ چھائے ہیں اور دلنشین ہیں
رؤفؑ، رحیمؑ، غنیؑ، کریمؑ سبھی کچھ ہیں وہ بس خدا ہی نہیں ہیں

عزیزِ حقیر اور نعتِ پیمبرؐ

جو محمودِ خدقِ عرش بریں ہیں



جعفری، سید محمد

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

سرم بھیجوں، درود اُس نبیؐ کو نذر کروں
کہ جس کو رحمتِ کلِ عالمین کہہ تو سکوں
بند مرتبت ایسا رسوںؐ بھیج گیب
کہ گر خدا نہ کہوں اُس کو نا خدا تو ہوں
یہ شعر حضرت اقبال مجھ کو یاد آیا۔
کہ آبروئے بشر جس سے ہو گئی فزون
"خبر ملی ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے"
"کہ عدم بشریت کی ندیس ہے گردوں"

محمدؐ عربی ہیں کہ جن کے صدقہ میں
دن بشر کو خدا نے دیا ہے سوزِ دروں
انہیں کے نور سے ہر خلعتِ وجود ہو
نہیں کے نور سے روشن جہانِ بوقلموں
محمدؐ عربی وجہِ خلیقتِ اندک
ودیعتِ کُن کو ہوا رب سے رزقِ کن فیکوں
"محمدؐ عربی آبروئے ہر دوسرا"

انہیں کو قربِ بلا ہے ملا کہ سے فزون
بندیاں شبِ معراجِ وہ میں کہ جہاں
اگر ہے عقلِ بشر کچھ تو ایک صیدِ زیوں
نہ نفسِ ناطقہ پہنچے، نہ لفظ ساتھ چیں
بیان کروں شبِ معراج کا تو کیسے کروں

اک عبدِ خاص ہے بہانِ حضرتِ معبود

چمک رہا ہے ہر عرش ہر درِ مکنوں
وہ فاصلہ جو تھا قوسین بلکہ اُس سے بھی کم
مقرب اتنا کوئی تہ مذک سے کیا پوچھوں
یہ جسبریل نے سرداری پہ جا کے عرض کیا

تختیوں سے جلیں پر اگر اس سے آگے چلوں
وہ ذات پاک ہے لے کر نبی کو جو آیا

حریمِ کعبہ سے اقصیٰ تک اُس کی حمد کروں
ہیں انبیاء سلف رستے میں صف بستہ

دلوں میں اپنے لئے اشتیاق حد سے فزون
وہ آدمؑ اور وہ ادریسؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ

وہ یوسفؑ اور وہ سلیمانؑ و یونسؑ ذوالنور
کھڑے ہیں موسیٰؑ عمرانؑ و خضرؑ بھی ان میں

لئے ہوئے یدِ بیضا، عصا و مہرِ سکوں
وہ حبیبِ عقبیٰ و دنیا و وہ عیسیٰ مریمؑ

ہیں منتظر کہ یہ آئیں تو میں قدم لے لوں
ہلایا کیوں شبِ معراج اور کہا کی کچھ

خدا ہی جانتا ہے اس میں کیا ہے رازِ دروں
خدا کرے کہ ملے جعتِ سری کو یہ توفیق
دُردنیجے جو حد و شمار سے بو بڑوں

کیا مرامنہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز

جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسولِ عربیؐ



"أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ"

جوش ملیح آبادی شبیر حسین خان

سے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کا منبری

رعشہ خوف بن گیا رقص بہت ن آذری

خشک عرب کی ریگ سے لہراٹھی نیاز کی

قدم حسن ناز میں فرے تری شنواری

سے کہ ترا غبار راہ تابش روئے ، بتاب

اے کہ ترا نشان پائنا زش ہر خوری

سے کہ ترے بین میں نغمہ صبح و شستی

اے کہ ترے سکوت میں خندہ بندہ پوری

اے کہ ترے دماغ پر جنبش پر تو صفا

اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری

چھین لیں تو نے مجلس ترک و خودی گریں

ڈال دی تو نے پیرت و ہل میں تھر تھری

تیرے قدم پہ جہر س روم و عجبہ کی تختیں

تیرے حضور سجدہ ریز چین و عب کی خودی

تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی

تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستمداری

لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات

ساز سے تیرے منضبط گردش چرخ چنبری

باطل کے گھنے اندھیروں سے جو بادل ہنتا گزرا ہے
 تاجوں پہ گرجتا آیا ہے، کاسوں پہ پرستا گزرا ہے
 اے وہ کہ غلاموں کو جس نے بخشا ہے زمین کی آفاقی
 آفاق کو روندے گا کب تک تلواروں سے غرور دارائی
 جمہور اٹھائے گی کب تک تابوتِ ظلِ سبحانی
 جمہور کی زندہ لاشوں پہ ناپے گی کہاں تک سلطانی
 بیچیں گے ضمیروں کو کب تک ابنائے حرم بازاروں میں
 تکبیر رہے گی گم کب تک زنجیروں کی جھنکاروں میں
 قوموں کے لہو سے قوموں کے لبریز پیالے آج بھی ہیں
 بازارِ اہم میں اپنے خدا کو بیچنے والے آج بھی ہیں
 پردے میں تمدن کے کب تک انسان کو انسان کھائے گا
 یہ ابر کہاں تک برسے گا، یہ سیل کہاں تک جائے گا
 تاریکِ افق کے ماتھے سے کب رات کی ظلمت چھوٹے گی
 صبحوں کا اجالا کب ہوگا، سورج کی کرن کب پھوٹے گی
 اے پشتِ وینہ کون و مکان اس سمت بھی اک حمت کی نظر
 سن میری فداں! لے میرا سلام! اے ارض و سما کے پیہر



دانش (حسن الحق بن دانش علی)

حسن فطرت کو، ہجومِ عشق درکار تھا
عشقوں کو بہرِ سجدہ آستان درکار تھا
زندگی تھی چمچدنی دھوپ میں زار و زبوں
رہروں کو سینہ پر روان درکار تھا
بحر کو موتی ملے، تاروں کو تنویریں میں
سرخوت کو شہ پر دو جہاں درکار تھا
اس بساطِ خاک کی نشوونما کے واسطے
ک حکیم آب و گل اک چہرہ خوں درکار تھا
کفر کے زغے میں گھبراتی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقین بے گماں درکار تھا
سے زبے تقدیر، یہ نکلا محمد کا منت م
کوئی، انسان، خدا کے درمیان درکار تھا
خالقِ ارض و سما کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقہِ دشواریاں درکار تھا
خامیِ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو ک شفیعِ عاصیاں درکار تھا
قفلے کو منزلِ نیت کے واسطے
نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا

بے صدا و صوت تھی دولت ہوائے آبِ گل
 اس فضا میں صوفِ آئینِ ازاں درکار تھا
 چہ پیہ تھا آدمی کی رہبری کو آدمی
 مہ سلوں کو سربراہِ مہ سلوں درکار تھا
 زندگی پر کیسے کھل جاتے رموزِ زندگی
 قولِ حق کو ن کا نڈازِ بیاں درکار تھا
 منجھد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی
 حق نے پیغمبر وہیں بھیجی جہاں درکار تھا
 نورُ ن کا عیش پر میدان کا خاک پر
 آسمانوں سے زین کو ارمغان درکار تھا
 یا مُہمَّدؐ تو نے رکھ نہ مسلکِ آدم کی رُج
 جس کو دہائے دو حرف کن فکاں درکار تھا
 اُن سے ملتے ہی نظر کا فرسماں ہو گئے
 اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا
 دھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس نے ہر کارنے
 حشر کے دن جمتوں کا سائبان درکار تھا
 رحمۃ اللعالمینی سے جلے دل کے چراغ
 انس و جان کو خیر خواہ انس و جان درکار تھا
 ہاں مرے سجدوں میں ہے دانش اُسی در کی تڑپ
 میری پیشانی کو ان کا آستان درکار تھا!



حقیقۃ جالندھری

وہ جس نے نوغِ سناں کو غدائی سے رہائی دی
 وہ جس نے پنجہ مگِ دو می سے رہائی دی
 جب انساں دمِ مگِ س کے غلاموں پر بچھاتے ہیں
 حرم کے تاروں کو شرنِ صید دی دکھاتے ہیں
 میں ایسے حال میں تنگ سکے جب فریاد کرتا ہوں
 سی کا نام پیتا ہوں ، سی کو یاد کرتا ہوں
 وہ جس سے ربطِ قمر ہے زمینوں آسمانوں میں
 وہ جس کا ذکر ہوتا ہے مؤذن کی ذراں میں
 زمین و آسمان ہی جب ستم یی ذکر کرتے ہیں
 اُسی کے نامِ یوسف پر جب بیدار کرتے ہیں
 میں ایسے حال میں تنگ سکے جب فریاد کرتا ہوں
 سی کا نام پیتا ہوں ، سی کو یاد کرتا ہوں
 وہ جس نے ابرِ رحمت بن کے بے جاؤں کو جان بخشی
 چمن کو رنگِ بخشا اور بلبس کو زباں بخشی
 سی کے باغ پر جب برقِ شعلہ ریز ہوتی ہے
 سی کے بے زبانوں پر ٹچہ ہی جب تیز ہوتی ہے
 میں ایسے حال میں تنگ سکے جب فریاد کرتا ہوں
 اسی کا نام لیتا ہوں ، سی کو یاد کرتا ہوں

ماہر القادری (منظور حسین)

رسولِ مجتہٰ کہئے، محمد مصطفیٰ کہئے

خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے
شرعیّت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے
جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے

جب اُن کا نام آئے مرجھا صلّ علی کہئے
مرے سرکار کے نقش قدم شمع ہدایت ہیں

یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا رست کہئے
محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا

اسی کو ابتدا کہئے، اسی کو انتہا کہئے
غبارِ راہِ طیبہ سرمہ چشمِ بصیرت ہے

یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہئے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہر! چشمہ آبِ بقا کہئے



نسیم اور وہوی، سیدقلم رضا

وہ خیر البشر فخر اور در آدم بشیر و نذیر و نصییر و وعید
وہ صف مکمل، وہ خالق مجسم بنی نوع ناس کا غمخوار و ہمدم
غنی و رگدا کا سبب و محترم
خدا کا محمد، ہمارا محمد



محمد، وہ گم گشتہ قوموں کا بادی جو عالم میں علم و عمل کا منادی
وہ پیغمبرِ عالم و خود غمدادی شریعت ہے جس کی بہت سیدھی سادی
نہ دنیا پرستی نہ رہبانیت ہے
معیشت بدامان یہ روحانیت ہے



شرف صرف سرم کو ہے یہ وصل کہ جس کا بنی ہر صفت میں ہے کامل
نہ دنیا کا حساب، نہ دنیا سے غافل وں ہم، یعنی رحیم اور عادل
وہ "مشفیق" جو غیروں کو پہنچانے
وہ "قائد" جسے چاہت جیب خارے



"پدر" وہ کہ تصویر شفقت سرچ وہ "استاد" جو مصلح دین و دنیا
وہ "نصیح" کہ جس کا ہر اک قول میٹھا وہ "ساتھی" کہ دشمن کو جس پر بھروسہ
وہ "مزدور" مٹی اٹھالے جو سر پر
وہ "سلطان" کہ سکہ ہے اہل نظر پر



"ولی" وہ کہ بے وارثوں کا ہے والی وہ "مولا" سلاطین جس کے مولیٰ
 وہ "اعلیٰ" کہ طرح مساوات ڈال وہ "طاہر" کہ دل بھی کدڑی کا خالی
 وہ "اُمّی" کہ مسجد میں قرآن رکھتا ہے
 وہ "دریا" کہ ساحل پہ طوفان رکھتا ہے



"نبی" وہ کہ مہا ہے سب نبی نے "بحری" وہ جسے کوہ، رائی کے دانے
 "قوی" وہ کہ جانی ہے کوہ کرنے "سمیعی" وہ کہ سائل کا احسان کرنے
 "غنی" وہ کہ شاہی میں فقر آشنا ہے
 "تہی دست" ایسا کہ دست خدا ہے



عُبت کے یوں جس نے دریا بہائے دس "ن" کا بھی چھین، جوہر لینے گئے
 یہ بندہ نوزی کے جوہر دکھائے کہ خود دکھائے جوہر اور جوہر لٹائے
 خوشی اپنی غیروں کے غم میں بھلادی
 دیا درد جس نے، اسے بھی رو دی

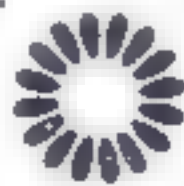


جو سویا تھا احساس، اُس کو جگایا جو فتنہ تھا بیدار، اُس کو سلا یا
 کچھ ایسا اخوت کا چشمہ بہا کہ دم میں تعصب کا شعلہ بجھا
 محبت سکھادی، عداوت بھلادی
 لگا دی یہ گنگا اور وہ آتش بھلادی



رئیس امر و ہوی سید محمد ہدی عرف اچھن

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
 گوشہ گوشہ، در بدر، قریب بہ قریب، گو بہ گو
 اشک فشاں ہے کس نے دیدہ منتظر
 دجہ بہ دجہ، یک بہ یک، چشمہ بہ چشمہ، جو بہ جو
 مری نگاہ شوق میں حسن زل ہے بے تاب
 غنچہ بہ غنچہ، گل بہ گل، رو بہ رو، بو بہ بو
 جلوہ عارض نبی، رشک جمال یوسفی
 سینہ بہ سینہ، مہر بہ مہر، چہرہ بہ چہرہ، ہو بہ ہو
 زلف دراز مصطفیٰ، گیسوئے میل حق نما
 ستارہ بہ ستارہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، ہو بہ ہو
 یہ میر انظار شوق، رشک جنون قیس ہے
 جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل، شیوہ بہ شیوہ، ہو بہ ہو
 تیر تصویر جمال میرا شریک دل ہے
 نامہ بہ نامہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہو بہ ہو
 بزم جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف رو
 قصہ بہ قصہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رو بہ رو
 کاشش ہون کا سامن عین حیرت ناز میں
 چہرہ بہ چہرہ، رخ بہ رخ، دیدہ بہ دیدہ، ذو بہ ذو
 عالم شوق میں رئیس کس کی مجھے تواسشر ہے
 خطہ بہ خطہ، رن بہ رن، جہرہ بہ جہرہ، سو بہ سو



اقبالِ عظیم

کعبے سے اُٹھیں جہوم کے رحمت کی گھٹائیں مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دُعا میں
 والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فدا پر و اشمس کے جلووں سے منور ہیں فضا میں
 لو ایک کے غموں سے فضا گونج رہی ہے واللیل کی خوشبو سے معطر ہیں ہوئیں
 اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں
 آتی ہے شہنشاہِ شفاعت کی سواری شاداں ہیں خط کارِ تونا زان میں نہائیں
 اُس در کے غلاموں کی ہے فتنہ دہیزی راس آتی ہیں اُن کو نہ عبائیں نہ قبائیں
 ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفویٰ ہیں ہم اور کسی در پر جہیں کیسے جھکائیں
 میں عازمِ تلیب ہوں مجھے کوئی نہ روکے کہہ دو کہ حوادثِ مرے رستے میں نہ آئیں
 میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابیِ دل سے میں گرم سفر ہوں وہ بلائیں نہ برائیں
 وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا افسانہ غم اور کے جا کے سنائیں

بس خاک کف پائے محمد کی طلب ہے

اقبال کا مقصود دوائیں نہ دُعا میں

شور (پروفیسر منظور حسین)

جب لات و بیل کی پیشانی آدم کے ہوسے جلتی تھی
 جب دیرو کلیس کی ظلمت کعبے کی سحر میں تلتی تھی
 پتھر کی سلوں سے جب پنے معبود زرشے جاتے تھے
 دیور حرم سے جب عوفوں بت خانوں کے ٹکراتے تھے
 جب نسل و نجات کا فتنہ، تھوں پہ لگیا جاتا تھا
 جب لعل و گہک چادر میں بہ کوٹینہ چپ چپ جاتا تھا
 جس دور میں شمع بت خانہ حرم میں جلتی تھی
 روزن کو چپ کر سینے میں جنت کی ہو جب جلتی تھی
 اس وقت وہ تیار توں کو پیغمبر بننے وار
 فوق کی ڈوبی کشتی کو ساحل کی طرف کھینے وار
 سورج کی ضیاء، مہتاب کی غنوناؤں کی چمک بکائی کی جگہ
 تعبیر نہیں، تاویل زماں، مقصود و مورد جن و ملک
 تغیر کتاب کون و مکان، فجر دوم اسرار انم
 سینے میں گدز کربٹ، قدموں میں دوق قیس و تہ
 وہ جس کا نفس تہذیب نفس، وہ جس کی نظر تطہیر نظر
 وہ جس کی جہیں کا سر سجدہ معبود دعا، مسجود نثر
 صحرائے عرب سے جو اٹھ کر دنیا کے افق پر چھایا ہے
 جس کا برقعہ سپین سے لے کر چین تک لہرایا ہے

چین ستم سے بے خبر تیری جبین دل کشی

حرف وفا سے تباہ ک تیری بیاض دہری

تیری پیبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے

بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری

جھٹکے ہوؤں پہ کی نظر، رشک خفا بنا دیا

رہز نوں کو دی ندا، بن گئے شمع رہبری

سہج ہو نہ کس قدر تیرا دم غ حق رسی

پگھلا ہو تھا کس قدر تیرا دل پیبری

چشمہ ترے بیان کا غر حرا کی خامشی

نغمہ ترے سکوت کا نغمہ فتح خیبری

زمزم تیرے سز کا لہن بلاں غ حق نوا

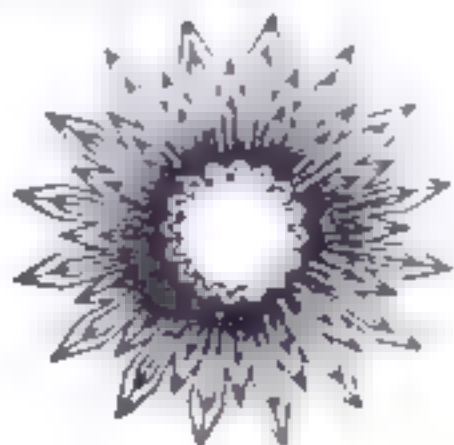
صدا غقتیرے ابر کا رززش روح بوذری

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے

دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہ کافری

تیرے فقیر اور دیں کو چہ کفر میں صدا

تیرے غم اور کریں اہل جفا کی چکر



سید آلِ رضا لکھنوی

تہذیبِ عبادت ہے مہ پائے محمدؐ تسیم کی خوشبو پہن کرائے محمدؐ
تنظیمِ خدا ساز تمثیل ہے محمدؐ منش جو خدا کا وہی منشائے محمدؐ

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی

اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی

اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی اطاعت قرآن کی دعوت ہے، محمدؐ کی رسالت
مذکر کی حفاظت ہے، محمدؐ کی طاعت حد بند شریعت ہے، محمدؐ کی رسالت

ہو جتنا شعور، تنہا ہی اس حد کو سمجھ کر

اسلام کو سمجھو، تو محمدؐ کو سمجھ کر

اللہ ہے کیا؟ جس نے بتایا وہ محمدؐ پیغامِ سب پیغامِ جو رہا، وہ محمدؐ
آیات میں پیوست جو آیا، وہ محمدؐ جس نے بشریت کو سچایا وہ محمدؐ

معیار بن بارگاہِ عز و جل میں

آہنگِ محمدؐ، صفتِ قول و عمل میں

وہ علم مجسم ، وہ مشیت ، وہ محمدؐ
وہ عقل مسلم ، وہ رسالت ، وہ محمدؐ
وہ عدل منظم ، وہ صبیعت ، وہ محمدؐ
وہ خلق معظم ، وہ شرافت ، وہ محمدؐ

نہِ احدیت یہ نیابت ہے ہماری

فخر بشریت ، یہ سیادت ہماری

وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریت
اللہ کا پرتو خدو خالِ بشریت
نوارِ کائنات ، جمالِ بشریت
کیفیتِ مخصوص میں حالِ بشریت

قرآنِ زباں ، صریح گفتِ محمدؐ

قرآنِ عمل ، منزلِ کردارِ محمدؐ

محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار
خلاقِ ہمہ گیر کی وسعت کا علمدار
انسان سے انسان کی ملت کا علمدار
اللہ کے رشتے سے اخوت کا علمدار

وہ پرچمِ احساں جو رہنے پہ کھلا ہو

رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ ٹلا ہو



سید ہاشم رضا

چھپے ہیں سونے عدم لے کے گزروئے رسولؐ

یہ تو صمد ہے کہ دم میں گے رو پڑے رسولؐ

ہمدی شامِ خد کی یہی ہے صبحِ مسید

قدم بہ عاصۃ خضر، نظر بہ روضۃ رسولؐ

مدینہ نگیاں ساتھ یو خموش رہو

انھیں فضاؤں میں گو بجی ہے گفتگوئے رسولؐ

یہی ہے منزلِ دل سانس و محبت کی

نہیں ہو فوں میں بستی رہی ہے بولے رسولؐ

سفرِ قمر کا میسر ہوا تو دیکھیں گے

چمک دمک ہے ۔۔ بھی بھر زکونے رسولؐ

ہیں تحتِ قنوج دزدانِ ن کی ٹھوکر میں

رہی ہے جن کے تصور میں آبروئے رسولؐ

نہ سوشلزم سمجھتے ہیں ہم نہ کیپٹلزم

ہم رے فہم و فراست کا رخ ہے سویئے رسولؐ

ہزار بت تھے جہاں میں ہزار سالوں سے

مگر ٹھہر نہ سکا کوئی دو بدوئے رسولؐ

کن آندھیوں میں جلا تھا چیراغِ مصطفویؐ

کن آفتوں کا مداوا بنی ہے خوئے رسولؐ

جمال نورِ شاں اور کلام سازِ لست

زبے جبینِ محمدؐ، زبے گلوئے رسولؐ

ہماری بات ہی کہا ہے بساطِ ہی کیا ہے

کلامِ رب کو ہوئی جب کہ جستجوئے رسولؐ

بڑھیں گے عابد و زاہد تو سوائے نہرِ بین

بحم ایسے رندِ مدین گئے کنارِ جوئے رسولؐ

ہماری عقل کہاں رتبہ رسولؐ کہاں

کہاں عشق سے ممکن ہے جستجوئے رسولؐ

حضورؐ ہم نہ ہوئے آپ کے زمانے میں

گلہ کریں گے مقدّر کا ردِ بروئے رسولؐ



شاع لکھنوی، حسن پاشا

کوئی نیابت تے کہ چیز کیا یہ گداز عشق سوا کچھ
 جو نہاں ہوں میں تو گئے جو غریب سے تو پھوٹے
 وہ رہے کتنی لطیف تر جو نہاں طے سونے
 وہ نگاہ کتنی حسینے جو نگاہ اُن کو قہوں ہے
 جو غس غس کلبے مدد نہ ہوں حضور میں کیوں بھلا
 کہ مے بنی کو پسند ہے مری راتیں میں جو طمان
 زبے کیف سجدہ معتبر کہیں کھوگی بوٹھکا کے
 جیسے اس نظر سے پس نسبتیں ہی دے عشق میں کام
 تری جستجو میں جو تے تو مجھے موت بھی عجز
 در مصطفیٰ کی تلاش تھی میں پہنچ گیا بونیاں میں
 کوئی اہل دل ہی بتائے گا کہ شعور کیا صوں کیا
 ذر سون و عطر خوشیوں میں کہاں عشق میں تو با
 کبھی خوشیوں میں کبھی غم، عجیب طرح کا دل
 غم مصطفیٰ سے ہے شادمان غم زندگی سے ملو ہے

یہی شاعر اپنی ہے رز و و دیو رہو میر سے رو برد

کہ جہاں عطر کی ہیں برشیں کہ جہاں رزم کا نزول ہے

فضلی (سید فضل احمد کریم)

ہے اگر کائنات ایک رب رب
سب میں کچھ کچھ کمی سی لگتی ہے
وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی مثل
ان کی ذات و صفات اک دیا
بے نوؤں کو عظمتیں بخشیں
نور ان کا ہے کر دیا جس نے
قوم جو علم سے تھی بے بہرہ
بے ادب بادیہ نشینوں کو
موت کو یوں بنا دیا محبوب
دولت و ملک و نسل کی تفریق
یوں مٹادی کہ بوذر و سلمان
آپ ہی کی بتائی وہ نکلی
ان کا پیغام جس نے اپنایا
روح کو ان کے عشق سے آرام
ان کی خوشبو نفس نفس میں ہے

ذات پاک حضور ہے مضراب
جو بھی آتے ہیں ذہن میں نقاب
وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی جواب
اور الفاظ میرے مثل حساب
ان کی عظمت کی کوئی حد نہ حساب
ذرت سے ذرت کو مہر عالمہ تاب
کھول دی زندگی کی اس کتاب
آئے موت و حیات کے آداب
لوگ مرنے کو ہو گئے بے تاب
تھی جو انسانیت کے حق میں عذاب
ہو گئے ہمسر عمر خصاب
جب بھی سوچھی کسی کو رُہ صوب
آگیا اس کی زندگی پہ شباب
دل ہے گوان کے عشق میں بیتاب
سانس لینا بھی اب کے کارِ تواب

ذکرِ پاک اُن کا اور تو فضلی

بے ادب سیکھ عشق کے آداب

احمد ندیم قاسمی (احمد شاہ)

کچھ نہیں، نگہ شاہوں سے یہ شیر تیر
 اس کی دوست ہے فقط نقش کف پا تیر
 تہ بہ تہ ترسیر گئیں ذہن پہ جب ٹوٹی ہیں
 نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہوید تیر
 کچھ نہیں سو جھٹ جب پیاس کی شدت گئے
 چھلک اٹھتا ہے می روت میں مینا تیر
 پردے قد سے میں کھڑ ہوں تو یہ تیر ہے کرم
 بچھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہرا تیر
 دست گیری مری تنہائی کی، توں ہی توئی
 میں قوم جاتا، گرسا خد نہ ہوتا تیر
 وگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیر کا نہ تھا
 میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایہ تیر
 تو بشر بھی ہے، مگر فخر بشر بھی تو ہے
 مجھ کو تو یہ دے بس اتنا سر پا تیر
 میں تجھے عالمِ شیر میں بھی پادشہ ہوں
 لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بادشاہ تیر
 مری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں تجھے ہر سو دیکھیں
 صرف خضوت میں جو کرتے ہیں نظر تیر

وہ اندھیروں سے بھی دراندہ گزر جاتے ہیں
 جن کے ماتھے پر چمکتا ہے ستارا تیرا
 ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
 ریز روں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا
 شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
 نگہتیں بانٹتا ہے گرج بھی صحرا تیرا
 اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھے
 رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
 تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا۔ ہزاروں کا سہی
 اب جو حشر کا فرد ہے۔ وہ تنہا تیرا
 ایک بار اور بھی میزب سے فسطین میں آ
 رستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا



حَقِّی (شان الحق)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے
اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو
مرا تو بس یہی ایمان دیں ہے
تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے

نہیں میں واقفِ سرِّ الہی
جو دل الوار سے ان کے ہے روشن
مگر دروں میں یہ نکتہ جاگزیں ہے
وہی کعبہ وہی عرش بریں ہے

یہ سمجھے معنی لولاک میں نے
مگر آزارِ ہستی کا مداوا
کہ بستی بخشش جاں آفریں ہے
عطائے رحمتِ تدلیس ہے

وہ شہر بے حصار ان کا، مدینہ
نہ پوچھو ہے سودا کا کب تک
کہ جس کی خاک ارمانِ جبین ہے
یہ المغرب سے تا اقصائے جبین ہے

نہ کہئے ان کا سایہ ہی نہیں تھا
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے
وہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
وہ انساں نازش روئے زمیں ہے

نہ سمجھو ہم کو محسوسِ نظارہ
یہ دیکھو جس سے کتنی منور
وہ سرِ اس بھی نگاہوں سے تری ہے
یہ دیکھو چاندنی کتنی حسین ہے

جھکی جاتی ہے خود سجدے میں گزین
کہ دل میں ما سوائے اسمِ احمد
نہ جانے کفر ہے یا کارِ دیں ہے
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے



آلور صابری (مولینا محمد انور)

مچنے لگے میری پیکوں پہ آنسو مجھے جب شہنشاہ دیں یہ دئے
ستاروں کو قفسے دل مبتلا کے نگاہوں کی خاموشیوں نے سنانے

کروں میں جہاں جا کے ذکر محمدؐ، مزہ جب بے لے جذبہ وہاں
مرے سارے احساس پر روح جاتی، کوئی اپنی تازہ غزل گنگنائے

وہ معراج کی شب پئے خیر مقدم تھا فداک پر شادمانی کا عالم
بہشت بریں میں صفِ انبیاءؑ نے درودوں سلاموں کے تحفے سجائے

وفا کا یہی مقصد زندگی بنے یہی ولیں شرط عشق بنی ہے
کبھی شدتِ ضحاکِ اب الم سے، نخی چشمِ حسرت میں آنے نہ پئے

نہ گھبراؤ اسے عاشقانِ رسالت، دم گرمی آفتابِ قیامت
قبائے شفاعت کے ہوں گے میسر مہروں پر ہر شہر پر کیف سے

جدھر اٹھ گئے پئے سرکارِ دال، کلیجے سے ظلمت کے بھرا اُجال
ہوار نقوشِ قدم تک جو پہنچے وہ ذرے مثالِ حسرت جگمگائے

مدینہ کی جانب تمنا ہے آلور! چوں اس ادا سے باندازِ مستی
صحابہؓ کے دورِ محبت کا خاکہ مرا میرا رزو بنتا جائے



تبسم (صوفی غلام مصطفیٰ)

رخشنده تیرے سُسن سے رُخسارِ یقیں ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جہیں ہے

ہر گام تیرا ہم قدم، گردشِ دوراں
ہر جہہ تر رہ گزرا خُسرِ بریں ہے

جس میں ہو تر ذکر، وہی بزم ہے رُغیں
جس میں ہو تر نام، وہی باتِ سیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کف پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

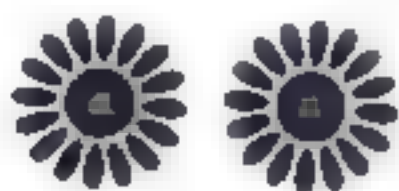
جھکتا ہے تکتا تری دلیلیز پہ آ کر
ہر شاہ تری رہ میں اک خاکِ نشیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتمِ دوراں کا درخشنده نگین ہے

آیا ہے ترا ہم مُبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاور نہیں ہے

فتا نظامی کا پوری

ہر بتدا سے پہلے ہر اک انتہا کے بعد
 اعلیٰ ہے سب سے ذات محمدؐ خدا کے بعد
 شہید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو
 منزل کی ہوتلاش ترے نقشب پا کے بعد
 دل مطمئن ہے یوں تری بزمِ پناہ میں
 بیمار مسکراتا ہو جیسے شفا کے بعد
 تشبیہ کے لئے ہیں یہ خورشید و ماہتاب
 حاجت بھی ورنہ کیا تھی رخِ مسطفیٰ کے بعد
 دنیا تری بھی فکر سے غافل نہیں ہوں میں
 لیکن خیالِ دینِ رسولؐ خدا کے بعد
 کہنِ رسولؐ پاک سے طیبہ کے زارو
 میرا سلام اپنی ہر اک التجا کے بعد
 مصرعِ یہ خوب حضرتِ جوہر کا ہے فنا
 اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربا کے بعد



سآغر نظامی، میرٹھی، محمد یوسف خاں،

حُسنِ سراپا، عشقِ مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم
روئے نمودار، گیسوئے پر خرم صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ قرآن، فخرِ شہود، خسرِ دین، حجتِ یزدان
دردِ عذرا، ساقیِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
حُسنِ کامِ کز، خیرِ کامِ من، شوقِ کامِ جمع، درِ کامِ مکن
حُسنِ کامِ منبع، عشقِ کامِ سنگ صلی اللہ علیہ وسلم
زخمہٗ وحدت، نغمہٗ کثرت، سازِ محبت، رزقِ صفت
عنونِ فنا، نہادِ صلی اللہ علیہ وسلم
فرش سے ہے تاعرشِ بار، ذرہٗ ذرہٗ ویر کا بار
شمعِ دو عالم، مہرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ طبیبِ عالم امکان، چرخِ یزید کی شان
تو نے رکھ زخموں پہ مہرِ صلی اللہ علیہ وسلم
سازِ زن سے سوزِ ابد تک یک تڑم یک تڑم
بربطِ جاری، نغمہٗ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
مہ میں سجودِ شوق کا صوف، تکتھویں سو بریں
کوئےِ مدینہ وریہ موسم صلی اللہ علیہ وسلم



رعنا اکبر آبادی

گل معنی کھدا جب رحمۃً تعالٰی میں آئے
مشیت تھی کہ آخر میں بہرِ اولیں آئے

زمیں کے فرش پر عرشِ الہی کے مکین آئے
بساطِ فقر لے کر مالکِ دُنیا و دین آئے

بڑھاپہ و ربی سوزِ محبت شانِ ہجرت نے
جہاں روشن ہوئی یہ شمعِ پروانے وہیں آئے

تصدقِ ان کی تنہائی پہ ہنگامہ دو عالم کا
حرا کے غار کی قسمت کھلی عزت گزیر آئے

تڑپ کر رہ گیا ایک ایک ذرہ بزمِ مستی کا
تجلی تھی کچھ ایسی ہر نفسِ سمجھی یہیں آئے

زمیں پرلے کے اوجِ عرش سے تحفے محبت کے
خدا واقف ہے کتنی مرتبہ رُوحِ لا میں آئے

ستارے رہ گئے سارے تڑپ کر بامِ قدرت پر
زمیں کے جاندین کر حجبِ یہ بالائے زمیں آئے

رسول اللہ کا عرق ہے، عرفانِ خدا رعنا
اگر ایمان نہ ہو ان پر خدا کا کیا یقین آئے

نشور واحدی

ذکر اُس کا ہے اور با چشمِ پُریم نازں ہے جس پر تاریخِ آدم
ایمانِ مطلقِ ارثِ دُشم نورِ مجسم، جانِ دو عالم

رُوحِ ہدایتِ حمد بہ نامے

یثربِ مقامے بھی خرامے

ہوتا نہیں گریضِ کُستی دنیا جڑ کر شاید نہ بستی
ظُلِ نبی سے مستی و بستی جس نے مٹائی باطل پرستی

مہتابِ دستے خورشیدِ گات

صبحِ شِچہ صبحے شامِ شِچہ شامے

اُبھرا ہے جب سے بستی کا تار صوفوں بکفت ہے عالمِ ہی سار
بے سود کشتی، جھوٹا کنار ختمِ رُسل کا سب کو سہار

ذرتِ رفیقش خاصے بہ عامے

کہنہ کھیمے، تازہ پیامے

عثمانیت ہے غمِ کوششِ رہنا صبر و رضا میں پُر جوشِ رہنا
جس نے سکھایا ذی ہوشِ رہنا خنجر کے نیچے خاموشِ رہنا

خوں در گلو و قرآنِ ہائے

محو کلام و خودِ کلامے

پھر شمعِ ایمانِ ضو پارہی ہے تاریخِ ماضی دُہرا رہی ہے
بزمِ سیاست تھرا رہی ہے کعبہ کی جانب خلق آ رہی ہے

منزلِ پستِ نزلِ گامے یہ گامے

عالمِ مسافرِ کعبہ مقامے

تائبش دہوی، سید مسعود الحسن

راحتِ دل، سکونِ جاں یعنی	وہی - غمخوارِ عاصیاں یعنی
جو قدم سے حدوث میں آیا	وہی تخلیقِ ہر جہاں یعنی
شہرہ ہے جس کی مصطفائی کا	وہی مدوحِ قدسیاں یعنی
شرفِ اجبتائی جس کو ملا	وہی سرخیلِ نوریاں یعنی
ذات سے اپنی حجتِ اکبر	ماورائے ہر این و آن یعنی
بے نظیری میں خود نشیر اپنا	بے مثالی کا خود نشان یعنی
مہبطِ وحی و مرکزِ الہام	کاشفِ سترِ کن فکاں یعنی
مصدرِ خیر و منبعِ الطاف	قاسمِ کوثر و جنان یعنی
خلق میں سرِ بر رُوف و رحیم	آدمیت کا پاسباں یعنی
مہرِ دامن ہے جس کا، ابرِ کرم	وہی دلدارِ خستگان یعنی
عشرتِ نطق جس کا نامِ عزیز	ذکر جس کا نشاطِ جاں یعنی

لائقِ مدح ہے وہی تائبش

وہی - مرتاجِ مُرسلاں یعنی

مختبر بدایونی 'افروق' حمد

ہم کو کیا خوف باطل کے میدان میں
سیفِ حق ہاتھ میں روحِ فترآن میں

اُسوہ مصطفیٰ کا چہرہ آج بھی
جل رہا ہے ہوؤں کے عوفن میں

شہرِ بطحا سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

ہم نبیؐ کی محبت سے باہر کہیں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

ہے یہ عمرِ تصور بھی اُن کا کرم
ہر غس یک ضافہ ہے احسان میں

پھر وہ صدق و یقین دے ہی ہمیں
تھا جو صدیقؐ و افروقؐ و عثمانؓ میں

جذبہٴ بوذریؓ، سطوتِ حیدریؓ
پھر سے پیدا ہو یک اک مسلمان میں

بارشیں اور رحمت کی یہ بارشیں
ب شمعِ رگنہ بھی نہیں دھین میں

دیکھ مختبر وہ چشمِ خفا پوش ٹھی
دفعۃً کیسی جنبش ہے میزبان میں

منور بدایونی (ثقفین احمد)

نعتِ محبوبِ داورِ سند ہو گئی

فرد عسیاں مری مُسترد ہو گئی

مجھ سے اُسی بھی آغوشِ رحمت میں ہے

یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہو گئی

عمر بھر میں نے دنیا میں نعتیں لکھیں

میری بخشش یہیں مستند ہو گئی

عرشِ تک تو خیالوں نے سمجھا انہیں

ختم آگے تختِ سل کی حد ہو گئی

جو تجلی منور مرے دل میں تھی

وہ پس مرگِ شمعِ لحد ہو گئی



فگارِ ردِ لاور حسین بدایونی

جہاں مددِ وانجسم عارضِ حمد کی تابی
 صلوٰۃ صبحِ خندِ معصفتیٰ کِ خندہ پیشانی
 حمد کی غدی کر کہ تو بھی سیکھ جائے گا
 جہاں بینی، جہاں گہری جہاں دری جہاں بینی
 نظرِ جبِ مصحفِ رخ پر پڑی جبریل نے دیکھا
 کبھی ہیں عارضِ پر نور پر یہ بت شرابی
 مے آؤ نے اس حد تک بھرا ہے میرے دماغ کو
 جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگدانی
 سفر میں سخرت کے درزِ بڑا کب لیجے
 بہت ہے دیدہ کریں میں یک شکِ پشیمانی
 زبانِ شوق پر نہ محمد آگیا سخر
 بس سے جیتانی دس بن یہیں تک تھی پریشانی
 رسولِ پاک کو عادی سمجھے تو کب سمجھے
 قرآنِ سرے انسانی، شاملِ سارے سہانی
 قیمت میں فگارِ بے نوا کی دستگیری کو
 بہت ہے یک نظمِ مختصر کی لغتِ عنوانی



نعیم صدیقی (فضل الرحمن)

ہوا ہے دل کا تقاضا کہ ایک نعت کہوں
میں اپنے زخم کے گلشن سے تازہ پھول چمنوں
پھرن پہ شبِ بنم شک سحر گہی چھڑکوں
پھرن سے شعروں کی لڑیاں پرو کے نذر کروں

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

میں تیرہ صدیوں کی دوری پہ ہوں کھڑا حیراں
یہ ایک ٹوٹا ہوا دل یہ دیدہ گریاں
یہ منفعل سے ارادے یہ مضحمل ایماں
یہ اپنی نسبتِ عالی یہ قسمتِ واژوں

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہ تیرے عشق کے دعوے یہ جذبہ بیمار
یہ اپنی گرمی گفتار، پستی کردار
رواں زبانون پہ اشعار، کھو گئی تلوار
حسین لفظوں کے اتار، اُڑ گیا مضمون

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

پہن کے تاج بھی غیروں کے ہم غلام رہے
 فدک پہ ٹکڑے بھی شاہیں امیر دام رہے
 بنے تھے ساقی مگر پھر شکستہ جام رہے
 نہ کار ساز فرد رہے نہ حشر خمیز جنوں

میں یک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہاں کہاں سے مجھے رفعت خیل ملے
 کہاں سے شعر کو اخلاص کا جمل ملے
 کہاں سے قاف کو گم گشتہ رنگ ملے
 حضور! یک ہی مصرع یہ ہو سکا موزوں

میں یک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں



ضیا متھراوی (رفیع احمد)

زباں حریف کی دے دے تو پورا ہو سخن میرا
 کہ بہر نعت یارب کھل رہا ہے اب دہن میرا
 یہ کس ہکے ہوئے زنبین گل کا تذکرہ نکلا
 کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا گنج دہن میرا
 چراغ قسمت عالم ہے روشن جس کے جلوں سے
 وہی نقش کف پا ہے چراغ انجمن میرا
 فلک بولا - ازل سے یہ شفیع حشر میرا ہے
 زمین کہنے لگی - ہے یہ شہنشاہِ زمن میرا
 کہا شب سے کہ اس ماہ حقیقت کی امیں میں ہوں
 سحر بولی ہے یہ رحمت کے پھولوں کا چمن میرا
 فخر بولا - میرے سینہ میں داغِ عشق ہے اس کا
 کہا سورج نے - ہے یہ پیکر جلوہ فنگن میرا
 ہوا بولی - کہ اس کے گیسوؤں کی مجھ میں خوشبو ہے
 فضا بولی - کہ نکھرا ہے اسی سے پیرہن میرا
 کہا باد نے - میں اس بارش رحمت کا چھینٹا ہوں
 کہا دریا نے - اس سے دل ہوا ہے موجزن میرا
 کہا پھولوں نے - رنگت ہم میں ہے اس کے بستم کی
 کہا گلشن نے - ہے ماحول اس سے خذہ زن میرا

کہ پستی نے یہ دے گا عروج آسمان مجھ کو
 بلند رہی نے کہا۔ یہ ہے وقار انجمن میرا
 کہ غربت نے۔ یہ تسکین کی دولت مجھے دے گا
 کہ دولت نے۔ یہ ہے پردہ درخس وطن میں
 کہ انسانیت نے۔ یہ میرے چہرہ کی رونق ہے
 کہ تہذیب نے۔ یہ ہے عروج علم و فن ہے
 تمدن نے کہا۔ یہ زندگی ہے زندگی میری
 معیشت یوں تھی۔ یہ ہے نقشِ بون و تن میں
 عبادت نے کہا۔ اس سے بڑھی ہے آبرو میری
 سیاست نے کہا۔ یہ ہے نفع و امن میں
 مشیت نے صدادی رحمت تو میں ہے یہ
 کہا حق نے۔ یہی تو ہے حبیبِ خوش سخن میرا
 یہی محبوبِ فطرت ہے یہی مقصودِ قسمت ہے
 صبا ہے سچ محفل میں جو موضوع سخن میرا



شفیق کوئی (شفیق اللہ خاں)

ارم مدینے میں باغ جنں مدینے میں
 ہر ایک چیز ہے جنت نشاں مدینے میں
 زمیں پہ کیوں نہ جھکے آسمان مدینے میں
 ہیں تو خواب شدہ دو جہاں مدینے میں
 ہر اک قدم پہ مسلسل ہے رحمتوں کا نزول
 علائقِ غم ہستی کہاں مدینے میں
 یہیں صلوع ہو ور یہیں چڑھا پروان
 جمالِ ذات ہے جلوہ چکاں مدینے میں
 قدم قدم پہ جہالت اثرِ دھندلے تھے
 تجبیوں کی ہے بارش جہاں مدینے میں
 جہانِ کفر و ضلالت میں مچ گیا کہرام
 ہوئی بلند جو پہلی ازاں مدینے میں
 نہ نیاز کے سجدوں کو کیا کروں یا رب
 جبینِ شوق یہاں آستان مدینے میں
 فضائے سدرہ و طوبیٰ مری نظر میں نہیں
 مجھے تو چاہئے ک آشتیوں مدینے میں
 غمِ حیات غمِ آخرت غمِ کونین
 میں بھول جاؤں گا سب گداں مدینے میں

کوثر نیازی مولینا محمد کوثر خاں

خورشیدِ رسالت کی شعور کا تر ہے

احرام کی مانند مراد امین تر ہے

نظارۂ فردوس کی یارب نہیں فرصت

اس وقت مدینے کی فضا پیش قدمی ہے

اس شہر کے ذریعے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر

جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے

یہ راہ کے گھر ہیں کہ بکھرے ہوئے تارے

یہ کاشکار ہے کہ تری گردِ سفر ہے

س صاحبِ معراج کے دریا ہوں بھکاری

قوت میں جس کے لئے "قَدْ زَغَّ بَصُورًا" ہے

اک مہر لقا، ماہِ حرا کا ہے یہ اعجاز

ہر اشکِ منیِ ننہ کا تہ بندہ گہر ہے

میں گنبدِ خضرا کی حرفِ دیکھ رہا ہوں!

کوثر مرے نزدیک یہ معراج نظر ہے



ذہین (بابا ذہین شاہ تاجی)

تغیر شبِ غیبِ شبستِ محمدؐ

”والفجر“ طلوع رخ تابان محمدؐ

ہے کوئی جو دیکھے رخ تابان محمدؐ

ہر دم نگہ حق ہے نگہبان محمدؐ

یہ مشکِ فشاں، پیکرِ جوں خلدِ بدماں

اللہ رے گلہائے گلستانِ محمدؐ

ہر آنِ نئی شان میں اللہ نمایاں

ہر شان ہے اللہ کی شایانِ محمدؐ

یہ وسعتِ کونینِ مری طرحِ ذہینِ آج

حاضر ہے تہِ گوشہٴ دامنِ محمدؐ



مولینا مفتی محمد شفیع

پھر پیش نظر گنبدِ خضہ ہے سرمہ ہے پھر نامِ خدا روضۂ جنت میں قدم ہے
 پھر شکرِ خدا سامنے محرابِ نبی ہے پھر سر ہے مالا اور تر نقش قدم ہے
 محرابِ نبی ہے کہ کوئی طورِ تجلی دس شوق سے بہ زیہے ورنہ کبھی نہ ہے
 پھر منتِ دربان کا عسزِ مل ہے اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے
 پھر بارگہ سیدِ کونین میں پہنچا یہ 'ن کا کرم 'ن کا کرم 'ن کا کرم ہے
 یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشیدِ بدہاں دیکھ 'ن کے غلاموں کا بھی کیا جہ و حشم ہے
 بہ موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر کم ہے بخدا 'ن کی عنایات سے کم ہے
 رگِ رگ میں محبت ہو رسولِ عربی کی جنت کے خزانہ کی یہی بیعِ سلم ہے
 وہ رحمتِ عالم ہے شرِ اسود و احم وہ سیدِ کونین ہے آوازے 'م ہے
 وہ عالمِ توحید کا منظر ہے کہ جس میں مشرق ہے نہ مغرب ہے اب ہے نہ عجم ہے

دلِ نعتِ رسولِ عربیؐ کہنے کو بے چین

عالم ہے تحسین کا زباں ہے نہ قلم ہے

عبرت صدیقی بریلوی (تبارک علی)

فضا زمانے کی تھی مگر ظہورِ خیر البشر سے پہلے

جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمودِ نورِ بحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیقِ نورِ سرور ازل میں شمس و قمر سے پہلے

کہ ن چراغوں کو ضوِ ملی ہے انہیں کی روشن نظر سے پہلے

کمالِ علم و عمل کا پیکر، کرم مجسمہ، تمام رحمت

جہاں میں ان خوبیوں کا انس نہ آیا خیر البشر سے پہلے

جرا سے ک چاند لے کے ابھرا بقائے دیں کے نئے تقاضے

بایں عزائم نہ کوئی گزرا عمل کی اس رہ گزر سے پہلے

جہاں کو درسِ حیات دے کر وقارِ انسانیت بڑھایا

بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے

خدا نے خود عرش پر بلا کر عطا کیا ہے یہ خاص منصب

کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت جہاں میں خیر البشر سے پہلے

وہ ہر فسانے کی ابتدا ہیں انہیں کا ہے نورِ نورِ اول

رُخِ منور جب میں تھا تخیلِ بوالبشر سے پہلے

خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی گناہگاروں کو شانِ حمت

ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیشِ حق چشم تر سے پہلے

نہ جانے کی شے لئے ہوئے ہے زمین طیبہ کا ذرہ ذرہ

کہ دل نے عبرت کئے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

صہبیا اختر (بریلوی)

صبح دم جب بزم گل میں چہچہاتے ہیں طہور
پو پھٹے جب جھملاتا ہے فضاے شب میں نور
روشنی جب پردہ ظلمت سے کرتی ہے ظہور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذان بن کر چمک اٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دل پہ جب اسم محمدؐ سے رستا ہے سرور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

دل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یارِ سولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں دِلّے حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دُور دُور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

عرش سے تافرش جب آتی ہے آوازِ درود
ہر طرف ہوتا ہے جب پاکیزہ کرنوں کا ورود
جب نظر آتا ہے ہر ذرہ مثلِ کوہِ طور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

ضوِ بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المزمل ، المذثر ، المبشر کی صدا

اور جب قرآن کی آیات سے اٹھتا ہے نور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

کچھ نہیں ہے میرے اک تصور کے سوا

یہ تصور بھی نہیں کچھ اک تجھ کے سوا

پھر بھی جب میرا تصور دیکھتا ہے کچھ ضرور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب ملک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ

جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ

جب مرادِ ظلمتِ دنیا سے ہوتا ہے نفور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

بجلیاں جب ٹوٹی ہیں خون کے اوراق پر

آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر

اُن کے صدقے، مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلی میرے صبح و شام پر

دائم رحمت ہیں صہب، اور اُن کے نام پر

بخش دیتا ہے خدا جب مجھ سے عاصی کے قصو

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ



فقیر، ڈاکٹر سید انعام احسن

سرورِ کونین، ختمِ رنجِ نبیؐ
 محسنِ نہایت، خیرِ بہتر
 نسیبِ برجِ سخی، گیتیِ منور
 کعبہٴ دل، قبلہٴ روح و روان
 مطہرِ صبحِ ازل، نورِ ابد
 کشد کے منزلِ ناز و نبیؐ
 یہ مقامِ شرب، اللہ العزیز
 دستِ قدرت کا وہ یکہ شہکار
 جنتِ لطفِ زیبا، فردوسِ گوش
 آپ کا ہر فعل، تفسیرِ کتاب
 آپ کے احکام، دستورِ حیات
 دیدنی ہے آج مسیری بے بسی
 بندہٴ حق، مضہرِ شانِ خدا
 محزن و مرچشمہٴ صدق و صف
 گوہرِ یک دانہٴ دُرِ عجب
 فخرِ ایمان، زشش دینِ ہدی
 معنیِ شمس الضحیٰ، بدرِ الدجی
 عاشقِ داور، حبیبِ کبریٰ
 یہ کدبِ بندگی، یہ ارتقا
 سہیہ بھی جس کا نہ پیدا ہو سکا
 کیا مہرِ ک نام ہے، صلّ علی
 آپ کا ہر قول، فرمانِ خدا
 آپ کا پیغام، پیغامِ امت
 لمدو، اے شافعِ روزِ جزا

بندہٴ عجز، فقیرِ کج بیاں
 کیا کرے گا مدحِ مدوحِ خدا



حفیظ تائب، عبد الحفیظ

بادِ رحمت سنک سنک جائے وادی جاں مہک مہک جائے
 نطقِ حضرت کی بات جب چھیروں غنچہٴ فن چٹک چٹک جائے
 بدرِ طیبہ کا جب خیال آئے شبِ ہجران چمک چمک جائے
 جب سمائے نظریں وہ پیکر ذہن میرا دمک دمک جائے
 شبِ رخِ شاہِ روشنی بختے دستِ شفقت تھپک تھپک جائے
 فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا ساغرِ دل چھٹک چھٹک جائے
 نامِ پاک اُن کا ہولہوں سے ادا شہدِ گویا ٹپک ٹپک جائے
 ارضِ دل سے اٹھے جو مونہٴ درد گونج اُس کی فلک فلک جائے
 اُن کا ابر کرم نہ گر بر سے آتشِ غم بھڑک بھڑک جائے
 رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
 چشمِ احمدؑ گر نہ ہو نگرِ اں نسلِ آدمؑ بہک بہک جائے
 اُن کے آگے ہر ایک شاہ و گدا شاخِ آبِ لچک لچک جائے
 کن خیالوں میں کس کے خوابوں میں آنکھ میری جھپک جھپک جائے
 کون وہ شخص ہے کہ جس کے لئے دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

افقِ زندگی پہ اسے تائب
 نورِ کس کا جھلک جھلک جائے



نیروا سطلی (صمیم سید علی احمد)

تمہیں وطن کی ہوئیں سلام کہتی ہیں
 مے چمن کی فضا میں سلام کہتی ہیں
 عطا ہوئیں جو عجم کے تہیں مناظر کو
 وہ دیکھتی، وہ ادائیں سلام کہتی ہیں
 وہ عہدِ گل، وہ لب جو وہ بزمِ شروین
 وہ قریوں کی صدائیں سلام کہتی ہیں
 زبانِ لہو و گل ہے جو غمِ پنج درود
 تو بہلوں کی نوئیں سلام کہتی ہیں
 تمہاری یاد میں برسیں جو بن کے برہر
 وہ آسٹوں کی گٹھائیں سلام کہتی ہیں
 درِ قبول پہ جو باریاب ہو نہ سکیں
 وہ غمِ نصیب دُعا میں سلام کہتی ہیں
 تمہارے بحر میں اٹھیں جو خانقاہوں کے
 وہ بلِ دل کر - انیں سلام کہتی ہیں
 تمہارے نام کی عزت پہ ہو گئیں جو شمار
 وہ غازیوں کی وفا میں سلام کہتی ہیں
 مے وطن سے جو آئی تھیں لے کے بوائے وف
 وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سلام کہتی ہیں

تسکین قریشی

یہ راز عشق ہے سینہ بہ سینہ مدینہ، کعبہ ہے، کعبہ مدینہ
 مری دنیا، مری عقبی مدینہ مجھے کیا فکر مرنا ہو کہ جینہ
 غم ساحل، نہ اب فکر سفینہ نظر میں کعبہ ہے دل میں مدینہ
 محبت حاصل ایماں ہے لیکن محبت میں ادب کا ہو قرینہ
 غم، حیرنی، اللہ اکبر بنا ہے مطلع انوار سینہ
 حریم مصطفیٰ کا گوشت گوشتہ جمال معرفت کا ہے خزینہ
 خرد سمجھے گی رمز عبودہ کیا یہ بحر بے کراں ہے بے سفینہ
 دریا قدس پہ دیکھو سر جھکا کر یہی عیشِ مقلی کا ہے زینہ
 خوش دوری رہے قربِ حضوری مدینہ میں ہے دل دل میں مدینہ

بہت رکھا ہے محو خواب غفلت

بہت ہے مجھ کو تسکین دل سے کینہ



اقبالِ صفی پوری

خدا نہیں ہیں مگر مظہرِ خدا ہیں رسولؐ
 بندیِ بشریت کی کتاب ہیں رسولؐ
 دوعلم آپ کے پر تو سے جہنگاٹھے
 صفات و ذاتِ الہی کا آئینہ ہیں رسولؐ
 ہزار شورشِ صوفوں بڑھے ہمیں کیا غم
 کہ جب خدا بنے ہمیں تا خدا ہیں رسولؐ
 ترم رحمت و بخشش تمام نصفِ کرم
 متاعِ قلب گدینِ بے نوبہ ہیں رسولؐ
 س ایک نسبتِ محکم پہ دو جہاں صوفی
 دوز کی آسِ ننگہ بوں کا آمر ہیں رسولؐ
 شکستہ ہمت و گم ہ قافلوں کے لئے
 چراغِ راہِ ہدایت ہیں رہنما ہیں رسولؐ
 جو حسنِ خلق میں ہیں موجِ کوثر و تسنیم
 تو گفتگو میں سرِ گل و صبا ہیں رسولؐ
 ہزار بار گنہ سر پہ ہے تو کیا اقبال
 یہ آمر کوئی کم ہے کہ تسرا ہیں رسولؐ



ثاقب زیروی (محمد صدیق)

وجودِ پاک تھا جس کا پیمبری کے لئے
وہ رک چراغ تھا دنیا کی روشنی کے لئے
بصیرتوں کا مرقع رہا وہ اُمّی لُقب
کھلی کتب ہے وہ اب بھی آدمی کے لئے
جبیں کے ساتھ مراد دل بھی سجدہ یزہوا
کہ ایک یہ بھی ہے اسلوب بندگی کے لئے
بشر کو اُس نے عطا کی نگاہِ رتبہ شناس
بھٹک رہا تھا زمانہ خود آگہی کے لئے
وہ سب حضور کی دانش نے آشکار کئے
جہاں میں جتنے مقاصد تھے زندگی کے لئے
خمیدہ سر ہمیں ہونا پڑا خدا کے حضور
ہزار عذر کئے دل نے بندگی کے لئے
یہ نام جب بھی لیا دل میں چاند تر آیا
کہ اُن کا اسم گرامی ہے چاندنی کے لئے
ضیائے روئے محمد کی اک جھلک ثاقب
مجھے نصیب ہو دل کی شگفتگی کے لئے



رحمن کیانی عبدالرحمن عرف محمد میں

لوگو سنو! جناب رسالت باب میں شان رسول صاحب سیف کتاب میں
ماحی لقتب، نبی مدح کے باب میں کرتا ہوں فکر مدت تو جوش خباب میں

مصرع زبان پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نبیؐ سے

نعت رسولؐ کا یہ طریقت عجب نہیں سمجھیں عوام داخل حذر ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں شیوہ سپاہیوں کا نوائے حرب نہیں

راج بہار ڈھنگ ہوں ذکر حبیب کے
شاہیں سے مانگئے نہ چن عنذیب کے

مانا حبیب خالق اکبر رسولؐ کو خیر اور سی و شافع محشر رسولؐ کو
عین النعیم، ساقی کوثر رسولؐ کو شمع و چراغ مسجد و منبر رسولؐ کو

لیکن جو ذات مدح بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھئے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیر کو پوچھئے خندق کا ذکر کیجئے خمیر کو پوچھئے
بدر و احد کے قائد شکر کو پوچھئے یا عزوہ ہوگ کے سرور کو پوچھئے

ہم کو حنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم امتی بانی رسم جہاد ہیں



رہم جہاد حق کی اقامت کے واسطے کمزور و ناتواں کی حمایت کے واسطے
انصاف امن اور عدالت کے واسطے خیرالمات مرگ شہادت کے واسطے

لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر

پیتے ہیں جام مرگ کو بھی چوم چوم کر

لاکھوں درود ایسے پیب کے نام پر جو حرف لا تخف سے بناتا ہوا منڈر

رک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے نہ اگر

ہم کو یقین ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم

اور اس لئے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم

توب و تفنگ و دشمن و خنجر صلیب دار ڈرتے نہیں کسی سے محمدؐ کے جاں نثار

ماں ہے ہماری اُمّ عمرہؓ سی ذی وقار ہم ہیں ابو دجانہؓ و طلحہؓ کی یادگار

ہاں : مفتی و فقیہ نہیں، ماں لیتے ہیں

ناموسِ مُصطفیٰؐ پہ مگر جان دیتے ہیں



شہزادہ خواجہ حمید الدین،

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰؐ

کتنی سارے، کتنی دلکش ہے دئے مصطفیٰؐ

آپ کا ہوں آپ کا ہوں آپ کا ہوں یا نبیؐ

ہو نہیں سکتا کسی کا سہنائے مصطفیٰؐ

زلف مشکیں باعثِ بد بختی دو جہاں

مہر نہ چشمِ بعیرت خاک پائے مصطفیٰؐ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی عصائے کردگار

لب پہ ہے نعتِ نبیؐ دلیں میں وائے مصطفیٰؐ

بے نیازِ قصہ و یوں، دشمنِ جاہ و شہر

فخرِ شاہاں، رشکِ سلاطین ہے گدے مصطفیٰؐ

شہزادے کی زندگی ہے باعثِ صدمہ و شکستِ ناز

رات دن کرتا ہے دل سے جوشِ ثنائے مصطفیٰؐ

خاطر غزنوی (ابراہیم بیگ)

جو نام صفتِ پاکِ رسولاں میں چلی ہے
اس نام سے دنیا کی ہر اک بات چلی ہے
تخلیقِ دو عالم کا سبب ہے یہی خورشید
اس نورِ رسالت کی تجلی ازی ہے
ہے محو طوافِ درِ محبوبِ الہی،
اک حسرتِ پاکیزہ کہ پھولوں میں پئی ہے
سایہ بھی اسے چھو لے تو ہو جائے فرزاں
وہ شکل کہ ز کے سانچے میں ڈھلی ہے
وہ خاک مری آنکھ کا سرمہ وہ فضا نور
جو بات بھی یثرب کی ہے مصری کی ڈلی ہے
بخشش بھی اسی رہ میں ہے منزل بھی اسی پر
اک قسزمِ انعامِ مدینے کی گلی ہے
خوشبوئے گلستانِ شہنشاہِ دو عالم
خاطر مجھے بطن کی طرف لے کے چلی ہے

پروفیسر محمد صابر فاروقی

آپ کے کوچے میں ہومیر اگزیٹیا مصطفیٰ
 میری پیشانی ہو ورو سنگ دیر مصطفیٰ
 اس جوارِ قدس میں نہ کیجئے باریاب
 یا رسول اللہ! یا خبیر بشر یا مصطفیٰ
 ارمغانِ شہین دربارِ رسالت کچھ نہیں
 ہاں بس کثر مگنہ اک چشم تر یا مصطفیٰ
 رشحہ ابر کرم کا ایک چھینٹ ہی ملے
 میری ظلمت کی بھی ہو جائے سحر یا مصطفیٰ
 آپ کا دیدار ہوا ایسے کہاں میرے غیب
 ہاں گر ہو جائے رحمت کی نظر یا مصطفیٰ
 بارۃ الفت کا اک سا غر عطر کر دیجئے
 ہوں بہت بے تشنہ بے تشنہ جگر یا مصطفیٰ
 آپ کے جود و کرم سے ہیں دو عالم فیضیاب
 اس طرف بھی اک رحمت کی نظر یا مصطفیٰ
 سب کوششیں کلبے واسطہ کیجئے کرم
 ہوں خط کار و خواجہ سربس یا مصطفیٰ
 از رہ لطف و کرم آپ اپنا دیوانہ کہیں
 بس یہ ہو طہر کی نیت کا ثمر یا مصطفیٰ

محسن احسان

جس کو سورج نے بھی دیکھا تو بہت شرمیا
افق مشرق آدم پہ وہ خورشید آیا
اُس نے اُس وقت زمانے پہ کرم فرمایا
جب جہاں دھوپ میں چیخ اٹھا تھا سایہ سایا
فرش پر بیٹھ کے بھی عرش کو جو چھو آیا
اس نے کونین کی رگ رگ میں لہو دوڑایا
اس نے دنیا کو وہ میزبانِ عدالت بخشی
جس سے انصاف کا مفہوم سمجھ میں آیا
ہر دکھی دل پہ رکھا اس نے محبت بھرا ہاتھ
اس نے ہر فرد کی قسمت کی پلٹ دی کاہ
صفحہ دہر پہ وہ حریفِ محبت لکھا
جو مری عمر دو روزہ کا بنا سہرا
اس نے انساں کی خدائی کے بتوں کو توڑا
سنگِ دشنام بھی کھا کر نہ اُسے طیش آیا
میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
خزے پھر بھی حضورِ شہِ میسرِب آیا
مشکلیں میرے وطن پر جو ہیں آساں ہوں گی
میرے آقائے ذرا سا جو کرم فرمایا
اس گنہگار پہ بھی ایک نظر سرور دیں
محسن آج اپنی خطوؤں پہ بہت شرمیا

حافظ لدھیانوی

تجھ سے منور ہو گئے فکر و نظر کے ہر دور
ہر لحظہ ہر اک آن ہے شام و سحر میں جلوہ گر

تیرا جہاں دہشتیں
اے رحمۃ اللہ لمیں

سب ہیں کرم کے منتظر اے شافعِ روز جزا
اے منظرِ لطف و عطا، اشکِ ندامت کے سوا

دمن میں کچھ رکھتے نہیں
سے رحمۃ اللہ میں

گلابانے رنگا رنگ میں جلو ترا تیری مہک
تابندہ تیرے نور سے شمس و قمر ہیں سب تک

ہے زیرِ پا پتھر بڑے ہیں
اے رحمۃ اللہ لمیں

سے مطلعِ انوارِ حق، اے قافلہ سارِ حق
تیرے درودِ پاک سے خدا ہوئے ہر بارِ حق

روشن ہوئی شمعِ یقین
اے رحمۃ اللہ میں

اے زینتِ کون و مکاں اے رونقِ بزمِ جہاں
اے باعثِ آرامِ جاں، ہر لمحہ تجھ سے ضوِ فشاں

ہر سانس تجھ سے اُمیدیں
اے رحمۃ اللہ میں

تو منظرِ نورِ خدا قلب و نظر کی روشنی
تیری عطا قلبِ تپاں تجھ سے ہے سوزِ زندگی

اے دل کی دھڑکن کے نکلیں
اے رحمۃ اللہ میں

ساقی جاوید

اے نقیبِ قرآنی، اے رسولِ یزدانی
 چہرہ مبارک کا جس نے نور دیکھا ہے
 تم زمیں پر کیا آئے بادِ نو بہار آئی
 نام میں بھی نکہتِ یاد میں بھی خوشبو ہے
 تم حرا کے پہلو میں، تم منا کی وادی میں
 تم نے ریگزاروں میں زندگی بکھیری ہے
 تم جہاں سے اٹھے تھے وہ بنائے مہستی ہے
 تم کو یاد کرتی ہے دیدہٴ بالِ اب تک
 لب پر نام آتا ہے، روحِ مسکراتی ہے
 اے صبا مدینہ کو جا رہی ہے جاں لے جا
 کوچہ محمدؐ تک روحِ تشنگاں لے جا
 تم ہو زلیست کے رہبر، تم حیات کے بانی
 اس نے خلد دیکھی ہے اس نے طور دیکھا ہے
 جامِ لالہ فم آیا، بوسے مُشکِ بار آئی
 کیا جہاں عارض ہے کیا بہار گیسو ہے
 تم ہو جذبہٴ دل میں قوتِ اردی ہیں
 اک چراغِ ہم کو بھی غم کی رات اندھیری ہے
 تم جہاں ہو خوابیدہ زندگی برستی ہے
 راستہ دکھاتا ہے عشقِ بے مثال اب تک
 زندگی بہاروں میں ڈوب ڈوب جاتی ہے
 کوچہ محمدؐ تک روحِ تشنگاں لے جا

زخمِ یاد کرتے ہیں غمِ سلام کہتا ہے

اے نبیؐ میں آپہنپی، تشنہ کام کہتا ہے

یکتا امروہوی سید واحد حسین

خدائی میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
خدا ہی خدا تھا محمدؐ سے پہلے
نہ انساں کوئی عرش تک جا سکے گا
نہ کوئی گنیا تھا محمدؐ سے پہلے
کہاں طور اور طور پر نور پاشی
اندھیرا پڑا تھا محمدؐ سے پہلے
یہ کون و مکاں ایک ہو کا مکاں تھا
مکاں کوٹ تھا محمدؐ سے پہلے
نہ ذوقِ صحبت نہ کیفِ مدحت
بھلا کیا مزاج تھا محمدؐ سے پہلے
فضا آتش کب تھے لغتِ وحدت
غلابے سدا تھا محمدؐ سے پہلے
جو کچھ ہو گیا ہے جو ہے ورنہ جو ہو کا
خدا کہہ چکا تھا محمدؐ سے پہلے
خدا کے بھی گھر کی خبر ہے بتاؤ
کہ کعبہ میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
بجائے ایک اللہ کے اور یکتا
کہاں دُورا تھا محمدؐ سے پہلے

راغب مراد آبادی (سید اصغر حسین)

عشق ہے سرورِ کونین کا دولت میری
بشرِ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری
ہو گیا ہوں میں امیرِ خم گیسوئے رسولؐ
اب نہیں دولتِ کونین بھی قیمت میری
ذرے ذرے سے مدینہ کے محبت مجھے
آشکارا اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری
حشر میں سر پر رہے سایہ دامنِ رسولؐ
میں شریعتِ ذی جاہ یہ قسمت میری
میں تو جنت کا مزا دار نہیں ہوں سرکارؐ
حشر میں آپ ہی فرمائیں شفاعت میری
مجھ پہ بھی یک نظر ستید مکی مدنی
شکوہ گردش دوراں نہیں عادت میری
آستانِ شہِ لولاک ہو فردوسِ نظر
جے یہی میری تمنا یہی نیت میری
نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغب معلوم
کہ نگاہوں میں ہیں احکامِ شریعت میری



اعظم چشتی (مجد اعظم)

سمجھ نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
 تو کائناتِ حسن ہے یا حسن کائنات
 جو ذکرِ زندگی کے فسانے کی جان ہے
 وہ تیرے ذکرِ پاک ہے سے زینتِ حیات
 اک خالقِ جہاں ہے تو کب تک جہاں
 کس جانِ کائنات ہے کس وجہ کائنات
 بزمِ حدوث سے ہے مقدم ترا وجود
 خالق کے بعد کیوں نہ کر تم ہو تیری ذات
 بے تک بھی ہوئی ہے ستاروں کی نگین
 اس انتظار میں کہ پر آئیں وہ یکست
 ارشادِ مآرِ مہیت سے غمِ ہر جوانیہ راز
 ہے کبریٰ کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہاتھ
 اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
 میرے لئے تو ہے یہی سرمایہ حیات



اعجازِ رحمانی (سید اعجاز علی)

پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو
 عظمتِ شبہ ابرار کی و شران سے پوچھو
 ہو دوست کہ دشمن، کوئی تخصیص نہیں ہے
 کیا خلقِ نبیؐ ہے، کسی انسان سے پوچھو
 کتنا شبہ برار کی سیرت پہ عمل ہو۔
 یہ بات ذرا اپنے ہی ایمان سے پوچھو
 سرکارِ دو عالم کی اطاعت کا طریقہ
 صدیق و عمرؓ، حیدر و عثمانؓ سے پوچھو
 اے حلقہ بگوشانِ شبہ یثرب و بطنی
 کیا لطفِ غلامی ہے، یہ سہماںؓ سے پوچھو
 مدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیل
 عرفانِ پیمبرِ دلِ حسانؓ سے پوچھو
 کس شان کا ہو احمدؑ مرسل کا قصیدہ
 اعجازِ یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو



عابد نظامی (عابد حسین)

میرے دل میں ہے یہ ارمان رسولِ عربیؐ
 اللہ اللہ یہ رتبہ، یہ بلندی، یہ عروج
 اک تری ذات مقدس کی بڑا ہی توبہ
 اُس کو دنیا بھی ملی، دین بھی اُس نے پایا
 یہ تری چشم تملطف کا ہے ادنیٰ عجز
 ذات باری کا نہ عرفان ہو جب تک ص
 سداک نفس محبت سے رفو ہو جائے
 اب تو ہوں دور غم و تزن کے گہرے سائے
 اُس صف کی ن پر نظر ہو کہ پریشان ہیں آج
 جس نے تھا م تراد مان رسولِ عربیؐ
 بے نوا ہو گئے سلطانِ رسولِ عربیؐ
 نہیں ممکن تری پہچان رسولِ عربیؐ
 اب ماحاکِ گرمیاں رسولِ عربیؐ
 اب تو ہوں مشکبیں آسان رسولِ عربیؐ
 ساری دنیا کے مسدود رسولِ عربیؐ

تیرا عابد یہ تری آل کا ادنیٰ خادم

تیرے صدقے ترے مستربان رسولِ عربیؐ



جلیلِ قدوائی

مجھ کو بس آپ سے ہے کام رسولِ عربیؐ
لب پہ ہے آپ کا ہی نام رسولِ عربیؐ
آپ نے کی جو توجہ، بنیں دنیا میں ابھی
میرے بگڑے ہوئے سب کام رسولِ عربیؐ
حشر میں آپ کی گر مجھ کو شفاعت نہ ملی
جانے کیا ہو مرا انجام رسولِ عربیؐ
مجھ کو اپنی روشِ خاص پہ لا کر، مجھ سے
چھین لیجئے روشِ عام رسولِ عربیؐ
عہدِ حاضر نے تراشے ہیں نئے بت، شاہا!
پھر شکستہ ہوں یہ، اصنام، رسولِ عربیؐ
کاشن ایسا ہو کہ اک بار دکھ دیں مجھ کو
خواب میں روئے دل آرام رسولِ عربیؐ
کچھ نہیں اور خبر اس کے سو، مجھ کو جلیل
میرا مذہب، میرا اسلام رسولِ عربیؐ



فرحت شاہجہانپوری

خاتم المرسلین، وصل کائنات مظہر شان رب، آپ کی ذات پاک
 اے شہ تاملدار، السلام السلام
 حسن صدق وصف، مرجع خاص، زم تسکین جان ذات رحمت تمام
 چشمہ فیض بار، السلام السلام
 زینت بحر و بر، روق دو جہاں غیرت مہر و مر، جلوہ دلستان
 اے سر پای بہار، السلام السلام
 چہرہ پاک تھ، نور کا آئینہ جلوہ دل نشین، طور کا آئینہ
 نور حق درکنار، السلام السلام
 کلمہ لا الہ الا انت، دینا و دیں جس سے روشن ہوئے آسمان زمین
 آخری تاجدار، السلام السلام
 پاسدار جہاں، شافع المذنبین مونس بیسار، راحت عاشقین
 خلق کے غمگسار، السلام السلام
 آئے مرتاب، ہو کے غمگیر کن نطق کا اینٹھن، زیب تعمیر کن
 وجہ صبر و قنار، السلام السلام
 مبدء عاشقی، خود پیدا ہو گیا اک ستارہ حسین، جگمگانے لگا
 پیکر جلوہ بار، السلام السلام



قمر میرٹھی (ڈاکٹر قمر الدین احمد)

ہر اعتبار سے فطرت کا منتہا تم ہو
محمدؐ عربی تم ہو، مصطفیٰ تم ہو
رموزِ وحدت و کثرت سے آشنا تم ہو
رسائیِ خسرد بندہ سے دور تم ہو
جہاں تجائی حق سے جلیں پرِ حبیریلؑ
فلکِ پشمس و قمر دونوں جن کے نقش قدم
کڑی چلی ہے جہاں سے جناب آدمؑ کی
نہ کوئی تم سا خسیں ہے، نہ کوئی تم سا جمیل
نظر کا پردہ ہے، نیرنگیِ طلسمِ جمال
عرب سے تابیہ عجم، غلغلہ اٹھا حق کا
جمالِ نعمتِ وحدت لبِ عنادل پر
جہاں میں پھیلے ہیں انوارِ دینِ حق جس سے
تمہارا نقش قدم جب سے ہاتھ آیا ہے
فلک نشیں ہیں جو عیسیٰؑ ہوا کرین مجھے کیا
جہاں ہیں ختمِ حدیں حسنِ آدمیت کی
غمِ فتورِ جہاں ہو، کہ خوفِ روزِ جزا

جو مدعا تھا خدا کا، وہ مدعا تم ہو
خدا نے جس کی ثنا کی، وہ با خدا تم ہو
جسے تمام خدائی کا ہے پیتا، تم ہو
خدا ہی جانے بشر کے علاوہ کیا تم ہو
وہاں ہے کس کی رسائی وہاں رسا تم ہو
زمینِ عرشِ عِلٰہ جن کے زیرِ پا، تم ہو
جہاں ہے ختمِ نبوت کا سلسلہ، تم ہو
قسمِ خدا کی، خدا کی کوئی ادا تم ہو
نہ جانے آئینہ گر ہو کہ آئینہ تم ہو
جو شرق و غرب میں گونجی ہے وہ صدا تم ہو
گلوں کے حُسن میں رنگینی ادا تم ہو
وہ آفتابِ حریم وہ مہِ حِرا تم ہو
جبیں سجدہ میں تابانی صفا تم ہو
مرے مسیح، مرے درد کی دوا تم ہو
جمالِ دہر کی وہ قدرِ ارتقا تم ہو
سکونِ قلب پریشاں بہرِ فضا تم ہو

قمر پہ چشمِ عنایات دین و دنیا میں
کہ اس کا دونوں جہاں میں اک آمر تم ہو

خلیل (ڈاکٹر محمد ابرہیم شین)

صبا یہ کیا آج لائی مرثدہ کہ غنجہ غنجہ چٹک رہا ہے

کہیں پہ ہر رہا ہے لا کہیں پہ سبزہ لہک رہا ہے

صدے سُبْحَن رُبَّنَا ہے کہیں پہ صبحِ علی کے نعرے

طیور تسبیحِ خوں کہیں ہیں کہیں پہ ہیں چمک رہا ہے

شہِ دو عالم ہوئے ہیں پیدا، ہے آج میلادِ مصطفیٰ

ترمِ عالمِ شعاعِ نورِ محمدی سے چمک رہا ہے

کہیں ہے ظہ کہیں پہ یا میں کہیں مُرْتَل کہیں مُدْتَر

تمام قرآن میں مثلِ خورشیدِ نامِ احمد چمک رہا ہے

یہ بخشوائیں گے اپنی امت، شفیعِ روزِ جزا یہی ہیں

مید لا تَقْنَطُوْہُ ہے پھر کیوں یہ قلبِ ماضی دھڑک رہا ہے

کہا احسانِ مجھ پہ ہو گا اگر بلا لو مدینے آفتا

تمھاری فرقت میں رات دن اب خلیل خستہ بلک رہا ہے

خالد (عبدالعزیز)

مُطہر آدم و انجم، متاع لوح و قلم
 محمدؐ اُتی محبوب کبریا صدقم
 محمدؐ انجمن کُن فکاں کا صدر نشین
 محمدؐ افسر آفاق و سرورِ عالم
 وہ "عبدہ و رسولہ" وہ "اسمہ احمدہ"
 کتب و حکم و نبوت کا خاتم و خاتم
 حمود و حمد و احمد محمد و محمود
 کریم و میرِ کرام، مکرم و اکرم
 وہ لایموت مراجِ شہل امامِ رسل
 امیرِ تافلہ سخت کوشش اہلِ ہمم
 بہرِ گلشن یجاد و حسنِ ہفت رواق
 گلِ مریدِ دودہ بنی آدم
 اسی کو صاحبِ خلقِ عظیم کہتے ہیں
 وہی ہے نوعِ بشر کا مُعلّم اعظم
 شمار کرنے چلیں اس کی خوبیوں کا اگر
 تو سہ چھوڑ دیں تھک تھک کے نیلِ پنکھ پدم
 ہے جس کی ذاتِ مطہرِ خیرِ مایہ کون
 ہیں جس پہ آئینہ اسرارِ مخفی و مبہم

رموزِ کُن فیکوں جس پہ موبور روشن
وہی جو ختمِ رسل ہے وہی جو فخرِ م

وہ عقلِ اول و اعلیٰ، حقیقتِ سماء
وہ نفسِ کائنات و روحِ خلد و عظم

عطائے حق کا جو قاسم ہے وہ بولِ لقا
ملکِ مقسط و معطی و مقتدر کی قسم

خلاصہ دو جہاں جس کی ذاتِ دلالت
گیج جو عرش پہ بے زربین و بے ستم

ہے جس کی شانِ فادحیٰ رتیبہٴ کوخی
وہ آسمانِ خیمہٴ انجمنِ خدمِ سپہرِ حشم

جو ملکی و مدنی ہر وطن کا ہے وطنی
حیو و حاصلِ احکام و حکم و احکم

اٹھائے ہتھ دُعا کو سی کی خاطر جب
رکھی خلیل، ہیمنے بنائے حرم

خدائے قادر و قدوس کے تصور سے
کرے دلِ متزلزل کو ثبات و محکم

نابشر کا جو اعلان و اعتراف کرے
نہیں جو وحیِ خدا میں مجازِ بیشی و کم

محمدؐ عربیؐ آبروئے ہر دوسرا
حبیبِ پاکِ خدا، جانِ عالم و آدم

صفاتِ بوقلموں کا تعدد و لا تخصی
شنائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم

فطرت (عبدالعزیز)

جان و دل و اُتم و اُبت و فرزندِ قرین شہ شہانِ عالم
بلکہ مفت دور ہو تو دیکھے تذرانہ میں ارمغانِ عالم

وہ نورِ حقیقت آفریں ہے عنوانِ فسانہ ہائے تخلیق
مرہونِ جمالِ مصطفیٰ ہے رنگینیِ داستانِ عالم

حیرت ہیں یوں تو فہرِ رب اور فرطِ خصوصِ مودب
توصیفِ رسول کو ہیں یکن بیتاب سخنورانِ عالم

یہ عقدہ کھلا ہے آج سب پر عاصی ہوں کہ عابدِ حق آگاہ
ایمان ہے نجات کی ضمانت کفران میں ہے زیانِ عالم

شاہانِ بلند مرتبت ہیں دربارِ نبی میں دست بستہ
دلیز نبی پہ سر نہادہ سرمست قلندرانِ عالم

فطرتِ شبِ غم کی وسعتوں میں تسکینِ عالم ہے وہی نام
تویرے جس کی ہیں ازل سے روشن رخ و قلب و جانِ عالم

حشری اسید غابد علی نقوی

مظہر شان و عظمت داور
 حق کی تخلیق مکمل
 ملک دنیا، حاصل عجب
 خیر مکمل، خلق مجسم
 ہر منزل پہ مشعل منزل
 کوئی نہیں جز احمد مرسل
 حسن و جمال حق کے مظہر
 مصحف رخ قرآن کی آیت
 چہرہ زیبا نور کی صورت
 جس کی تمتا عین عبادت
 جس کا تخیل ذہن کی منزل
 کون سوائے ذیت پیہر
 افضل علی کامل بہتر
 قسہ جنت، ساقی کوثر
 رحمت عالم، شافع محشر
 برحق بادی کامل رہبر
 انت جبینی کی منزل پر
 از سر تا پا نوری پیکر
 عارض ہیں و الشمس کے مظہر
 یسویں و انیل کے طور
 جس کی طلب یگانہ سراسر
 جس کا تصور، رون کا محور

ہو جو غلام اس در کا حشری
 اس کی قسمت اس کا مقدر



اُمید ڈبائیوی (ارشاد احمد فضلی)

جو راز خدا کا ہے وہی رازِ محمدؐ
اللہ کی آواز ہے آوازِ محمدؐ
ہر ایک نبی نے تو سبے نازِ خدا کے
خلاق نے اٹھائے ہیں مگر نازِ محمدؐ
اصنام نے دی شانِ رسالت کی گواہی
اے صلِّ علیٰ دیکھئے اعجازِ محمدؐ
کفار دہاتے رہے جس حق کی صدا کو
گو نچی ہے دو عالم میں وہ آوازِ محمدؐ
اک دل کا تو کیا ذکر ہے اے شوقِ فریاد
سو دل ہوں تو قربان بہ یک نازِ محمدؐ
دشمن کے لئے بھی لبِ لعلیں پہنچائیں
دیتا ہے محبت کی صدا سازِ محمدؐ
ایمان کی منزل سے رہ صدق و صفا سے
آتی ہے مجھے آج بھی آوازِ محمدؐ
اُمید کو دنیا نے ستایا ہے دہائی
اُس پر بھی کرم اے نگہ نازِ محمدؐ



سلیم احمد

طبیعت تھی میری بہت مضمحل کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل
 بہت مضطرب تھا بہت بے حواس کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس
 مرے دل میں احساس غم رہ گیا غبارِ آئینہ پر بہت جم گیا
 مجھے ہو گیا تھا اک آزار سا میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا
 یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی کہ اک دن نویدِ شفا مل گئی
 مجھے زندگی کا سلام آ گیا زباں پر محمد کا نام آ گیا
 محمد قرارِ دلِ بیکساں کہ نام محمد ہے آرامِ جاں
 ریاضِ خدا کا گلِ سرسبز محمد ازل ہے محمد ابد
 محمد کہ حامد بھی محمود بھی محمد کہ شہد بھی شہود بھی
 محمد سراج و محمد منیر محمد بشیر و محمد نذیر

محمد حکیم و محمد کلام

محمد پہ لاکھوں درود و سلام

جمال سویدا (حکیم محمد نبی خاں)

غنیہ دل کے لئے وجہ نمو
تیرے کوچے کی ہوائے مشکبو
تیری خاکِ پامی آنکھوں کا نور
تیری آنکھوں کی حیا میرا وضو
تو میسجائے دل آزر دگاں
میں شکستہ دل، شکستہ آرزو
تو شعورِ فکرِ مومن کا اس س
تو بہ اک مسلم کے دل کی آبرو
تیرے دم سے زندہ ورقِ صباں ہوئی
گلشنِ جاں میں بہارِ رنگ و بو
واقفِ اسرارِ حق، تیرا وجود
ہر صفت موصوف تجھ سا خوہرہ
اس قدر شفاف ہو جائے جمال
دل سے نکلے اک صدائے تو ہی تو



فمیر جعفری (سید محمد ضمیمہ ہنسری)

محمد مصطفیٰ صلی علی محبوب ربانی

زر کی صبح عرفانی بد کی شمع یانی

حضور آئے تو چمکیں قدر انسانی کی توئیں

حضور آئے تو ٹوٹیں جبر و محکوم کی زنجیریں

جسے ذہنوں کا زنگ ترا بجھے چہرے پہ نور

حضور آئے تو ان نواں کو جسے کا شعور

بشر کی پیشوائی کے لئے شمس و قمر آئے

حضور آئے تو امکانات بستی بھی غنائے

تمدن آیا تہذیب کی منیا قرآنی

حضور آئے تو اُپہار کی نگہ رآئی

یتیموں اور یتیموں کو پناہیں مل گئیں آخر

حضور آئے تو ذروں کو نگاہیں مل گئیں آخر

اخوت در مساوات و محبت کا نغمہ

حضور آئے تو یہ تو قیام بستی کا مقام آیا

سلام اے رحمۃ اللہ میں سرکارِ دو عالم

سلام اے مرسل حق مالک و مختارِ دو عالم

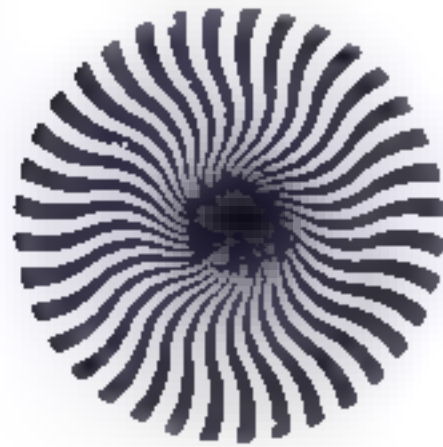
شام (طارق محمود)

تو نے انسان کو انسان کی عظمت بخشی
ہم کہ بکھرے ہوئے، بھٹکے ہوئے دکھ رہتے تھے
اپنی ہی ذات کی ظلمت میں گھرے رہتے تھے
شرف الخلق — مگر خاکِ ہر راہ سے بھی پست مقام

وہ انسان ہی انسان کا غلام
کتنی دیواریں کہ خود ہم نے اٹھا رکھی تھیں
رنگ کی، نسل کی، قوموں کی، قبیلوں کی — مگر
کوئی انسان بھی، انسان نہ تھا
تو کہ ہم ہیں سے — ہمیں جیسا تھا

تیری عادات سے، اعمال مبارک سے — کھلا
ایک انسان کہ انسان ہے تو ہے کتنا عظیم
گردِ رہ کا ہکشاں اور فلک زیرِ قدم
ہم کلامِ س سے خُدا اور فرشتے حاضر
روشنی بن کے بکھرنے لگا اس کا پیغام

اب کوئی شاہ نہیں ور نہیں کوئی غم
 اُس کے ور رب جہاں کے نزدیک
 سب کے عہوں کی وقعت ہے قبیوں کی نہیں
 کوئی گور کسی کالے سے نہیں ہے برتر
 ہل دولت — کا غریبوں پہ کوئی زور نہیں
 س کا پیغم — قل العفو — کہ سب بانٹ کے کھائیں پھینیں
 کوئی بھوکا نہ رہے ، کوئی برہنہ بھی نہ ہو
 ایک بھائی سے کسی بھائی کو ینہ نہ ملے
 آج میں سوچتا ہوں ، دیکھتا ہوں ، سوچتا ہوں
 روشنی پاس ہے ، ہم پھر بھی ہیں ظلمت کے سیر
 ہم ترانہ تو لیتے ہیں مگر تیرا پیام
 کس قدر پیار سے ، طقوں پہ سجا رکھا ہے



قاضی نذر الاسلام

بنگلہ

اُردو

امت اُمّی گنہگار

ہم گنہگار امت ہیں

تب و بھولے ناہی رے امار

پر خوف نہیں

احمد امار نبی

احمد ہمارے نبی ہیں

جینی خود حبیب خدار

خود اللہ کے حبیب

جس ہر امت ہوتے چاہے شکل نبی

سارے انبیاء جن کے امتی ہونے کے طلبگار

تاں ہاری دامن دھری

ان ہی کا دامن میں بھی پکڑتا ہوں

پل صراط ہو پلو - ہو پلو پار

پل صراط عبور کر جاؤں گا، ضرور، ضرور

کاندی بے روز حشر شبی

روزِ محشر بڑا بنگداز ہوگا

جب نفسی نفسی رہے

نفسی نفسی کی صدئیں ہوں گی

یا امتی بولے ایک

پر یہ امتی کہنے والے ایک ہی ہوگا

کاندی بین امار مختار

ہمارے مختار روتے ہوں گے

کاندی بین ساتھے ماں فاطمہؓ

ان کے ساتھ اقساقطؓ بھی اشک رہوں گی

دھری عرش اللہ دار

پایہ عرش پکڑ کر

حسینؑ بر خون بر بدلائے

خون حسینؑ کے بدلے میں

معافی چائی پائی شبا کار

سب گنہگاروں کی مغفرت کے لئے

دوزخ ہوئے چھے حرام

دوزخ حرام ہوگی

جے دن پڑھے چھی کلمہ

جس دن سے کلمہ پڑھا

جے ہوئے چھی امی

جب ہی سے ہوا ہوں

قرآن بر نشان بردار

قرآن کا نشان بردار

خورشید آرا بیگم صدیق علی خاں

وہ صبحِ مدینہ بہشتِ مدینہ - معطر معطر ہونے مدینہ
 سنہری سنہری ججیوں میں رحمت - مقدس مقدس فضا نے مدینہ
 وہ روضہ کی جلی وہ احساں غنیمت - وہ بیتِ بی دل طبیعتِ پیشت
 رشتے ہوئے لب وہ اشکِ ندمت - سکون بخش آؤ بکائے مدینہ
 دروہامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے - زباں پر وہ نعل علی کے ترانے
 درودِ مدینہ - سدا مدینہ سب وقب مدینہ - سدا مدینہ
 شب قدر کی برکتیں رات رات - سعادتِ حضور کی بھڑک پائی
 عجب بخودی ہے عجب کینٹِ لذت یہ درشتگی ہے عطا نے مدینہ
 وہ دالانِ جواہرِ صفہ کا مسکن - جومر دور و محنت کشوں کا تھا، من
 تھے دل جن کے عشقِ پیمبر سے روشن نثار شہِ خوش اٹھائے مدینہ
 وہ تسبیح و تہلیل و تہجد دور ملائک کو بھی رشک ہے جن پر
 محبت کی تنویر سے دل منور فوز و فوزِ فوز نے مدینہ
 شبِ روزِ بدوں کو ڈیٹے ہیں دستک دن خوش جن ہیں مسکراتک
 ذرا مدینہ صلوٰۃ مدینہ - سجودِ مدینہ - دعا نے مدینہ
 خوش دل کو حاصل ہوئی ہے وہ دولت کہ کوئین و غنیمتیں ساقیت
 مری زندگی کی جو ہے حرارت دلائے محمد دئے مدینہ
 یہی دل کی دھڑکن یہی رزویں نمازوں میں شام و سحر یہی
 کہ پھر آپ کے در پہ سر کو جھکائیں ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

ادا جعفری بدایونی (عزیز جہاں)

یہ حسن نوازش، یہ اوج سعادت
یہ سر اور دہلیز سرکارِ عالم
یہی آستان، آستانِ تمنا
ادھر چشمِ پر آب آئینہ سماں
تری یاد دل کو متیز گرامی
جمالِ سراپا حیاتِ دل و جاں
بہ حرمت بشیرو بہ قمت بہار
دریدہ قبا و شہنشاہِ دوران
چراغِ چراغِ نقوشِ کفِ پا
یہی حرفِ اول یہی حرفِ آخر
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا
شہِ دین و دنیا نگاہِ ترسم
یہ نازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلامِ عقیدت



منظرِ منظرِ نس، سعیدہ عروج

کس نے کھولی ہے زبان کون ہواؤں کے قریں
کیسی آواز ہے؟ کیوں بھیگ رہی ہے یہ جبین؟

کس نے چھڑی ہے پیلے، لجن عرب میں یا رب
جھنجھٹا کر جواٹھی روح مری بہرِ ادب

کوئی یوں بول رہا ہے گب جوں کے اندر
جیسے غلط ہوں پوشیدہ زبان کے اندر

دست بستہ ہیں، جھکائے ہوئے مہمحل میں
چین بن جائے گرے سوئی اگر محفل میں

یک سٹائے میں ڈوبے ہوئے یہ بامیہ در
لوگو بدو تو؟ س سمت میں ہے کس کا گزر؟

بچ ٹھیں دور سے یہ آپ نفسیریں کیسی؟
آپ ہی آپ بھی جاتی ہیں نظیریں کیسی؟

کس کی آمد ہے کہ خوشبو کی پٹ آتی ہے
جسم میں روح کے گلزار کو چٹکاتی ہے

سندھٹ سی ہے دل جھوم رہا ہو جیسے
نام جو لب پہ ہے دل چوم رہا ہو جیسے

میرے مولا، میرے آقا، میرے سرورِ صدقے
جان و دل صدقے ترے پاؤں پہ یہ سر صدقے

کائنات آج مکمل ہوئی آمد سے تری
ذات انسان مدلل ہوئی آمد سے تری

”نیت“ انساں کی ترے ہاتھ سے کانٹے پہ تلی
فیصلہ کن ہوا حق، عدل کی میزان کھلی
تو نے بتلایا کہ انسان کی ذات واحد
اپنے کردار کی تلوار پہ خود ہے کاسد

فرد واحد کی بقا، اس کی بقائے کردار
ملت افراد سے ہے اور ہے ملت تلوار
قوم جو فعل و عمل میں کھلی تفسیر بھی ہے
وہ زمانہ کے لئے شیشہ و شمشیر بھی ہے
”امن“ کہتی نہیں، ”بد امنی“ مٹا دیتی ہے
اپنے کردار کی تاثیر دکھ دیتی ہے
نوک شمشیر پہ بھی حق ہی کہے اور اڑ جائے
کس میں دم ہے کہ پھر ایسے سے کوئی لڑ جائے

یہ صفت جس میں ہو وہ بندہ مومن کہدائے
حکم آقا کے لئے زندہ رہے یا مر جائے
تیری آمد کا یہ مفہوم تھا مکی مدنی
آدمی مظہر کردار کا ہوتا ہے دھنی



نسیم (وحیدہ)

لفظ قرآن کے تری تحسین	تو ہی ظاہر ہے اور تو ہی لہجہ
تو مژبتل ہے تو مژبتل ہے	تو ہی طیب ہے تو ہی طاہر ہے
تیرے سجدے ہیں فرشت کی دولت	تیرے ثعلین عرش کی زینت
تو خدائے بزرگ کی تنویر	تو ہے قرآن پاک کی تفسیر
دل انسانیت میں تیری ضو	خلد تیرے حب ل کا پر تو
تو ہی تکمیل ہے نبوت کی	تو ہی معراج آدمیت کی
تو مددوائے کلفتِ ایوب	تو تمنائے دیدہ یعقوب
صبح بستی کی ہے دلیل تو ہی	آرزوئے دلِ خلیل تو ہی
نام تیرا دعائے موسیٰ میں	ذکر تیرا صدائے عیسیٰ میں
ہر منبر تو انبیا کا امام	تجھ پہ بھیجے ہیں تیرے رب نے سلام
نغمہ ہر مدی پیام ترا	سدرۃ المنتہی مقام ترا

صاحب تاج صاحب معراج

ہم نگاہِ کرم کے ہیں محتاج

نوری (سیدہ مسرت جہاں بیگم شفیق)

میں کروں شہداء احمدؑ، ہوا غیب سے اشار

نہ قلم میں تاب و طاقت، نہ زبان کو ہے پیرا

مرے ذہن و نطق حیراں، کہہوں تو کیا کہوں میں

کروں کیسے مدح اس کی جو خدا کو خود ہے پیارا

یہی فخر میری عزت، تری ذات سے ہے نسبت

مری زندگی کا حاصل ترے عشق کا شراب

وہ نبیؐ تمام رحمت، جو ہے غمگسار اُمت

کئے ہم پہ اتنے احساں نہ اٹھے گا سر ہمارا

نہیں کوئی س جہاں میں جو شریکِ بچ و غم ہو

ہے خدا کے بعد اسے دل، اسی ذات کا سہارا

ہو قبول نعت میری، مجھے اذنِ حاضری ہو

درِ قدس کے ہوں جلوے، یہ نظر ہو اور نظارا

کروں جان و دل نچاؤر جو نصیب ہو حضوری

کرے روح و جد میری، جو طلب کا ہوا اشار

ہے دعا کہ روزِ محشر کہیں مجھ سے میرے آقا

یہ ہر اس کیوں ہے نوری تو نہیں ہے بے سہارا



دُشہوار زرگس

اے دل اگر ہے تجھ کو محبت رسولؐ کی شیوہ بنالے اپنا اطاعت رسولؐ کی
وہ سرکٹے نہ جس میں ہو سودا رسولؐ کا وہ دل مٹے نہ جس میں ہو غایت رسولؐ کی
ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہو گئی روشن ہوئی جو شمع رسالت رسولؐ کی
اسلام کے فروغ کا اے مدعی سبب خنجر نہیں، بے خلق و مروت رسولؐ کی
گہرائیں کیوں گناہ کے بارگاہ سے وہ کافی ہے عاصیوں کو شفاعت رسولؐ کی
بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی اللہ جو دے تو دے مجھے اغت رسولؐ کی
پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں اے کاش ہم بھی کرتے زیارت رسولؐ کی
ہے آرزو کہ قبر مری بھی وہیں بنے بے جس زمین پاک ہیں تربت رسولؐ کی

عاصی ہوں رُوسیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر

بندی خدا کی و رہوں امت رسولؐ کی



روحی علی اصغر

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقش رسالت خدا بھی نازاں ہے

وہ آیا سب کے لئے رحمت خدا بن کر
تمام عالم بستی کا رہنم بن کر
متانے کفر کو توحید کا پیام آیا
تہن نو کے لئے اک نیا نظام آیا

رسول حق سے نئے دور کا ہوا آغاز
نوائے وقت بنی انقلاب کی آواز
پہنچی ہے دھوم کہ حق کا مہین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خدا کی کتاب لایا ہے

عطا ہوا تھا محمدؐ کو علم و سرآنی
عمل سے ہو گئی معراج فکر ان فی
جو مشیت خاک تھا وہ بن گیا امین حیات
بلند ہو گئی افلاک سے زمین حیات

خودی کا آئینہ جب نقش کائنات بنا
کمال ذات سے وہ مظہر صفات بنا
یہ نذرش بنی آدم ہیں نازِ آدم بھی
یہ انبیاء کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی

شمیم جالندھری

آج وہ دن ہے کہ برس آسمان سے بروز

آج کے دن جوش پر تھی رمتِ ربِ غفور

آج یثرب میں کیا شاہِ دو عالم نے ظہور

ہو گیا روشن خدا کے نور سے نزدیکِ دور

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ گونج اٹھی غنیمت نہ

بُجھ گیا یرن کا جہت ہوا آتشِ کدہ

شعبہ دے گم ہو گئے شیطان بھی گم ہو گیا

جھک گئی باطل کی گردن کمر بھی سہرا گیا

ہل گئے ایوانِ شاہی زردہ سا آگیا

سقوطِ بعثت تھی ایسی کب تہاں تھرا گیا

نعرۃ اللہ کبر کی صدا آنے لگی

برقِ وحدت کفر کے خرمن کو تہہ سے لگی

تَبَسُّمِ (فاطمہ فاروقی)

آپ ہیں نورِ مجسم آپ فخرِ دو جہاں
 یوں بشر کہنے کو ہیں لیکن خدا کے رازداں
 فرش سے تافک بکھرا ہے جلوہ آپ کا
 ذرے ذرے سے ملا کرتا ہے عظمت کا نشان
 در پہ اُن کے شانِ محبوبی نظر آتی ہے جب
 دیکھتی ہوں آستانے پر، مجوم قدسیاں
 آپ لے کر آگئے دنیا میں فرمانِ خدا
 حکم کے تابع رہیں گے تشرنک پیرو جواں
 آپ کے روئے منور میں دو عالم مل گئے
 آپ ہی کی ذات میں ہے خالقِ عالم نہاں
 کتنے احساں کر چکے اور کس قدر کرنے کو ہیں
 آپ ہی تو ہوں گے روزِ حشر، ہم پہ مہرباں
 رونقِ عالم ! نگاہِ لطفِ مجھ پہ کیجئے
 زندگی سے دور ہو جائے، مری دور خزاں
 گلشنِ عالم میں کیوں مجھ کو سکوں ملتا نہیں
 آپ ہی بتائیے اے راز دارِ بے کساں
 دیکھنا ہے گر تبسمِ شمسِ طیبہ دیکھ لے
 ہے مدینہ میں وہ محبوبِ خدا غنبرِ فشاں

تہنیتِ اتہنیتِ انسا، بیگم ڈاکٹر زور

جب سے الطاف و کرم بہ جانہ آنے لگے
 سب میں محبوبِ خدیکت نظر آنے لگے
 رازِ بستی بے نقاب اس طرحِ دنیا پر کیا
 وہ سر پر رمتِ دنیا نظر آنے لگے
 لوحِ انساں کو دکھائی رہے وہ اس طرح
 رزہ ہائے عالم پر نظر آنے لگے
 جیسے جیسے سوئے طیب ہم سفر بڑھتے گئے
 اپنی بستی سے بھی بے پروا نظر آنے لگے
 کیا بتائیں روضۂ قدس کی کیفِ انیسویں
 شمس کے جلوے ہمیں کیا کیا نظر آنے لگے
 وقتِ رخصت ہم پہ ہو گزری ابھی تک یہ دب
 پھوٹتے ہی اُن کا در تہب نظر آنے لگے
 خوبیِ قسمت سے اپنی وہ حرم میں جا ہی
 تہنیتِ ہم پہ کرم فرما نظر آنے لگے



اختر حیدر آبادی (سیدہ سردار بیگم)

سدا اے سرورِ کونینؑ اے مقصودِ یزدانی
 سدا اے جوہِ توحید و شمعِ بزمِ روحانی
 سلام اے وہ کہ تیری ٹھوکروں میں تاجِ شہانہ
 سلام اے وہ کہ تیرے فقر میں تھی شانِ سلطانی
 سلام اے وہ کہ توجہ جانِ انصافِ رُدری
 سلام اے وہ کہ تجھ سے جاگ اٹھی روحِ انسانی
 جسے تیرے جمالِ حسنِ رحمت نے سجا دیا تھا
 وہ دنیا ان دنوں بے کشتہ درد و پریشانی
 خصوصاً تیری منت کا عجب حالِ پریشانی ہے
 نہ یارے شکیبائی، نہ تابِ دردِ پنهانی
 تری چشمِ توجہ کی طلب ہے آدمیت کو
 زمانہ چاہتا ہے پھر ترے لطفِ رحمانی

کرم اے پیکرِ لطف و نوازشِ نوعِ انسان
 کہ حد سے بڑھ گئی ہے گمبہ کی آجِ رزانی



علاقائی

ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں

گونج رہا ہے سروسرِ عالم کون مکاں میں نام تیرا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي

روضہ مبارک کسنہری جالیاں

سید ملکہ شاہ قدیری شطاری قصوریؒ

المتوفی سنہ ۱۱۷۱ھ
۶۱۷۵۷

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے دج سمایونی

اَنَا أَحَدُ دَاغِیْتِ سَنَائِیُو
اَنَا أَحْمَدُ ہوں پھر فرمایو
اَنَا عَرَبُ بے عین بتائیو
پھر نام رسول دُہرائیو نی!

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے دج سمایونی

فَشَقَّ وَجْہُ اللہ نور تیرا
ہر ہر کے بیچ ظہور تیرا
بے اِلَہِ سَنان مذکور تیرا
ایتھے اپنا سر لوکائیونی!

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے دج سمایونی

تو آئیوتے میں نہ آئی
گنج محفی دی تیں مری بجائی
آکھ اَلَسْتُ گراجی چہ ہی
اوتھے قَالُوا بلی سنائیونی!

سیوہن میں سا جن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

پرگٹ ہو کر نور سدا یو
احمد توں موجود کرایو
نالودوں کر بود دکھائیو
فَنَفَحْتُ فِيهِ سَنَائِيو

سیوہن میں سا جن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

نَحْنُ أَقْرَبُ لَكَ دِيو
هُوَ مَعَكُمْ سَبَقُ دِيو
وَ فِي أَنْفُسِكُمْ عِلْمُ كِيو
پھر کہیا گنگھٹ پائیونی

سیوہن میں سا جن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

بھر کے وحدت جام پلائیو
منصورے توں مست کرایو
س توں انا الحق آپ کہائیو
پھر سولی پکڑ چڑھائیونی

سیوہن میں سا جن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

گنگھٹ کھول تمہا دکھایا
شیخ بُنید کمال سدا
نَیْسَ فِی بَحْتِیْ حَالِ بِنِیْ
اَشْرَفَ نَفْسِ بَنَانِیُو

سیوہن میں ساجن پانیونی
برہر دے وچ سمانیونی

وَلَقَدْ كَرَّمْتَ يَدَ كَرَامِیُو
لَا إِلَهَ دَا پَرْدَ لَا مِیُو
إِلَّا اللَّهُ کَبُو جھاتی پانی
پھر بھالا تام دہرائیونی

سیوہن میں ساجن پانیونی
برہر دے وچ سمانیونی



(پنجابی)

سید وارث شاہ

المتوفی ۱۲۱۲ھ
۶۱۷۹۸

دوجی نعت رسول مقبول دالی جہڑی موجب ہے کل اڈنہراں دا

کائنات دا سو بچھتے فخر عالم سہن ہے دھرت تے نہراں دا

جنہاں بندیاں دا مرشد پر کامل سردار ہے کل پیغمبراں دا

بادی مسجدیں تے آتش خانیاں دا ٹھاکر دوریاں گرجیاں مندریں دا

نور نارسندی خبر دین والا چمکیڈراں کالیاں اندراں دا

کنجی خلق عظیم دی گنت نیجے توڑن والا کفر دے جنڈراں دا

پھڑکے لآدی تیز تلوار ہتھیں بہن چھڈیاں بُت مچھندراں دا

وڈے زور والے ہوئے آن حاضر جہڑے مار دے بل سکندراں دا

جنہاں کفر کیتا اوہدے نال او نہاں مزا چکھیا رچھتے بندراں دا

جنہاں صدق دے نال ایمان آندا لیا مرتبہ اُچیاں نمبراں دا

اوبے بیٹھ کے کسلی پوشش ہی یہ بھیت جو کھنڈاں کھنڈاں دا

دنا وند چوپاتیاں جام ساقی نشہ پھبیا کُل تلندراں دا

جتنے کفر سندی بد بو آہی او تھے ڈھیر توحید دیاں عنبراں دا

ہلایا آن حکیم محبوب وارث گیاروگ ناسور بھگندراں دا

مولوی غلام رسول عالمپوری

المتوفی ۱۳۰۹ھ
۱۸۹۲ء

جو ہر عرض وجود خلاق اصل اصول کاں
 نبی صفتی داسید مہر ورتے کوثر داساقی
 وچ اشارے انگل جدی شوق مستم اندک
 ثاقب نجم قمر تے شمسوں انور گوہر خاکی
 منظر فیض اتم یگانہ مطلع صبح ظہوری
 فتح مبیں کمال فرمائی شان نبی دی عالی
 سینہ پاک منور نشر نور اکھیں، زانوں
 شاہ صفیاں پیرویاں خاص ام نبتیاں
 لے جبرائیل ملائک نوری درخشے پر آیا
 ایہ امت بعد نہیں گزرے افلاکوں
 فوج فرشتیاں نال سدھائی شوقاں گھلائی
 کھلتے گئے در افدکوں ملک مقرب دھئے
 لشکریاں وچہ موٹی عیسیٰ کر کر فخر سدھانے
 جبرائیل رہیا وچہ سدرہ قوت پڑی سدھائی
 امت خیرا محمد دوان نام مستعدان
 جین حق خاص شفاعت کبریٰ ختم رسل خدائی
 خیر الناس عرب دافصح نوص لب تریقی
 جیں تے پاک قدم دی برکت فخر کے وچہ ناک
 اوہ شاہ بیت قصائد عالم جیں وچہ خوبی نوری
 تے محمود مت م معنی خاص عطر زالی
 انور اکھیں مہر نبوت روشن نور پر خوں
 فتح پاب بہشت معلیٰ اتقی وچہ تقیوں
 چہ بر براق رکابے چلیا، اتقی وچہ پہنچا
 زمیوں سنب فلک تے وچہ ہر قوں چاکوں
 جبرائیل نقیب پکارے پاک سواری کی
 سن سن کے پیغمبر خبر تظہار نوں آئے
 کھوں درے وچہ جنت خورں شوق زیارت پائے
 تن تنہا چلن دی سرور جاں دستوری پائی

کرسی عرش قدم دھر گزرے ملے قرار آہوں

تیز قدم دھر قرب چلے بے بالالوں زیروں

صورت حرفوں پاک ندائیں کلمہ پاک زبانوں

جو ڈٹھا سو ڈٹھا آخر جو پایا سو پایا

گم گئی نوں راہ دکھائے رگ کٹے پیروں

منزل مقصد چھوڑو گیندیں چہ شب ندنی

اصل بھلا گم گیا خودی تمہیں اندر سرگردانی

اُچیت چیت طیب حقانی کھوئے راز نہانی

واگاں دل مقصود چلا لیں موڑ کو راہوں انوں

سب جہاں اکودی برکت نور و نور دیکھ

پیش قدم وجہ عالم ہو یا جس نے اوہ رخ تیک

پاؤں ہاریں سب کچھ پایا منکر گئے ایذا میں

بہت صلوٰۃ سلام نبی تے آل سنے اصحاب

ہو چکیاں چھہ طرفوں آخر جاگہ پاک مقاموں

پون ندائیں ددھ محبوبا بے طرفوں چو پھیروں

لکھ رٹاں کوہاں دوراڈے پہتے دہمہ بیانوں

ہو رں نوں تھ دخل نہ مولے مڑ پیغمبر آیا

تاریکی وچہ جلدیاں تائیں ملیں شمع ہزاروں

روشن راہ صفا داپیا پائی دل نورانی

نفسوں ذات گواہی بھریں گوبہ نور انسانی

دل دل موڑ دلوں گمراہی نور دتی عرفانی

واہ سید شقلین محمد تر گئے عالم دونوں

فیض منداں دل آئینہ فرشوں عرش چمکی

ہینے لیکھ دھروں جس آہے اوہ خود دیکھ نہ کی

احمد باجہ نہ ہوندے پیدا جنت راز کدہیں

خاص خواص عزیزاں یاراں یرکب راہباں

نور ہدایت کریں عنایت خوف رجا وچہ رکھیں

عشقوں کریں متور سینہ روشن دل دیاں اکھیں

میاں محمد بخش جلیلی

متوفی ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۴ء

واہ کریم اُمت دا والی مہر شفقت کردا

جسبرائیل جیب جس چاکر نبیوں دا سر کردا

اوہ محبوب حبیب ربانیاں جی روزِ تشرِ دا

آپ یتیم یتیمیں تائیں ہمت سب پر دھند

جے کھواریں غم گلہاں دھوئے نت ربانیاں

نام انہاں سے رقیب ہیں کی قلم دکان

نعت انہاں دی لائق پاکی کدساں نادناں

میں پیت ندی وچ ڈریا پاک کئے تن جہاں

نسن بازار ویدے تے یوسف برے ہو وکاندے

ذوالقرنین سیدمان جیہے خدمت گار کھاندے

عیسیٰ خاک انہاں دے دُردی گھن تیتھ کرد

تائیں دست مبارک میں داشاقی ہر ضرر دا

خاں غلامی اُس دی والا ریا پاک خلیفے

جانی نوں قسربانی کیت مہتر اسماعیلے

موسیٰ خضر نقیب انہاندے گئے بھجن رہی

وہ سلطان مستدوں مُرسل ہو رسیا ہی

دہ شہسری سرجتاں نوں ہویا تیرے سہ پیار

الغت انہاں دی کیہ کچھ لکھے شاعر او گنہار

کرسی عرش قدم دھر گزرے ملے قرار آہوں

تیز قدم دھر قربت چلے بے بالالوں زیروں

صورت حرفوں پاک ندائیں کلمہ پاک زبانوں

جو ڈٹھا سو ڈٹھا آخر جو پایا سو پایا

گم گئی نونوں راہ دکھائے رگ کٹے بیڑوں

منزل مقصد چھوڑ گئیں دیں چہ شب ندی

اصل بھلا گم گیا خودی تھیں اندر سرگردانی

اُچیت چیت طیب حقانی کھوے راز نہانی

واگاں دل مقصود چلایں موڑ کو راہوں دونوں

سب جہاں اکودی برکت نور و نور دلی

پیش قدم وچہ عالم ہو یا جس نے اوہ رخ تکیا

پاؤں ہاریں سب کچھ پایا منکر گئے ایذا میں

بہت صلوٰۃ سلام نبی تے آل سنے اسی ہیں

ہو چکیاں چھ طرفوں آخر جاگہ پاک مقاموں

پون ندائیں دھڑ دھڑ بے طرفوں چو بھیروں

لکھ کر ڈٹاں کوہاں دوراڈے پہتے وہم بیانوں

ہو راں نونوں تھ دخل نہ مولے مڑ پیغمبر آیا

تاریکی وچہ جلدیاں تائیں ملیں شمع ہزاروں

روشن راہ صفا پایا پانی دل نورانی

نفسوں ذات گواہی بھریں گوہر نور انسانی

دل دل موڑ دلوں گمراہی نور دتی عرفانی

واہ سید شعلین محمد تر گئے عالم دونوں

فیض منداں دادل آئینہ فرشوں عرش چمکی

ہینے لیکھ دھروں جس آہے اوہ خود دیکھ نہ کی

احمد باہجہ نہ ہونڈے پیدا جنت راز کد ہیں

خاص خواص عزیزاں یاراں یہ رکب راجہ ہیں

نور ہدایت کریں عنایت خوف رجا وچہ رکھیں

عشقوں کریں نور سینہ روشن دل دیاں اکھیں

میاں محمد بخش جلمی

متوفی ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۳ء

واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کرد

جب اسرائیل جیب جس چاکر نبیوں دا سر بردا

اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز تشر د

آپ قیم قیمیں تائیں ہتھ سرے پر دھردا

جے مکھ واریں عطر گلہاں دھویئے نت زبان

نام انہاں لے رنق ناہیں کی قلم د کاں

نست نہاں دی لہو پاکی کدساں نادناں

میں پیت ندی وچ وڈیا پاک کئے تن جہاں

نسن بازار وڈے تے یوسف برعے ہو وکاندے

ذو عقرین سیماں جیہے خدمت گار کھاندے

عینے خاک نہاں دے دُردی گھن تیمم کرد

تائیں دست مبارک اس دا شافی ہم ضرر د

خاں غلامی اُس دی والا ریپاک خیسے

جانی نوں و تریبانی کیتا مہتر اسماعیے

موسیٰ خضر نقیب انہاندے اگے بھجن راہی

اوہ سلطان محمد ولی فرسل ہو رسپاہی

دہا شہی سر جتاں نوں ہویا نیرے آدھ پیہ

الفت انہاں دی کیہ کچھ لکھے شاعر او گنہ را

(پنجابی)

مولوی دلپذیر بھیروی

المتوفی ۱۳۶۹ھ
۱۹۵۰ء

رَبِّ اَشْرَحْ لِي صَدْرِي مُوسَى رَبِّ تَحِيں کرے عَائِش

تے تَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اَنَامِ مُحَمَّدَانِ

وَسَيَا ابرہایت والارنج لگا جگ سائے

مُخْفِي كُنْجِ عِلْمِ كَهْلَارے ظاہر و چہ سینسائے

اُچھلِیا دریا کرم دانکلی ٹھاٹھ جتنا بوں

اُجڑی دہرت و سائی اللہ لنگھیا فضل حسابوں

چوداں طبق منور ہوئے خاطر جس دے دم دی

لکھے اُس دی مدح پذیرا کیا توفیق قلم دی



میاں مولا بخش کشتہ امرتسری

المتوفی ۱۳۷۴ھ
۱۹۵۵ء

مُردہ دلاں توں زندگی بخش دائے ایسا مٹھڑ جان ہے نام تیر
جلوہ رب دا ہووے نصیب اہنوں ہووے تہنوں دیدار حبان تیرا
وکیھن ویں اکھیں ہون تیکر اتے دن دے وچ پریم ہووے
حضرت آپ توں سب پھہ نظر آوے ہے زمین تیری گمان تیر
تیرے عشق دی ہے دستن حضرت نوکں سمجھیا ہے قرآن تہن نور
جاکے عرش تے خیال نوں نظر آیا درجہ بہت چا عانی شان تیرا
پُھلاں نال نہیں بلبل پیر رردی کاغذ جان کے گلں دی پتیاں نوں
اپنی جُچ دی قلم دے نال وکیھاں نقشہ کچھدی پھرے خوبان تیرا
تیرے خُلق دیاں دھماں ہین تھماں تھماں تیرے پریم دا غم مُچ ہے چرچ
تیری نعت کیہ لکھے ناچیز کشتہ ثنا خوان ہے سب مژداں تیرا

پیر فضل حسین فضل

المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

بھنیو بھلی وچ جگ دے بن سوہنے، سوہنے نہیں پر میری جناب ورگے
 اوہ جدھے پسینیاں وچ ہتے رکھے گئے ہیں عطر گلاب ورگے
 چہرہ مہ کنون داویکھ کے تے، وہ وشن نے انگڑیاں چیریاں
 ابدی ک انگشت دویکھ جود سینے چاک کر لیں مہتاب ورگے
 پاوریت تتی تتی بیٹھ کنڈاں، گرم گرم پتھر پتر چھاتیاں دے
 اوہ دے عشق وچ، شقاں صدقاں نے ساڑے جتے کجواب ورگے
 چھپ کے کئی وری اوہدی بزم اندر بہناں پے جند اپناں دگیوں
 جاکے کئی وری اوہدی بارگاہے دیوے پے ہلن آفتاب ورگے
 روضے کول درخت جو پے جھولن، توں نہ تجھیں ہوا سنگ جھوں دے نین
 ادبے تاب نہیں یسے دے وچ نیمے جھات پان لئی قیس بے تاب ورگے
 اسی نہ کوئی پرس دا سنگ پارہ نہ کوئی پڑی اکسیر دی منگنے آں
 تیرے عشق وچ چاہنے آں شہ خوباں ساڈے دل ہو جان سیماں ورگے
 اجے بنیں کجھ بجز دے سال باقی، اجے دُور نہیں ساعتاں وصل دیاں
 اجے فضل تیرے کچے اتھرو نیں، اجے ہوئے نہیں مُرخ عتاب ورگے



محمد مصطفیٰؐ ک معجزہ اے
 بگایا اُس نے سستی زندگیوں
 نہیں پائی کتوں تعلیم اُس نے
 ہوئی نازل کتاب اللہ اُس تے
 اندھیرا ہی اندھیرا سی عرب وچ
 صدائے قم بیاڈین اللہ اُس دی
 بنائے اولیاء لکھاں کروڑاں
 کلام غیرو فنی، جاودانی
 دلاں دے روگیاں نے پائی صحت
 فدائی بن گئے جو ویری آئے
 ترا خنجر جہاد کام رانی
 درں دے زنگ تارے پاکیتے
 خلیل اللہ دے مونہوں جو نکلی
 جناب ابن مریم دی بشارت
 فقیرن نوں ملے شاہی خزانے
 عرب دی ڈب دی بیڑی بچائی
 مقام وحی ربانی دی عظمت

جدھی ہریرا داراک معجزہ اے
 اہ آواز دراک معجزہ اے
 اہ سب دارینا اک معجزہ اے
 نزول اس وحی دا اک معجزہ اے
 محمد دی ضیا اک معجزہ اے
 دل و جاں دی شفا اک معجزہ اے
 نبی دا نقش پا اک معجزہ اے
 لب جاں بخش دا اک معجزہ اے
 ترا دست شفا اک معجزہ اے
 نگاہ دل ربا اک معجزہ اے
 صفایا کفر دا اک معجزہ اے
 ترا صدق و صفا اک معجزہ اے
 ہوئی پوری دعا اک معجزہ اے
 نظر آئی بحب اک معجزہ اے
 ترا جود و عطا اک معجزہ اے
 کہاں نا خدا اک معجزہ اے
 خرد توں ما اک معجزہ اے

رے گاتا قیامت روشنی بخش

ترا دیوا سدا اک معجزہ اے

(پنجابی)

فقیر، ڈاکٹر فقیر محمد

ہے میریاں حُمدِاں نعتاں توں بہت اُتّا نہ مقامِ محمدؐ دا
پیا اپنے شعرِ سجاوناں میں وچ لُج کے نامِ محمدؐ دا
سُخیاں دے واندے ہتھّاں نوں کیہ ویکھے نظرِ بچیداں دی
اُمیرتے چڑھدے سُورج نوں نہیں ہندی لوڑ دیدیں دی
بتِ لعل کے دا جوہری نوں دے بے قدراروڑا کیہ
دے تے تریزِ براقِ دیاں ٹوراں کوئی لنگا گھوڑا کیہ
کیڑی دُریا وچ اُتر کے کیہ ویکھے پارِ کُستارے نوں
رائی بے قدری کیہ جانے پرِ بت دے کھل کھلاے نوں
دے کیہ مُنکر لوکاں نوں بتِ موسیٰ دا سرِ عون کوئی
رہیہ کے پیا زمیناں تے عرشاں دیاں گڈاں کون کوئی
کُنڈا کوئی کوں بیان کرے پھلّوں دی جہکِ سہانی دا
مالی بیدرد کوں جانے چا بے بسلِ دردِ رنجانی دا
کہتوں کوئی منگتا دُنیا نوں دے دولتِ واوایراں دی
کوئی مُورکھ دے روگی نوں تاثر کوں اکیراں دی
ہے میریاں حُمدِاں نعتاں توں بہت اُتّا نہ مقامِ محمدؐ دا
پیا اپنے شعرِ سجاوناں میں وچ لُج کے نامِ محمدؐ دا



خواجہ غلام فرید
متوفی ۱۳۱۵ھ
۱۳۱۵ء

حسن زن دا بھیا رُخبر۔ اعدوں ویس ودا تھی اتمہ
سب ثبوت جتھ مسوہے اوکھ ناص اب نا مطلوبے
ہے کہ یڈر گئے اُکبصار۔ بے حد مصوق، مصوق بے حد
غیب الغیب دے دیوں آیا شہادت ویر۔
حدیت دا گھنڈ تار۔ تھپ اندقوں محض مقید

تھن میں مٹھڑی جند جان بلب۔ کوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب
توڑے دھوڑے دھوڑے کاندڑی ہاں تیرے۔ توں مفت دکانڈری ہاں
تیرے باندی دی میں باندڑی ہاں۔ بے در دے گتیر ناں دب
واہ سوہناں ڈھولن یار سبھن۔ وہ سناں موت جب ز دین

آڈیکھ فرید دا بیت حزن
ہم روز ازل دی تانگھ طلب

حضرت پیر مہر علی شاہ (گورڈہ شریف)

المتوفی ۱۳۵۶ھ
۱۹۴۷ء

اُج سک مٹراں دی ودھیری اے	کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے
وول لوں وچ شوق چنگیری اے	اُج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں
الطَّيْفُ سَرَى مِنْ طَلْعَتِهِ	وَالشَّدْوُ بَذَى مِنْ وَفَرَتِهِ
فَسَكَّرْتُ هَذَا مِنْ نَضْرَتِهِ	نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ چند بدر شعلشانی اے	متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے	نمور اکھیں ہن مد بھریاں
دوا برو قول مثل دسن	جیس توں نوک مرہ دے تیر چھپن
لباں سرخ اکھاں کہ لعل یمن	چٹے دند موتی دیاں ہن بڑیاں
اس صورت نوں میں جان اکھاں	جاناں کہ جان جہاں آکھاں
سچ اکھاں تے رب دی شان اکھاں	جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہ صورت بے صورت تھیں	بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دے اس صورت تھیں	وچ وحدت پھٹیاں جد کلیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا	تو بہرہ کی عین حقیقت د
پر کم نہیں بے سوجھت دا	کوئی دریاں مونی لے تریں
یہا صورت شالا پیش غم	رہے وقت نزع تے روز تہ
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر	سب کھوئیں تھیں تدمہ دیں
يُعْطِيكَ رَبُّكَ داس تاں	قَرَضِي تھیں پوری سس سس
بچ پل کر پسی پاس سس	وَسْمَعُ تَسْمَعُ صَحِيح پڑھیں
رہو نمک تھیں فحشہ بردہ میں	من عسوری تہک دکھاؤ بجن
وہا مٹھیں گا بیں روز مٹھیں	تو تم وادی سن کریں
جرے توں مسجد آؤ ڈھولن	نوری جہات لے کارن سائے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دافر ش کرن	سب انس و ملک حوراں پریں
اینہاں سکریاں تے کراندیاں تے	لکھ واری صدقے جانیاں تے
اینہاں بر دیاں مفت کاندیاں تے	شالا آون وت بھی وہ گھڑیں

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلْتَ مَا أَحْسَنْتَ مَا أَكْمَلْتَ

کتھے قبر علی کتھے تیری شراستہ کتھے جاتیں



(پشتو)

خوشحال خان خٹک

المتوفى سنه ١١٠٠هـ
١٩٨٨

د خدائے عرفون موشه پعرفون د محمد
پک دے محمد پک دے سُبحان د محمد
راشه نظرو کمره په طه په یسین بند
خدائے دے صفت کرے په قرآن د محمد
دیر خلق پیدا دے اثبیا که اولی دے
نشته به خیمت کنس یو په شان د محمد
خدائے سره موسیٰ په کوہ طور کرے خبرے
دے د عرش د پاسه لا مکان د محمد
پیک ئے جبریل وه در فرق جلب نیولے
پورته پس معراج وه په آسمان د محمد
خون به د موسیٰ خور من سوے یولک و کرے
انس و جن مریزے تل په خواں د محمد
لاس دے لگو له ماشخال په واره کر نه
غم ندوه م نشته په د امان د محمد



پیشو

رحمان بابا

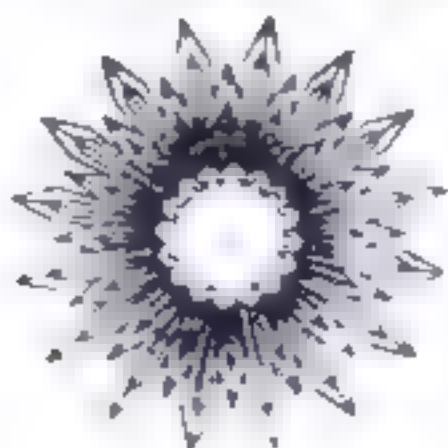
متوفی سیب ۱۱۸۱ھ

کہ صورت د محمد نہ وے پیدا
کل جہان د محمد پہ روی پیدا شو
نبوت پہ محمد بندے تم شو
نور ہا نہ د محمد و و پیدا شوے
کہ صورت نے پیدا شوے آخرین نے
خدائے نے مہ گنہ بیشک چہ بندہ دے
کہ نبی دے کہ ولی دے کہ عاصی دے
چہ نے دین د محمد دے قبول کرے
محمد د گمراہ نور ہنم دے
کہ رنراہ پیروی د محمد وہ
محمد د بے چارہ و چہ گردے

پیدا کرے بہ خدائے نہ وہ د دنیا
محمد دے دستہم جہان آبا
نشتہ پس لہ محمدہ انبی
چہ بوئی نہ وود آدم اود حوا
پہ معنی کینے اولین دے ترہرچ
نور نے کل و پد صفت دی پہ رہتی
محمد دے دہمہ وارہ پیشوا
جنتی دے کہ فسق دے کہ پارسا
محمد دے درند و دلاس عصا
گنہ نشتہ پہ جہان بلہ رنرا
محمد دے ہر درد مند لرہ دوا

زہ رحمن د محمد د درخا کر و بیہ !

کہ مے نہ کہ خدائے نہ دے درہجہ



(پشتو)

حمزہ شنواری

فطرت یو تبسم دے په عرفان د محمدؐ

یو کیف دے پسر لے د گلستان د محمدؐ

خرگند، د دوی نه نوره شو یو وائے د وجود

هر خبر شو آینه خان ته چران د محمدؐ

پوئے نه شو خوک په سردی مع الله وقه

بس دو مره چه مبله به وه یزدان د محمدؐ

یو گل د تجلی نه د رخسار په شفق دے

جنت یو د نقشه شوه د دامن د محمدؐ

خاقی یه چه په عشق کېه کرو توحید و ته نزول

خیل سورے په انور و شوقربان د محمدؐ

برزخ نه نقش ورنه که چه وی پاک هغه پکار

مقی حکه لقب شو په قرآن د محمدؐ

هر شی د کائنات که صدق شو وازه خله

راخور چه په دنیا کېه شو نیسان د محمدؐ

راجوره سسله شوه د اشکال الهی

پیدا چه کرے رب زلف پریشان د محمدؐ

حمزه هره ذره به د ثنا کری د دنیا

نه شونه که ثن کر شیوه بیان د محمدؐ

منظر فریدی ملا کوری

تترے د کفر شولے رفع دفع نمر او خبیہ
 سپینہ رنر شود پہ جہن جہ سپین سحر و خبیہ
 هر خو و و خبیہ و زور
 دنا پوهی او جہل
 بہ دغہ وخت کسے عربی شمس و قمر و خبیہ
 سپینہ رنر شود بہ جہن چہ سپین سحر او خبیہ
 چا و و بت ن نسوی
 بد نمر سورئی و ستوری
 حوئے حوئے شات د حصر ن غدتہ و و خبیہ
 سپینہ رنر شود بہ جہن چہ سپین سحر و خبیہ
 حق شوبالہ پہ جہان
 دخدا ئے تعالیٰ دلوری رے
 د آسمے د زرہ تکور، نور بصر و خبیہ
 سپینہ رنر شود پہ جہن چہ سپین سحر و خبیہ
 پہ تادے دیروی سلام
 مل شے حما "فریادی"
 نیکی مے اونکرہ وینستہ مے سپین دسر او خبیہ
 سپینہ رنر شود پہ جہان چہ سپین سحر او خبیہ
 سیکے بشر و خبیہ
 سیکے بشر و خبیہ
 روزکہ زورقہ وئے زور
 جال هر طرف تہ و و خور
 سیکے بشر او خبیہ
 سیکے بشر و خبیہ
 خبیہ معبود ن نیوی
 وود آسمان نیوی
 سیکے بشر او خبیہ
 سیکے بشر و خبیہ
 باصر کر و خیرے کر و و
 یغدد و و و و و
 سیکے بشر و خبیہ
 سیکے بشر او خبیہ
 ب نی حیر لانہ
 روز محشر پہ مقام
 سیکے بشر او خبیہ
 سیکے بشر و خبیہ

(ہندکو)

سائیں پشاور، استاد احمد علی

المتوفی ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

بیعت سے جنت میں ہوئے تیرے دست مبارک اصحابِ چم کے
بابِ کشورِ علم علی ہوئے تیری زبان رفیع الخطب چم کے

پیادِ عرشِ معلیٰ دا چند پایا، تیرے قدم اے والہِ جناب چم کے
سائیاں کعبے قوسینِ داسیل کیتا کعبے نعل نے تیری رکاب چم کے

مسلمان دینی فرض سمجھ کے تے کھولن لگیاں پہلے سترِ آن چمدا
قدم نام محمدِ داجدوں لکھدی ادبوں کا غزِ حضورِ دی شان چمدا

برادرِ شاد اس راہِ دین دے نوں صدق ناں ہر اہل یمن چمدا
سائیاں صدقے محمدی ذات اُتو، حسن پرست جھک جھک آستان چمدا



شده عبداللطيف بهائي

متوفى ۱۲۵۲ھ

جوڙي جوڙ جهن جي . جذهن جوڙين
خونداص خشي محمد مکئين
ڪموته ڪريو تي چيو چ پئين
ان موراڪ ڪنٽ مڃوئي نين تئين

جوڙي جوڙ جهن جي پٽ ڪين پورو
حامي هادي هاشمي . سردار سردار
سونهين صحت ست ڀرمنجهن مسجد مسيد
چارئي جنگ چوڌر هڏيڪ نه حبيب سين

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ جَن نَوْبَ ائين
نن مير محمد ڪري نوتون منجهن نينهن
سوتون وجيو ڪيئين تئين ڪنڌ پين ڪي،

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ جذهن چيو جن
تن مڃيو محمد ڪري هيچان سان هنين
تڏهن منجهن تن وٽر ڪونه اوليو

وَخَدَّ ذَا الشَّرِيكَ لَهُ جَنَّتُوسِينَ اِيْمَانِ
تَن مَجيُو محمَّدڪ رڻي قلب سان لسان
اوو فائق ۾ فرمان اوتر ڪنهن نه اولي

○

پڙهي پڙهيچ سبق انهن سور جو
ميم رکومنيچ "لف تنهن اگين
چتن چوريچا اه لات "لطيف" جي

○

جڪرو جس ڪرو پيا مڙئي مل
سمي جي سهاڳ جي ڪنهن نه پيئي ڪل
مئي ان مرسل ، اصل هئي ايتري

○

جڪرو جس ڪرو پيا سڀ انبرا
جب نين جڙو جڪڙو تيئڻ نه پيا
مئي انهن ماڳن ، اصل هئي ايتري

○

جڪري جهوجون ڏس ڪونه ڏينهن ۾
مهڙمڙني مرسدين سوس سندس شان
فَكَكَ ذَبَ قَوْسَيْنِ وَادَى اِي ميسرڻين مڪن
اي گي جوا حسن جنهن هدي مير ٿيم ههڙو

○
٣٣٣

لحد حمد صغیریت در وچن هم فرق
آهي مُستغرق عالم نهي گنه در

سمتو سرچیت ذات پگر پرس بی
گهر تنهنجي گجری . اچي جار جگت
جن جیہائی یت تن نیہائی بکب

نذر منجھارن نڪري جڏهن پڻ ڪري ٿو پڻ
پوڻ پڻ بسم الله چئي . در دچمي ئي رند
پيون گهڻي ادب سين وٺي حورن دیرت هڻه
سائين جو سوگند ساچن سينان سهڻو

پيرون پيري پيچ . هي جي منجهن پورون
بي در ڪنهن در وچ ري هڻ نهي هيڪري

ڪٿي نين خمدردن نذر ڪيئون نظر
سورج شاخون جهنگيون ڪو ماڻهو قمر
تارا ڪٿيون تائب ٿيا . ديکيندي دلبر
جهنگو ٿيو جوهر . جانب جي جمال سين



پیر محمد سلیم جان مجددی

نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 سب کان پلار و سب کان مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم
 سید سرور اشرف انور ساقی کوثر شافع محشر
 فضل جمر کمر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 بحرِ کرم مت مخرب حکمت گنج شرافت آیت رحمت
 فخرِ امت عزّت آدم صلی اللہ علیہ وسلم
 بین در مزارغ جو سرمو و نیل سنواری کُنڈیڑ گیسو
 موج تبسم کوثر و زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
 آپر بوجھ محبو سمنر ہدایت شرک شدوت کفر جی ظمت
 تی وی حکم در ہم و برہم صلی اللہ علیہ وسلم
 نابہ مڈو جنھن جو محمد راز بہ رب جو جنھن تی پچد
 روح جی راحت قلب جو مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
 ہن جی مبارک خد کہ قدم دن گھوریو گھورین واری بہ گھورین
 سرتر و سلیم آء ہیج مان ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم



بڙو عبد الرحيم رشيد

السلام ي سرورِ ڪونين - ي شاهِ مسم

السلام ي شان و شوڪت جا دورِ اسلام

السلام ي رحمت لعلِ نبينِ عبي صفا

السلام ي ڪر يادن کان پيارِ سلام

تو هئي توحيد جا پيغام پيرِ پرت مان

مرحب صدمرحب دلبرِ دارِ سلام

جو رڪي توسان محبتِ عافت پڻ ڪري

دينِ دنياب جا وڻ کانئس خسارِ سلام

تنهنجي محبت سان بندو، محبوب تئي موليٰ سندو

نامن قرآن ۾ اهڙا شاعرِ سلام

عرشِ علي تي رسي معراج ماڻهو تو مٿ

قربِ قادر هي ڪي توتي نادر، لسلام

ڪوبه سمجهي ڪين سگهيو، تن تنهنجو ميند

وَضَحِيٍّ وَ نَيِّرٍ جَ تَوَّابٍ شَرِ اسَلام

آرزو صبح وصال ڪي رهي تئي پا خد

سبز گنبد جا پٺان هيڪرِ غدار، لسلام

دل جي گهرين وچان رشيد امڪا مرسل سلام

سي قبولج پاڇه سان، کانئس خدار، لسلام

آخوند حاجي عبد الرحمن انجم هالائي

عين طهر ، نور انور ، مُصطفى يا مُصطفى
گنج گوهر ، منهنج سرور ، مُصطفى يا مُصطفى

تنهنجون اوسيدا ! جنهن دم بدن جن و بشر ،
ٿا پڙهن صلوة هر هر ، مُصطفى يا مُصطفى

مان نه هڪ آهيان فقط شيدا مگر آهن لکين ،
تنهنجا عاشق منهنجا همسر ، مُصطفى يا مُصطفى

تنهنجي فرقت ۾ رٿان ٿو ڏم تنهنجو ياد آه
ورد منهنجو آه اڪثر ، مُصطفى يا مُصطفى

جيب خالي ڪيئن من پهچان دور منزل آه شي ،
ور وسيل ڪرڪ واهر ، مُصطفى يا مُصطفى

عشق نادر کي تون پڻ وٺ جلدي گهرايو ،
دور تنهن کي ڪر نه دلير ، مُصطفى يا مُصطفى

ڪين "انجم" کي وسارج آه جو عاصي ثيم
ڪج شفاعت روز محشر ، مُصطفى يا مُصطفى

مخدوم محمد زمان طالب المولى

منهنجي عشق جو پيار محبوب خرد ، آغز به تون ، انجام به تون
 منهنجو طاعت ، دست ، مذهب تون منهنجو دين به تون ، سلام به تون
 آهين آس به تون ، اميد به تو ، پيوگين دنوسو تنهنجي مون
 منهنجي قرب جو ڪعبو ڦيرو مون ، منهنجو حج به تون حرم به تون
 هر شيءِ منهنجو حسن دشمن ، تون ڪن سو پي ڪ به پير
 منهنجو ڳ به تون ۽ پوءِ به تو منهنجو صبح به تون ۽ شام به تون
 آهي درم سسجي رات رات ۽ رات ۾ تنهنجي بت رات
 منهنجو مقصد تون ، منهنجو منصب تون منهنجو سڀئي تون ۽ دم به تون
 آهين حسن نرس جو رز به تون قدرت جو نرس غفار به تون
 محبوب به تون ، محبوب به تون قصد به تون ۽ پيغام به تون
 آهين رونق پاڻ جهان جي تون هر روز سهره ، حسن آه فرزون
 صيد به تون آهين ، دم به تون ۽ گر به تون ، گذر به تون
 ۽ غصمت ، شوڪت ۽ صورت ، بي مشل وري تنهنجي رحمت
 منهنجو درد به تون ، منهنجو سوز به تون رحمت به تون ۽ آرم به تون
 پيو منهنجي نظر ۾ زاهي ڪو منهنجو هر دو جهان ۾ صائب جو
 سرد به تون ، سرڪ به تون ، ارشاد به تون حڪم به تون

شيخ عبد الحليم جوش

محبت جنهن جي قطرت هئي. صداقت جنهن جي سيرت هئي
 عبادت زندگي ۽ زندگي جنهن جي عبادت هئي
 اهو انسان ڪنهن عرش تائين جنهن جي رفعت هئي
 سڀ جي لاءِ رحمت هو. سڀن تي جنهن جي رحمت هئي
 ڪڏهن ڪنهن سان عدوت هئي نه ڪنهن جي راءِ نفرت هئي
 محمد جي نظرم هر بشر جي لاءِ عزت هئي
 ڪڪر وانگر وسايو مينهن جنهن پنهنجي مروت جو
 بنا ڪنهن فرق جي پنهنجن پراون تي عنايت هئي
 چئي پاڇي پڇاها، تي انسان اُپري پيپ
 تي فٽوس تي روشن، چئي ظلمت تي ظلمت هئي
 تي ماحول پيدا ٿيو محبت جو اخوت جو
 چئي ويڇائي ويڇاها، چئي نفرت تي نفرت هئي
 نظرم سوچ ۾، گفتار ۾، ڪردار ۾ جنهنجي
 نزل کان تائين بد قسمن رهڻ واري حقيقت هئي
 ڪڏهن غار حرا ۾ هو ڪڏهن عرش معلٰي ويو
 نبيءَ جي نقش پڻ ۾ آدميت لاءِ عظمت هئي
 محمد سوجهرو هو پاٽ ونده جي زمانن ۾
 محمد هڪ صدا هئي جنهن ۾ لافني صداقت هئي
 ذاتي سڀ کي محمد مصطفيٰ قرآن جي دوست
 عمل جي روشني عرفان ۽ يمان جي دولت

کچھ عشق پیمر میں نہیں شرطِ مسلمان

ہیں کوثری بندو بھی طلب گارِ محمدؐ



آستانہ خضر و رسول

گورونانک جی

آنجہانی سن ۱۹۴۵ء
۶۱۵۳۸

اُٹھے پہر بھوندا پھرے کھاؤن سترے سول

دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چیت نہ ہوئے رسول

وہ شخص سٹھوں پہر بھٹتا پھرے اور اس کے سینے میں
درد اٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جب اس کے
دل میں رسول کی چاہ نہ ہو۔

م محمد من توں، من کستا باں چار

من خدائے رسول توں، سچا ای دربار

تو حضرت محمد کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان۔
تو خدا اور رسول (دونوں) کو مان کیونکہ خدا کا
دربار سچا ہے۔

(جہنم ساکھی)



سرور جہاں آبادی . منشی درگا سہائے

آنجہانی سبب ۱۹۱۱ء

دل بے تاب کو سینے سے لگالے آج کہ سنبھلتا نہیں کہ بخت سنبھلے آج
پاؤں میں طول شب غم نے نکالتے آج خوب میں زلف کو تھمے سے گاتے آج
بے نقاب آج تو اے سیوڑوں وے آج

نہیں خورشید کو مست ترے سنے کا پتہ کہ بن و زل سے بے سر پتہ
استد شد ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا کون ہے ، دعوب کون ہے محبوب خدا
سے دوعاد کے تہینوں سے ترے آج

دہی دل میں مرے رہن کھلے جاتے ہیں خاک پر گرے ڈر شک بڑے جاتے ہیں
تیری رسوائی پہ کہ بخت تنے جاتے ہیں ہوں سیر کار مرے غیب کھلے جاتے ہیں
کلی وے مجھے کسی میں چھپے آج

رہے داماندگ و سعت دہان صرط امداد سے خضر بیہوش صرط
ہر شدم پر نگہ یاس ہے یارن صرط دیکھتے ہیں تجھے مڑم کے غمغینان صرط
ڈمگاتے ہیں قدم کون سنبھلے آج

کان میں کچھ بوا دھر عذر نزاکت نے کہا مرجب بڑھ کے دھڑا بد و حدت نے کہا
آبریں تری وں جوش محبت نے کہا پہنچي محبوب تو مشہد قدرت نے کہا
خلوت راز میں اے ناز کے پالے آج



شاد، سرکش پرشاد

آنجھانی مہینہ ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۲ء

کان عرب سے لعل نکل کر سرتاج بن ہمدانوں کا
نام محمد اپنا رکھ سلطان بن ہمدانوں کا
بندہ کے سر پر ہنر عامہ کا دھڑ پر رکھ کر کالی مٹی
ساری خدلی اپنی کرلی منت رہن محنتوں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے، جوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا سب پر جبری دلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا ہتی ہتی
مہر و مہ کو تجھ سے رونق نور بن سیاروں کا
بو بکر و عثمان و علی تھے چرخ مرمت کے
کثرت وحدت میں جیسے حل وہ تھان چوں کا
کسب تجلی کرتے تھے چاروں مہر نبوت سے
بخت رس تھا برج شرف میں تیرے چار پیروں کا
بادۂ عفو متا ہے ساقی کے میخانہ سے
شاد مقدر فضل خد سے جاگا اب میخواروں کا



کوثری، دلو رام

تجرباتی ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۵ء

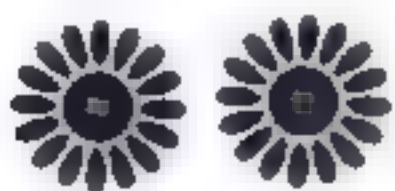
عظیم شان ہے شان محمدؐ	خُد ہے مرتبہ دان محمدؐ
کتب خانے کے منسوخ سارے	کتاب تق جات سر محمدؐ
نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے	بڑی ہے قیمتی جان محمدؐ
شریعت اور طریقت اور حقیقت	ہر تینوں پر مسیزن محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں	غلامانِ غلامانِ محمدؐ
نبی کا نطق ہے نطق الہی	کلام حق ہے نبرہ محمدؐ
خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ	خدا کی شان ہے شان محمدؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ	ہی ہیں چہرہ پیر محمدؐ
علیؓ ان میں وصی مصطفیٰ ہے	علیؓ ہے رنگ بستان محمدؐ
علیؓ و فاطمہؓ شہیرؓ و شہرؓ	ہسا ان سے گلستان محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا

میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

کیسے دہلوی، پنڈت برجموہن دتاتریہ
 آنجہانی ۱۳۷۵ھ
 ۱۹۵۵ء

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا
 مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاکِ لہ کا
 تھی بعثتِ محمود خُداوند کو منظور
 تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دُعا کا
 پہنچا یاب کس اونچ سعادت پہ جہاں کو
 پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ خرا کا
 معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
 ہے خلدِ بریں روضہٴ پُر نور کا خ کا
 دے علم و یقین کو مرے رفعتِ شہِ عالم
 نام اونچا ہے جس طرحِ حرا اور صفا کا
 یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
 بصری سے ہو، جلوہٴ فنگن نورِ خُدا کا
 ہے صافی و مددِ مرآتِ شافعِ عالم
 کیسے مجھے ب خوف ہے کیا روزِ جزا کا



اختصار ہر کی چند
تجہانی شمس
۱۹۵۸ء

کس نے ذروں کو ٹھنڈا کر دیا
کس نے قصوں کو ملایا درد کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں کس کے نام پر
مذہب موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے بھئی قلعہ کسری کر دیا
کس کی حکمت نے قیدیوں کو کب ڈر پیچھا
اور غلاموں کو زمرے بھر کا مور کر دیا
کہہ دیا کہ تَقْنُصُوا خُتْرَکِی نَے کان میں
اور دل کو سب محوِ محنت کر دیا
سات پردوں میں چھپ بیٹھا تھا محسن کا محنت
اب کسی نے اس کو عام آتش کار کر دیا
آدمیت کا غرض سب مل گیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا



محروم، تلوک چند

آنجہانی سید
۱۳۸۶ھ
۱۹۶۶ء

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر

مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

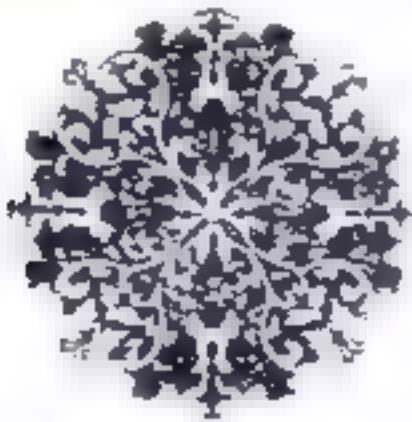
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں

شمیم جانفزالاتی ہے مگہ اور مدینے سے



عرشِ ملیب فی بامند

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآب سے
 ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے
 دل کو اگر بے چند بنانے کی آرزو
 کر کتابِ نور ہی گفت بے
 ذریعہ کروں کہ تو کہہ دوں دست میں
 لایا ہوں ارمغانِ یہ جہانِ غرب سے
 سجدہ گزار ہو کے درِ غضب سے پہ تو
 ہو مستی کرو کا خدا کی جست بے
 جتنی ہے خلق مجھ کو خسروانی ہو
 جہاں کوئی نصیب نہیں اس خطب سے
 کیف خیال شاہِ رسالت سے مست ہو
 بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے
 ہونا ہے عرشِ دوست دیں سے جو بہرہ ور
 ہو بھی رجوعِ کربش دیں کی جناب سے



فسراق گورکھپوری، رگھوپتی سہائے

انوار بے شمار معدود نہیں

رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں

معلوم ہے کچھ تم کو مُستند کا مقام

وہ اُمتِ اسلام میں محدود نہیں



سحر، کنور مہبت در سنگھ بیدی

تکمیل معرفت ہے محبت رسولؐ کی

ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی

ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عمت

معوم ہے خدا ہی کو عزت رسولؐ کی

تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکان کی یاد

سرمایہ حیات ہے الفت رسولؐ کی

انسانیت، محبت، ہم، تمیز، عقل

جو چیز بھی ہے سب ہر عنایت رسولؐ کی

فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مُصطفیٰؐ

احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِّ دروہاں

دل میں رہے سحر کے محبت رسولؐ کی

آزاد، جگن ناتھ

سلام اُس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوار پر

ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیا سے امکاں پر

سلام اس پر جو آیا رحمتہ للعالمین بن کر

پیام دوست بن کر صادق الوعد و امین بن کر

سلام اس پر جلاتی شمع عرفاں جس نے سینوں میں

کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فسرانہ

مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیماں

بڑے چھوٹے میں جس نے اک اُخوت کی بنا ڈالی

زمانے سے تمیز بندہ و آفتا مٹا ڈالی

سلام اُس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی

رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و مستخافتانی

سلام اُس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا

زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اُس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا

سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا



بھگوآن ، رانا بھگوانداس

نبی مکرم شہنشاہِ عالی بہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی
 جمالِ دو عالم تیری ذاتِ عالی دو عالم کی رونق تری خوش جمالی
 خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انسان یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصال
 توفیقاً من عالم ہے داتاِ اعظم مبارک ترے در کا ہر اک سوالی
 نگاہِ کرم ہو نواسوں کا صدقہ ترے در پہ آیا ہوں بن کر سوالی
 میں جلوے کا طالب ہوں کجاں عالم دکھا دے دکھا دے وہ شانِ جمالی
 تیرے آستانہ پہ میں جان دوں گا نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں کا خالی
 تجھے واسطہ حضرتِ فاطمہؑ کا میری "ج" رکھ لے دو عالم کے والی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوآن

کہ جو محمدؐ ہے سب سے نرالی





تدوین و ترجمہ اور اشاعت کے جملہ حقوق
بمقام شفیق بریلوی موسس مرکز علوم اسلامیہ محفوظ ہیں۔



مارچ ۱۹۷۵ء

اشاعت اول

مارچ ۱۹۷۵ء

اشاعت دوم

عبدالرؤف

کتابت

انور کمال

ترمیم

ایجوکیشنل پریس کراچی

طباعت

تیس روپے

ہدیہ :-

تقسیم کنندگان

مکتبہ خاتونِ پاکستان

پوسٹ بکس ۷۱۹۹، کراچی



